فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث

ہندوستان میں انگریزی دور میں ایک فرقہ ظہور پذیر ہوا اس فرقہ کو ایک خاص مقصد کے لیئے اٹھایا گیا اور وہ مقصد امام اعظم ابو حنیفہ اور فقہ حنفی اور علماء احناف کی بھرپور طریقہ سے اور ہر اعتبار سے مخالفت کرنا ، ایک عقل مند غیر متعصب شخص جب اس فرقہ کی تاریخ ولٹریچر پڑھے گا تو وہ میری اس بات سے ہرگز اختلاف نہیں کرے گا ، جو کچھ مواد کتب ورسائل کی صورت میں اس فرقہ میں شامل افراد نے لکھا یا اب لکھ رہے ہیں سب علماء احناف وفقہ حنفی کے خلاف لکھا گیا۔ الا ماشاء اللہ ، فقہ شافعی ، فقہ مالکی ، فقہ حنبلی یا علماء شوافع ومالکیہ وحنابلہ کے خلاف اس فرقہ کی طرف سے کچھ نہیں لکھا گیا ، آخر کیوں صرف امام اعظم وفقہ حنفی وعلماء احناف کو لعن طعن واعتراضات واشکالات کا نشانہ بنایا گیا ؟؟

اگر فقہ سے اختلاف وضد تھا تو فقہ شافعی ، فقہ مالکی ، فقہ حنبلی کے خلاف کیوں کچھ نہیں لکھا گیا ؟؟

اگر اس کا جواب یہ ہے کہ فقہ حنفی (معاذاللہ) قرآن وحدیث کے مخالف ہے اس لیئے اس کے عداوت ومخالفت کی گئی تو پھر عرض یہ ہے کہ آخر امت مسلمہ میں علماء وائمہ کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جو گذرا ہے تو ان علماء امت وائمہ اسلام نے امت مسلمہ کو یہ نصیحت کیوں نہیں کی کہ خبردار فقہ حنفی کے قریب نہ جانا کیونکہ وہ (معاذاللہ) قرآن وحدیث کے مخالف ہے ؟؟؟

آخر چودہ سوسال کی تاریخ اسلام میں فقہ حنفی وعلماء احناف کی مخالفت ہندوستان سے صرف انگریزی دور میں کیوں شروع ہوئی ؟؟

پھر اس فرقہ نے ابتداء میں یہ نعرہ لگایا کہ ہم صرف قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں اور اسی کی دعوت ہمارا مشن ہے ، لیکن درحقیقت اس فرقہ کے ہم نواوں نے ذخیرہ احادیث میں سے صرف چند احادیث پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی یعنی وہ احادیث مبارکہ جن میں ائمہ اربعہ ودیگر مجتہدین کا فروعی اختلاف ہے ، لہٰذا اس فرقہ نے اپنا سارا زور عمل بالحدیث کے خوبصورت عنوان کے ساتھ ان چند احادیث میں صرف کیا جیسے (فاتحہ خلف الامام ، آمین بالجہر والسر ، رفع الیدین وعدم رفع الیدین ، رکعات التراویح ، تقلید الائمہ ، وغیرہ) مسائل کو موضوع بحث بلکہ مسائل مہمہ اساسیہ میں سے قرار دیا ، اور ان چند مسائل کو لے کر ایک بڑی جدوجہد کے ساتھ احناف کے خلاف ایک محاذ کھول دیا۔

پھر ساتھ ساتھ اس وقت کے حکمرانوں کی طرف سے اس فرقہ کو حوصلہ ومدد ملتا رہا اور عوام الناس میں سے بعض کم علم ولا علم لوگ بھی رفتہ رفتہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے ، اگر آپ تاریخ فرق مُبتدعہ پر نظر دوڑائیں اور ان کے خاص موضوع ومنشور کو دیکھیں

جوان فرقوں کی بنیاد ہوتا ہے، توآپ دیکھیں گے کہ ان فرِقوں کی بنیاد ابتداء میں بعض افراد کی طرف سے چند اختلافی مسائل ہوتے ہیں، اوران فرقوں کا کل دارومدار چند اختلافی مسائل ہوِتے ہیں،

شیعہ مذہب کی بنیاد مسئلہ امامت، **خوارج** کی بنیاد مسئلہ تحکیم، **نواصب** کی بنیاد بغض اہل بیت، **مُعتزلہ** کی بنیاد مسئلہ صفات وخلق قرآن وغیرہ، اور **اہل بدعت** کی بنیاد چند بدعات، ہوتے ہیں اور ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک طویل عرصہ کی حکومت میں اتنے فرقے نہیں پیدا ہوئے جتنا کہ انگریزی دور میں پیدا کیئے گئے کبھی ظلی بلی وبروزی قادیانی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا، کبھی سنت کے نام بدعات کے جھنڈے لہرائے گئے، کبھی قرآن کی آڑ میں احادیث کاانکار گیا، کبھی عقل وفلسفہ کی بنیاد پر عقائد صحیحہ کاانکار کیا گیا، کبھی عوام الناس کو حدیث وسنت کی خوشنما نعرے کی آڑ میں ائمہ مجتہدین فقہ وفقہاء اور خصوصا فقہ حنفی سے اور امام اعظم ابوحنیفہ کی اتباع سے لوگوں کو برگشتہ کیاگیااوران لوگوں نے اپنا نام ابتداء میں انگریزی دور میں سرکاری کاغذات میں " اہل حدیث " لکھوایا اگرچہ بعد میں مختلف اوقات میں مختلف مصالح کی وجہ سے اس فرقہ کے ہم نوااپنا نام بدلتے رہے لیکن " اہل حدیث " کے نام سے یہ فرقہ زیادہ مشہور ہوا۔

،،،

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے وساوس واکاذیب

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی المبعوث رحمة للعالمین وخاتم النبیین والمرسلین سیدنا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین

فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء میں بہت ساری صفات قبیحہ پائی جاتی ہیں ، بدگمانی ، بدزبانی ، خودرائی ، کذب وفریب ، جہالت وحماقت ، اس فرقہ کے اہم اوصاف ہیں ، اورانہی صفات قبیحہ کے ذریعہ ہی عوام الناس کو گمراہ کرتے ہیں ، لہذا ایک دیندار ذی عقل مسلمان کے لیئے ضروری ہے کہ دین کے معاملہ میں فرقہ اہل حدیث کے نام نہاد جاہل شیوخ کی طرف ہرگزرجوع واعتماد نہ کرے ، اوریقین کیجیے کہ میں یہ بات کسی ذاتی تعصب وعناد کی بنیاد پرنہیں کہہ رہا ، بلکہ انتہائی بصیرت وحقیقی مشاہدہ کی بات کررہا ہوں ، ان کا جہل وکذب اہل علم پر تو بالکل عیاں ہے ، لیکن عام آدمی ان کی ملمع سازی اور وساوس واکاذیب کی جال میں پھنس جاتا ہے ، ذیل میں فرقہ اہل حدیث کے مشہور وساوس واکاذیب کا تذکرہ کروں گا ، تاکہ ایک عام آدمی ان کے وساوس ودجل وفریب سے واقف ہوجائے

امام ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کے متعلق وساوس۔

وسوسہ = امام ابوحنیفہ رحمہ الله کی اتباع بہتر ھے یا محمد رسول الله کی ؟؟

وسوسہ = امام ابوحنیفہ رحمہ الله کو صرف سترہ (17) احادیث یاد تھیں ؟؟

وسوسہ = امام ابوحنیفہ رحمہ الله ضعیف راوی تھے محدثین نے ان پرجرح کی ھے ؟؟

وسوسہ = امام ابوحنیفہ رحمہ الله مُحدث نہیں تھے ، ان کو علم حدیث میں کوئ تبحر حاصل نہیں تھا ؟؟

وسوسہ = امام ابوحنیفہ رحمہ الله تابعی نہیں تھے ؟؟

وسوسہ = امام ابوحنیفہ رحمہ الله نے کوئ کتاب نہیں لکھی ، اور فقہ حنفی کے مسائل لوگوں نے بعد میں ان کی طرف منسوب کرلیئے ھیں ؟؟

وسوسہ = امام ابوحنیفہ " عقیدہ اِرجاء " رکھتے تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی کتاب (غنیة الطالبین) میں تہترفرقوں کی تفصیل میں " مرجئة فرقة " کا ذکربھی کیا ، اور " مرجئة فرقة " میں أصحاب أبو حنيفة النعمان بن ثابت النعمان کو بھی شمارکیا ھے ۰

وسوسہ = فقہ حنفی پر عمل کرنا بہتر ھے یا قرآن و حدیث پر ؟؟

وسوسہ = جب امام ابوحنیفہ نہیں تھے تو حنفی مقلد کہاں تھے ؟
چاروں مذاھب کے پیروکار اپنے اماموں پرجاکر دم توڑتے ھیں ۰

وسوسہ = قرآن وحدیث سے ابوحنیفہ کی تقلید پردلیل دو.

وسوسہ = کیا فقہ حنفی کا ھرمسئلہ سند کے ساتھہ امام ابوحنیفہ سے ثابت ھے؟؟

وسوسہ = مذھب حنفی رائے اورقیاس پرمبنی ھے اور احادیث نبویہ کے مخالف مذھب ھے ۰

وسوسہ = الله ورسول نے حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی وغیرہ بننے کا حکم نہیں دیا لہذا یہ سب بعد کی پیداوار ھیں ان سب کو چھوڑنا ضروری ھے۔

وسوسہ = فقہ تابعین کے دور کے بعد ایجاد ھوئ لہذا اس کو چھوڑنا ضروری ھے اور قرآن وحدیث پرعمل کرنا چائیے نہ کہ فقہ پر.

وسوسہ = فقہ حنفی اور حدیث میں ٹکراو ھے اب عمل کس پرکرنا چائیے ؟
حدیث محمد رسول الله کی ھے اور فقہ اماموں کی بنائی ھوئی ھے ۰

وسوسہ = مذاھب اربعہ بعد کی پیداوار ھیں اور ھم اھل حدیث چودہ سوسال سے چلے آرھے ھیں لہذا حق جماعت اھل حدیث ھے مسلمانوں کو حنفی شافعی مالکی حنبلی وغیرہ کے بجائے اھل حدیث جماعت میں شامل ھونا چائیے ۔

تقلید اور مقلدین کے متعلق وساوس

وسوسہ = تقلید شرک اور جہالت کا نام ھے

وسوسہ = تقليد الأئمة اس وجہ سے بھی ناجائز ھے کہ ان ائمہ نے خود اپنی تقلید سے منع کیا ھے اورخاص کران أئمة الأربعة میں سے ھرایک نے ارشاد فرمایا ھے کہ ((إذا صح الحديث فهو مذهبي))

وسوسہ = ائمہ اربعہ کے درمیان مسائل میں اختلاف ھے اورقرآن وسنت میں کوئ اختلاف نہیں ھے لہذا اختلاف وشک سے بچنے کے لیئے ان ائمہ کوچھوڑنا ضروری ھے ،

یہ وسوسہ اس طرح بھی پیش کیا جاتا ھے کہائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ سے اختلافات پیدا ھوئے لھذا ان اختلافات سے تنگ آکرھم نے ان کی تقلید چھوڑدی.

وسوسہ = کیا قرآن وحدیث کو چار اماموں کے علاوہ کسی نے نہیں سمجھا
کیا قرآن کے مخاطب یہ چار ھی ھیں انھیں کی فہم کا اعتبارھے انھیں کا " فقه " واجب العمل کیوں ھے ؟؟ حالانکہ قرآن مجید میں صاف مذکور ھے
"ولقد يَسّرنا القرآن للذكرفهل من مُدكر "

بے شک ھم نے قرآن کونصیحت حاصل کرنے کے لیئے آسان کردیا کیا ھے کوئ نصیحت حاصل کرنے والا ؟
پھر فقہ اور فقھاء کی تقلید اگرشرک نہیں تواور کیا ھے ؟؟

وسوسہ= اصل چیز " اتباع " ھے اور " تقلید " ایک من گھڑت چیز ھے جس کا کوئ ثبوت نہیں ھے .

وسوسہ = لفظ تقلید قلادہ سے ھے جوصرف جانور کے گلے میں باندھا جاتا ھے ، لھذا جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ھیں وہ بھی جانوروں کی طرح ائمہ کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال دیتے ھیں ۰

وسوسہ = تقلید مذاھب الأربعة میں کیوں منحصر ھے ؟ مجتھدین تو اور بھی بہت ھیں، صرف چارائمہ کی تقلید کیوں کی جاتی ھے ؟

وسوسہ = مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ھیں اور اپنے آپ کو حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی کہتے ھیں ، اور حضرات خلفاء راشدین کا علم ومرتبہ ائمہ اربعہ سے بہت زیادہ ھے تو پھر مقلدین خلفاء راشدین کی تقلید کیوں نہیں کرتے ؟ اور ابوبکری ، عمری ، عثمانی ، علوی ، کیوں نہیں کہلاتے ؟

حالانکہ یہ ائمہ اربعہ تو حضور صلی الله تعالی علیه وسلم کے زمانہ کے بعد آئے ھیں ، اسی طرح ان مقلدین نے قیاس اور ائمہ کی رائے کو پکڑ لیا اور الله تعالی کے دین میں وہ کچھہ داخل کردیا جو اس میں نہیں تھا ، احکام شریعت میں تحریف کردی ، اور چار مذاھب بنا لیئے جو حضور صلی الله تعالی علیه وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں نہیں تھے ، صحابہ کرام کے اقوال کو چھوڑدیا اور قیاس کو اختیارکرلیا حالانکہ صحابہ کرام نے قیاس کو چھوڑنے کی تصریح کی ھے ، اور انھوں نے فرمایا أول من قاس إبليس سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا تھا

وسوسہ = دین میں ائمہ اربعہ کی تقلید شرک وبدعت وجھالت ھے لھذا اس تقلیدی روش کو چھوڑ کرھی کامیابی وفلاح ملے گی ، اوراس کی ایک ھی صورت ھےکہ " جماعت اھل حدیث " میں شامل ھوجاو جن کے صرف اور صرف دو ھی اصول ھیں قرآن اورحدیث ۰

وسوسہ = قرآن وحدیث پرعمل کرنے کے لیئے کسی امام کی تقلید ﴿ کوئ ضرورت نہیں ھے بلکہ ازخود ھرشخص مطالعہ وتحقیق کرکے قرآن وحدیث پرعمل کرے

وسوسہ = یہود ونصاری اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہا مانتے تھے اس لیئے الله نے ان کومشرک فرمایا اور مقلدین بھی ان کی طرح اپنے اماموں کا کہا مانتے ھیں

وسوسہ = همارے اوپرشریعت نے کتاب وسنت کی اتباع کو لازم کیا هے نہ کہ ائمہ اربعہ کی اتباع وکلام کو، لہذا ائمہ اربعہ کی پیروی کوچھوڑنا ضروری هے۔

وسوسہ = مقلدین همیشہ اپنے امام ومذهب کی بات وقول پرعمل کرتے هیں اگرچہ امام کا قول الله ورسول کے قول وحکم کے مخالف کیوں نہ هو ۔
وسوسه = مقلدین صرف ائمہ اربعہ کی تقلید کیوں کرتے هیں مجتہد تواوربهی هیں؟؟ لہذا مقلدین کا یہ عمل بهی تقلید کی طرح بدعت هے ۔

وسوسہ = فرقہ جدید اهل حدیث کا دعوی هے کہ همارا وجود عہد رسالت سے آج تک مسلسل هے ۔

وسوسہ = همارا وجود عہدرسالت سے چلا آرہا هے اور مقلدین کا وجود بہت بعد میں نمودار هوا ، اورتقلید کی بدعت بهی بعد کی پیداوار هے ۔

سوال = کیا فرقہ جدید نام نہاد اهل حدیث وغیرمقلدین کے ساتهہ اهل حق اهل سنت والجماعت کا صرف فروعی وجزئ اختلاف هے یا اصولی اختلاف هے ؟

علمائے دیوبند کے متعلق وساوس

عقائد و علم کلام

وسوسہ = علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ هیں ۔ معاذالله ۔

وسوسہ = احناف ماتریدی عقیده رکهتے هیں اوردیگر مقلدین اشعری عقیده رکهتے هیں ، اور اشاعره وماتریدیه دونوں کے عقائد غلط وگمراه کن هیں ۔

وسوسہ= اشاعره اور ماتریدیه میں مسائل عقیده میں اختلاف هے توپهر ان میں حق پرکون هوا ؟؟

سوال = الإمام أبو الحسن الأشعري اور الإمام أبو منصور الماتريدي کے بعد لوگ اپنے آپ کو اشعری وماتریدی کیوں کہنے لگے ؟؟ اور اشاعره وماتریدیه کی نسبت کیوں اختیار کی گئ ؟؟

تصوف

وسوسہ = علماء دیوبند قبور سے فیض حاصل کرنے کا عقیده رکهتے هیں جوکہ ایک شرکیہ عقیده هے ۔

وسوسہ = علماء دیوبند وحدتُ الوجود کا عقیده رکهتے هیں جوکہ ایک کفریہ شرکیہ عقیده هے ۔

سوال = کیا " وحدتُ الوجود " کی اصطلاح قرآن و حدیث میں هے ؟؟

وسوسہ =علماء دیوبند " تَـصَـوُّر شَـيْـخ " کا عقیده رکهتے هیں جوکہ ایک گمراه کن اور شرکیہ عقیده هے ۔

تبلیغ

وسوسہ = تبلیغی جماعت کا جو طریقہ تبلیغ ہے یہ حضورصلے اللہ علیہ وسلم اورخیرُالقرون کے زمانہ میں نہیں ملتا لہذا یہ مُروجہ تبلیغی طریقہ بدعت ہے ۰

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے صرف { تبلیغی نصاب } پڑھتے پڑھاتے ہیں کسی دوسری کتاب کے پڑھنے کو منع کرتے ہیں ۰

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے کتاب{ فضائل اعمال } کی جگہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درس کیوں نہیں دیتے جو کہ صحیح ترین کتب ہیں ؟؟

وسوسہ = تبلیغی جماعت نے جو چھہ نمبر { صفات } بنائے ھیں ، ان کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہاں ھے ؟؟

وسوسہ = تبلیغی جماعت نے جو یہ چھہ نمبر {صفات} خاص کیئے ھیں ، اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا لہذا یہ بدعت ھیں ۰

وسوسہ = تبلیغی جماعت والوں نے جماعت میں جانے کے لیئے جو چالیس دن مقر ر کیئے ھیں ، اس کی کوئ اصلیت نہیں ھے لہذا یہ بدعت ھے جس کو تبلیغی جماعت نے لوگوں میں رائج کردیا ھے ۰

وسوسہ = تبلیغی جماعت والوں نے جماعت میں نکلنے کے لیئے جومعروف ترتیب بنائ ھے ، کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اس معروف ترتیب کے ساتھہ نکلنا ثابت ھے ؟؟

وسوسہ = تبلیغی جماعت کی کتاب { فضائل اعمال } ضعیف احادیث پرمبنی ھے لہذا اس کتاب سے بچنا بہت ضروری ھے ۰

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے جو گشت کرتے ھیں اس کا کوئ ثبوت نہیں ھے ۰

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے صرف مسلمانوں کے پاس جاتے ھیں کفارکوکیوں تبلیغ نہیں کرتے ؟ ۰

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے " جهاد فی سبیل الله ، یامطلق فی سبیل الله " کی احادیث وآیات کو دعوة وتبلیغ پرمحمول کرتے ھیں ۰

وسوسہ = حیاة الصحابة) خرافات اور جھوٹے قصوں اورموضوع اورجھوٹی وضعیف احادیث سے بھری ھے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے ہرجمعہ کی رات کواجتماع کرتے ھیں۔ یعنی شب جمعہ کواجتماع ہوتا ھے جس میں بیانات ہوتے ھیں ، سب تبلیغی اس میں جمع ہوتے ھیں ، یہ بھی بدعت ھے اس کا کوئ ثبوت نہیں ھے ۰
فضائل اعمال اور صدقات میں موجود اولیاء اللہ اورصالحین کے واقعات واقوال وکرامات پر اعتراض

,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا فقہ حنفی سے بُغض وعداوت

اس فرقہ جدید کی بنیاد ہی امام اعظم اِبي حنیفۃ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی سے بغض وعداوت ونفرت وتعصب پر رکھی گئ ہے، باستثناء بعض معتدل اشخاص سب کا یہی حال ہے، ان کے چھوٹے بڑے آئے دن وقتا فوقتا فقہ حنفی کے خلاف کچھ نہ کچھ بکواسات لکھتے اور بولتے رہتے ہیں، اور حتی کہ ایک ناواقف جاہل شخص جب ان کی ظاہری خوشنما جال میں پھنستا ہے تواس کوابتدائی سبق ہی یہ پڑھایا جاتا ہے کہ " فقہ حنفی قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ومتضاد ہے " لہٰذا اس کے قریب بھی نہ جانا، اور پھراس کومزید گمراہ کرنے کے لیئے اورامام اعظم اِبي حنیفۃ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی سے متنفر کرنے کے لیئے چند کتب ورسائل کے پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے جن کو بعض جہلاء نے ترتیب دیا ہے اوران میں امام اعظم اِبي حنیفۃ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کے خلاف انٹرنیشنل جھوٹ وکذب وفریب کو جمع کیا، اب ایک ناواقف وجاہل خالی الذہن شخص یہ سب کذبات وافترآت پڑھتا ہے یاسنتا ہے اوراس کو خالص اندھی تقلید میں قبول کرتا جاتا ہے، کیونکہ یہ شخص بوجہ اپنی جہالت کے دین کے بنیادی احکامات وفرائض کی خبر نہیں رکھتا تو فقہ حنفی کی تفصیلات کااس کو کیا علم ہوگا ، اوراس فرقہ جدید میں شامل ہونے والے اکثر کا یہی حال ہے کہ اسی قسم کا وسوسہ کسی نے سنایا یاپڑھایااوران کے ساتھ ہولیا، اب یہی شخص اس کے بعد رات دن امام اعظم اِبي حنیفۃ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی اور علماء احناف کے خلاف طعن وتشنیع کرتا رہتا ہے اوراپنی عاقبت کوخراب کرتا ہے، اور یہ سب کام یہ شخص خالص اندہی وناجائز تقلید میں کرتا ہے، کیونکہ خود تواس کے اندراتنی استعداد وصلاحیت نہیں ہے کتب فقہیہ کی طرف رجوع کرکے صحیح وغلط جھوٹ وسچ کی تمیز وتفریق کرسکے، لہٰذا چند جہلاء کے رسائل وکتیبات وبیانات پرہی آمین ولبیک کہہ دیتا ہے، اوراس طرح ضلالت کی وادی میں پہلا قدم رکھتا ہے، لہٰذا ایک عاقل شخص پرلازم ہے کہ امام اعظم اِبي حنیفۃ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی اور علماء احناف کے خلاف اس فرقہ جدید کی طرف سے پھیلائے گئے وساوس واکاذیب کو ہرگز قبول نہ کرے، اللہ تعالی علماء حق علماء دیوبند کو جزاء خیر دے کہ اس فرقہ جدید کی اڑائی ہوئی تمام جھوٹی باتوں کاجواب مستقل کتب ورسائل وبیانات وتقاریر کی صورت میں دے چکے ہیں اوراس فرقہ جدید پرخصوصا اوردیگر تمام لوگوں پر حُجت تمام کرچکے ہیں ، یہاں میں صرف ایک بات امام اعظم اِبي حنیفۃ رحمہ اللہ کے اصول اجتہاد کے حوالے سے عرض کرتا ہوں، جس کوپڑھ کرآپ اندازہ کریں کہ امام اعظم نے باب اجتہاد میں کتنا عظیم اصول قائم کیا ہے، اوراس اصول کوپڑھنے کے بعد امام اعظم اور فقہ حنفی کے خلاف اس فرقہ جدید کے پھیلائے ہوئے اکثر وساوس فنا ہوجاتے ہیں۔

ألإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان رحمه الله كا عظيم اجتهادى أصول

الإمام الأعظم إبو حنیفۃ النعمان ــ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

آخذ بكتاب الله ، فما لم أجد فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإن لم أجد في كتاب الله ولا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، أخذت بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم، وأدع من شئت منهم ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم وأما اذا انتهى الأمر الى إبراهيم والشعبي وإبن سيرين والحسن وعطا وسعيد ابن المُسيب وعد د رجالا فقوم اجتهدوا فأجتهدُ كما اجتهدوا -

میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے (مسئلہ وحکم) لیتا ہوں، اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو پھر سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور اگر کتاب اللہ وسنۃ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملے تو پھر میں اقوال صحابہ کرام کی طرف رجوع کرتا ہوں اور میں صحابہ کرام کے اقوال سے باہر نہیں نکلتا، اور جب معاملہ إبراهيم، والشعبي والحسن وابن سيرين وسعيد بن المسيب تک پہنچ جائے تو پھر میں بھی اجتہاد کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے اجتہاد کیا۔

[تاریخ بغداد (368/13]

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب {إعلام الموقعين} فرماتے ہیں کہ

وأصحاب أبي حنيفة رحمه الله مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث عنده أولى من القياس والرأي ، وعلى ذلك بنى مذهبه كما قدّم حديث القهقهة مع ضعفه على القياس والرأي ، وقدّم حديث الوضوء بنبيذ التمر في السفر مع ضعفه على الرأي والقياس .... فتقديم الحديث الضعيف وآثار الصحابةعلى القياس والرأي قوله وقول الإمام أحمد"

امام إبي حنيفۃ رحمہ اللہ کے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام إبي حنيفۃ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث بھی رائے وقیاس سے اولی وبہتر (ومقدم) ہے، اور اسی اصول پر امام إبي حنيفۃ رحمہ اللہ کے مذہب کی بنیاد واساس رکھی گئی، جیسا قهقهة والی حدیث کو باوجود ضعیف ہونے کے امام إبي حنيفۃ رحمہ اللہ نے قیاس ورائے پر مقدم کیا، اور سفر میں نَبيذُ التمَر کے ساتھ وضو والی حدیث کو باوجود ضعیف ہونے کے امام إبي حنيفۃ رحمہ اللہ نے قیاس ورائے پر مقدم کیا، پس حدیث ضعیف وآثارُ الصحابۃ کو رائے وقیاس پر مقدم کرنا یہ الإمام إبي حنيفۃ رحمہ اللہ اور الإمام إحمد رحمہ اللہ کا قول (وعمل وفیصلہ) ہے۔

[إعلام الموقعين عن رب العالمين 77/1]

علامہ ابن حزم ظاهری بھی یہی فرماتے ہیں کہ

جميع أصحاب أبي حنيفة مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث أولى عنده من القياس والرأي"

[إحكام الإحكام في إصول الأحكام 54/7]

یہ ہے الإمام الأعظم إبي حنيفۃ رحمہ اللہ اور آپ کے اصحاب وتلامذہ کا سنہری وزریں اصول جس کے اوپر مذہب حنفی بنیاد ہے، الإمام

اعظم رحمہ اللہ کا یہ اصول اہل علم کے یہاں معروف ہے، اب جس امام کا حدیث کے باب میں اتنا عظیم اصول ہو اور اس درجہ تعلق ہو حدیث کے ساتھ کہ ضعیف حدیث پر بھی عمل کرنا ہے، اس امام کو اور اس کے اصحاب وپیروکاروں کو حدیث کا مخالف بتلایا جائے اور جاہل عوام کو گمراہ کیا جائے، تو اس طرز کو ہم کیا کہیں جہالت وحماقت یا عداوت ومنافقت ؟؟

شيخ الإسلام إبن تيمية رحمه الله كا فتوى

ومن ظنّ بأبي حنيفة أوغيره من أئمة المسلمين أنهم يتعمدون مخالفة الحديث الصحيح لقياس أو غيره فقد أخطأ عليهم ، وتكلّم إما بظنّ وإما بهوى ، فهذا أبو حنيفة يعمل بحديث التوضي بالنبيذ في السفر مع مخالفته للقياس ، وبحديث القهقهة في الصلاة مع مخالفته للقياس لاعتقاده صحتهما وإن كان أئمة الحديث لم يصححوهما"

اور جس نے بھی امام إبي حنيفة یا ان کے علاوہ دیگر ائمۃ المسلمین کے متعلق یہ گمان کیا کہ وہ قیاس یا (رائے) وغیرہ کی وجہ سے حدیث صحیح کی مُخالفت کرتے ہیں تو اس نے ان ائمہ پر غلط (وجھوٹ) بات بولی، اور محض اپنے گمان وخیال سے یا خواہش وھویٰ سے بات کی، اور امام إبي حنيفة تونَبيذُ التمَر کے ساتھ وضو والی حدیث پر باوجود ضعیف ہونے کے اور مُخالف قیاس ہونے کے عمل کرتے ہیں الخ ۔

[مجموع الفتاوی لابن تیمیة 305،304/20]

شيخ الإسلام إبن تيمية رحمه الله کا فتوی بالکل واضح ہے یعنی امام اعظم کے مُتعلق اگر کوئی یہ گمان وخیال بھی کرے کہ وہ صحیح حدیث کی مخالفت کرتے ہیں اپنی رائے وقیاس سے تو ایسا شخص شيخ الإسلام إبن تيمية رحمه الله کے نزدیک خیالات وخواہشات کا پیروکار ہے اور ائمہ مُسلمین پر جھوٹ وغلط بولنے والا ہے ۔

کیا شيخ الإسلام إبن تيمية کے اس فتوی کا مصداق آج کل کا جدید فرقہ اہل حدیث نہیں ہے جو رات دن کا مشغلہ ہی یہی بنائے ہوئے ہیں ؟؟؟

میں نے حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اور ان کے شیخ شيخ الإسلام إبن تيمية رحمه الله کی تصریحات نقل کیں، عجب نہیں کہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ شيخ الإسلام إبن تيمية رحمه الله کا یہ اعلان فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جُہلاء کے لیئے باعث ہدایت بن جائے ۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جاہل نام نہاد شیوخ عوام کو گمراہ کرنے کے لیئے یہ وسوسہ پھیلاتے ہیں کہ فقہ حنفی " حدیث " کے بالکل مخالف ہے، گذشتہ سطور میں آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ امام اعظم اور آپ کے اصحاب بالاتفاق ضعیف حدیث پر عمل نہیں چھوڑتے چہ جائیکہ صحیح حدیث کو چھوڑ دیں، اس سلسلہ میں ایک اور مثال عرض کرتا ہوں،

دیگر مُحدِّثین کے یہاں اور خود فرقہ جدید اہل حدیث کے یہاں بھی " مُرسَل حدیث " ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے، جب کہ امام اعظم اور آپ کے اصحاب " مُرسَل حدیث " کو بھی قبول کرتے ہیں، اور قابل احتجاج سمجھتے ہیں بشرطیکہ " مُرسِل " ثقہ وعادل ہو۔ یہاں سے آپ اندازہ لگالیں کہ امام اعظم اور آپ کے اصحاب " حدیث " کو کتنی اہمیت دیتے ہیں، اور حدیث رسول کے ساتھ کس درجہ شدید و قوی تعلق رکھتے ہیں، لیکن پھر بھی عوام کو بے راہ کرنے کرنے یہ جھوٹ ووسوسہ پھیلاتے ہیں کہ فقہ حنفی حدیث کے بالکل مخالف ہے۔

هَـداهـُم الله فـهـُم لايـَعـلمون ٠

مُرسَل حدیث کے متعلق مُحدِّثین کے چند تصریحات درج ذیل ہیں،

حكم الحديث المرسل عند أبي حنيفة: من الجدير بالذكر أن الحديث المرسل هو الحديث الذي يضيفه التابعي إلىالنبي صلى الله عليه وسلم مسقطاً الواسطة بينهما ، وقد اختلف العلماء في قول هذا المرسل أوعدم قبوله على أقوال عدة ، وكان أبو حنيفة النعمان يرى قبول الحديث المرسل والاحتجاج به بشرط أن يكون مرسِله ثقة عدلاً .

قال الخطيب البغدادي في الكفاية " : اختلف العلماء في وجوب العمل بما هذه حاله، فقال بعضهم : إنه مقبول ويجب العمل به إذا كان المرسِل ثقة عدلاً ، وهذا قول مالك وأهل المدينة وأبي حنيفة وأهل العراق وغيرهم" [الكفاية في علم الراوية ص384]

وقال ابن الصلاح وابن كثير " : والاحتجاج به مذهب مالك وأبي حنيفة وأصحابهما ء رحمهم الله ء في طائفة "[انظر علوم الحديث لابن الصلاح ص 50]

وقال العراقي في فتح المغيث " : فذهب مالك بن أنس وأبو حنيفة النعمان بن ثابت وأتباعهما في طائفة إلى الاحتجاج به "يعني بالمرسل. [فتح المغيث في شرح ألفية الحديث ص65.]

وقال النووي في التقريب " : ثم المرسل حديث ضعيف عند جماهير المحدثين والشافعي وكثيـر من الفقهاء وأصحاب الأصول ، وقال مالك وأبو حنيفة في طائفة : صحيح[التقريب والتيسير في معرفة سنن البشير النذير ص35.]

وقال النووي في الارشاد " : وقال مالك وأبو حنيفة رضي الله عنهما وأصحابهما وطائفة من العلماء : يُحتجّ به "[إرشاد طلاب الحقائق ص 81.]

وقـال السخـاوي فـي فتح المغيث " : واحتجّ به الإمام مالك بن أنس في المشهور عنه وكذا الإمام أبو حنيفة النعمان بن ثابت وتابعهما المقلدون لهما ء والمراد الجمهور من الطائفتين بل وجماعة من المحدثين والإمام أحمد في رواية حكاها النووي وابن القيم وغيرهم بالمرسل ودانوا بمضمونه أي جعل كل واحد منهم ما هو عنده مرسل ديناً يدين به في الأحكام وغيرها"

[فتح المغيث شرح ألفية الحديث 139/1]

وقال السيوطي " : وقال مالك في المشهور عنه وأبو حنيفة في طائفة منهم أحمد في المشهور عنه : صحيح

"[تدريب الراوي 198/1]

إن أريدُ إلا الإصْــلاحَ مـَا استطعتُ وَمَا توفِيـقـي إلاباللّه

وسوسه 1 = امام ابوحنیفه رحمه اللّه کی اتباع بہتر ھے یا محمد رسول اللّه کی ؟؟

جواب = یہ وسوسہ ایک عام آدمی کو بڑا خوشنما معلوم ہوتا ہے، لیکن دراصل یہ وسوسہ بالکل باطل وفاسد ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقابل کرنا ہی غلط ہے، بلکہ نبی کا مقابلہ امتی سے کرنا یہ توہین وتنقیص ہے، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (اور دیگرائمہ اسلام) کی راہنمائی میں بہتر ہے یا اپنے نفس کی خواہشات اور آج کل کے نام نہاد جاہل شیوخ کی اتباع میں بہتر ہے ؟؟
لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع امام ابوحنیفہ تابعی رحمہ اللہ (اور دیگرائمہ مجتہدین) کی اتباع وراہنمائی میں کرنا ضروری ہے، اوراسی پر تمام اہل سنت عوام وخواص سلف وخلف کا اجماع واتفاق ہے، لیکن بدقسمتی سے ہندوستان میں انگریزی دور میں ایک جدید فرقہ پیدا کیا گیا جس نے بڑے زور وشور سے یہ نعرہ لگانا شروع کیا کہ دین میں ان ائمہ مجتہدین خصوصا تابعی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اتباع وراہنمائی ناجائز وشرک ہے، لہٰذا ایک عام آدمی کو ان ائمہ اسلام کی اتباع وراہنمائی سے نکال کران جہلاء نے اپنی اور نفس وشیطان کی اتباع میں لگادیا، اور ہر کس وناکس کو دین میں آزاد کردیا اور نفسانی وشیطانی خواہشات پر عمل میں لگادیا اور وہ حقیقی اہل علم جن کے بارے قرآن نے کہا (فاسئلوا اهل الذكران كنتم لا تعلمون) عوام الناس کو ان کی اتباع سے نکال کران جاہل لوگوں کی اتباع میں لگادیا جن کے بارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :(فأفتوا بغيرعلم فضلوا وأضلوا)اور ان جہلاء کی تقلید واتباع کو صراط مستقیم کہہ دیا، اور عام لوگوں کو قرآن وسنت کے نام پراپنی طرف بلاتے ہیں، لیکن درحقیقت عام لوگوں کو چند جہلاء کی اندھی تقلید واتباع میں ڈال دیا جاتا ہے،
فإلى الله المشتكى وهوالمستعان ٠

وســوســه 2 = امام ابوحنیفه رحمه اللّه کو صرف ستره (17) احادیث یاد تھیں ؟؟

جواب = یہ وسوسہ بہت پرانا ہے جس کو فرقہ اہل حدیث کے جہلاء نقل در نقل چلے آرہے ہیں، اس وسوسہ کا اجمالی جواب تو (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) ہے، یہ انہوں نے (تاریخ ابن خلدون) کتاب سے لیا ہے، ایک طرف تو اس فرقہ کا دعوی ہے کہ ہمارے اصول صرف قرآن وسنت ہیں، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اس درجہ بغض ہے کہ ان کے خلاف جو بات جہاں سے بھی ملے وہ

سر آنکھوں پر، اس کے لیئے کسی دلیل و ثبوت و تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں اگرچہ کسی مجہول آدمی کا جھوٹا قول کیوں نہ ہو۔
یہی حال ہے ابن خلدون کے نقل کردہ اس قول کا ہے، تاریخ ابن خلدون میں ہے

فابوحنيفه رضى الله عنه يُقال بلغت روايته الى سبعة عشر حديثا اونحوها

1. فرقہ اہل حدیث کے جاہل شیوخ عوام کو گمراہ کرنے کے لیے اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو سترہ (17) احادیث یاد تھیں، حالانکہ اس عبارت کا یہ ترجمہ بالکل غلط ہے، بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی روایت (یعنی مَرویات) سترہ (17) تک پہنچتی ہیں،
اس قول میں یہ بات نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو صرف سترہ (17) احادیث یاد تھیں، ابن خلدون کے ذکر کردہ اس قول مجہول کا مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جو احادیث روایت کیں ہیں ان کی تعداد سترہ (17) ہے، یہ مطلب نہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کُل سترہ (17) احادیث پڑھی ہیں، اور اہل علم جانتے ہیں کہ روایت حدیث میں کمی اور قلّت کوئی عیب و نقص نہیں ہے، حتیٰ کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی روایات دیگر صحابہ کی نسبت بہت کم ہیں۔
2. تاریخ ابن خلدون جلد ۱ صفحہ ۳۷۱ پر جو کچھ ابن خلدون رحمہ اللہ نے لکھا ہے، وہ اگر بغور پڑھ لیا جائے تو اس وسوسے اور اعتراض کا حال بالکل واضح ہو جاتا ہے۔
3. ابن خلدون رحمہ اللہ نے یہ قول (**يُقال**) بصیغہ تَمریض ذکر کیا ہے، اور علماء کرام خوب جانتے ہیں کہ اہل علم جب کوئی بات (**قيل، يُقالُ**) سے ذکر کرتے ہیں تو وہ اس کے ضعف اور عدم ثبوت کی طرف اشارہ ہوتا ہے، مطلب یہ ابن خلدون رحمہ اللہ کا اپنا قول نہیں ہے، بلکہ مجہول صیغہ سے ذکر کیا ہے، جس کا معنی ہے کہ (**کہا جاتا ہے**) اب یہ کہنے والا کون ہے، کہاں ہے، کس کو کہا ہے؟؟ کوئی پتہ نہیں، پھر ابن خلدون رحمہ اللہ نے کہا (**او نَحوِہا**) یعنی ان کو خود بھی نہیں معلوم کہ سترہ ہیں یا زیادہ۔
4. ابن خلدون رحمہ اللہ مورخ اسلام ہیں لیکن ان کو ائمہ کی روایات کا پورا علم نہیں ہے، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کی مَرویّات (**موطا**) میں تین سو ہیں، حالانکہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (موطا مالک) میں سترہ سو بیس (1720) احادیث موجود ہیں۔
5. اس وسوسہ کی تردید کے لیئے امام اعظم رحمہ اللہ کی پندرہ مسانید کو ہی دیکھ لینا کافی ہے، جن میں سے چار تو آپ کے شاگردوں نے بلاواسطہ آپ سے احادیث سن کر جمع کی ہیں، باقی بالواسطہ آپ سے روایت کی ہیں،
اس کے علاوہ امام محمد امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی کتب اور مُصنف عبدالرزاق اور مُصنف ابن ابی شیبہ ہزاروں روایات بسند

متصل امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کی گئی ہیں، اور امام محمد رحمہ اللہ نے (کتاب الآثار) میں تقریبا نوسو (900) احادیث جمع کی ہیں، جس کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا۔

6. امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ائمہ حدیث نے حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے،

عالم اسلام کے مستند عالم مشہور ناقد حدیث اور علم الرجال کے مستند و معتمد عالم علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر اپنی کتاب (تذکرہ الحفّاظ) میں کیا ہے، جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں حفاظ حدیث کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور محدثین کے یہاں (حافظ) اس کو کہا جاتا ہے جس کو کم از کم ایک لاکھ احادیث متن وسند کے ساتھ یاد ہوں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حفاظ حدیث میں شمار کریں، اور انگریزی دور کا نو مولود فرقہ اہل حدیث کہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو سترہ احادیث یاد تھیں، (تذکرہ الحفّاظ) سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ درج ذیل ہے،

تذكرة الحفاظ/الطبقة الخامسة۔أبو حنيفة

الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي مولاهم الكوفي: مولده سنة ثمانين رأى أنس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة، رواه ابن سعد عن سيف بن جابر أنه سمع أبا حنيفة يقوله .وحدث عن عطاء ونافع وعبد الرحمن بن هرمز الأعرج وعدي بن ثابت وسلمة بن كهيل وأبي جعفر محمد بن علي وقتادة وعمرو بن دينار وأبي إسحاق وخلق كثير. تفقه به زفر بن الهذيل وداود الطائي والقاضي أبو يوسف ومحمد بن الحسن وأسد بن عمرو والحسن بن زياد اللؤلؤي ونوح الجامع وأبو مطيع البلخي وعدة. وكان قد تفقه بحماد بن أبي سليمان وغيره وحدث عنه وكيع ويزيد بن هارون وسعد بن الصلت وأبو عاصم وعبد الرزاق وعبيد الله بن موسى وأبو نعيم وأبو عبد الرحمن المقري وبشر كثير. وكان إماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويتكسب.

قال ضرار بن صرد: سئل يزيد بن هارون أيما أفقه: الثوري أم أبو حنيفة؟ فقال: أبو حنيفة أفقه وسفيان أحفظ للحديث. وقال ابن المبارك :أبو حنيفة أفقه الناس ۔وقال الشاقعي:۔الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة ۔وقال يزيد: ما رأيت أحداً أورع ولا أعقل من أبي حنيفة. وروى أحمد بن محمد بن القاسم بن محرز عن يحيى بن معين قال: لا بأس به لم يكن يتهم ولقد ضربه يزيد بن عمر بن هبيرة على القضاء فأبى أن يكون قاضيا. قال أبو داود :إن أبا حنيفة كان إماما.

وروى بشر بن الوليد عن أبي يوسف قال: كنت أمشي مع أبي حنيفة فقال رجل لآخر: هذا أبو حنيفة لا ينام الليل، فقال: والله لا يتحدث الناس عني بما لم أفعل، فكان يحيي الليل صلاة ودعاء وتضرعا. قلت :مناقب هذا الإمام قد أفردتها في جزء ۔كان موته في رجب سنة خمسين ومائة.

أنبأنا ابن قدامة أخبرنا بن طبرزد أنا أبو غالب بن البناء أنا أبو محمد الجوهري أنا أبو بكر القطيعي نا بشر بن

موسى أنا أبو عبد الرحمن المقرئ عن أبي حنيفة عن عطاء عن جابر أنه رآه يصلي في قميص خفيف ليس عليه إزار ولا رداء قال: ولا أظنه صلى فيه إلا ليرينا أنه لا بأس بالصلاة في الثوب الواحد

وسوسه 3 = امام ابوحنیفه رحمه اللّٰه ضعیف راوی تهے محدثین نے ان پرجرح کی هے ؟؟

جواب = دنیائے اسلام کی مستند ائمہ رجال کی صرف دس کتابوں نام ذکر کروں گا، جو اس وسوسہ کو باطل کرنے کے لیئے کافی ہیں

.

1. **امام ذہبی رحمہ اللہ** حدیث ورجال کے مستند امام ہیں، اپنی کتاب (**تذکرۃ الحفاظ**) میں امام اعظم رحمہ اللہ کے صرف حالات ومناقب وفضائل لکھے ہیں، جرح ایک بھی نہیں لکھی، اور موضوع کتاب کے مطابق مختصر مناقب وفضائل لکھنے کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے امام اعظم رحمہ اللہ کے مناقب میں ایک جدا و مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔
2. **حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ** نے اپنی کتاب (**تہذیبُ التہذیب**) میں جرح نقل نہیں کی، بلکہ حالات ومناقب لکھنے کے بعد اپنے کلام کو اس دعا پر ختم کیا۔
مناقب أبي حنيفة كثيرة جدا فرضي الله عنه وأسكنه الفردوس آمين
"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب کثیر ہیں، ان کے بدلے اللہ تعالی ان سے راضی ہو اور فردوس میں ان کو مقام بخشے، آمین"۔
3. **حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ** نے اپنی کتاب (**تقریب التہذیب**) میں بھی کوئی جرح نقل نہیں کی۔
4. رجال ایک بڑے امام **حافظ صفی الدین خَزرجی رحمہ اللہ** نے (**خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال**) میں صرف مناقب وفضائل لکھے ہیں، کوئی جرح ذکر نہیں کی، اور امام اعظم رحمہ اللہ کو **امام العراق وفقیہ الامۃ** کے لقب سے یاد کیا، واضح ہو کہ کتاب (**خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال**) کے مطالب چار مستند کتابوں کے مطالب ہیں، خود **خلاصۃ** اور
5. تذہیب، امام ذہبی رحمہ اللہ۔
6. اِلکمال فی اِسماء الرجال، امام عبدالغنی المقدسی رحمہ اللہ۔
7. تہذیب الکمال، امام ابوالحجاج المزِّی رحمہ اللہ۔

کتاب (**الکمال**) کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب (تہذیبُ التہذیب) کے خطبہ میں لکھتے ہیں کہ

كتاب الكمال في أسماء الرجال من أجل المصنفات في معرفة حملة الآثار وضعا وأعظم المؤلفات في بصائر ذوي الألباب وقعا

اور خطبہ کے آخر میں کتاب (**الکمال**) کے مؤلف بارے میں لکھا،

هو والله لعديم النظير المطلع النحرير -

8. **کتاب تہذیب الأسماء واللغات** میں **امام نووی رحمہ اللہ** نے سات صفحات امام اعظم رحمہ اللہ کے حالات ومناقب میں لکھے ہیں، جرح کاایک لفظ بھی نقل نہیں کیا۔

9. **امام یافعی شافعی رحمہ اللہ** نے **کتاب مرآۃ الجنان** میں امام اعظم رحمہ اللہ کے حالات ومناقب میں کوئی جرح نقل نہیں کی، حالانکہ امام یافعی نے **(تاریخ بغداد)** کے کئی حوالے دیئے ہیں، جس سے صاف واضح ہے کہ خطیب بغدادی کی منقولہ جرح امام یافعی کی نظر میں ثابت نہیں۔

10. **فقیہ إبن العماد الحنبلی** رحمہ اللہ اپنی کتاب **شذرات الذہب** میں صرف حالات ومناقب ہی لکھے ہیں، جرح کاایک لفظ بھی نقل نہیں کیا۔

اسی طرح اصول حدیث کی مستند کتب میں علماء امت نے یہ واضح تصریح کی ہے، کہ جن ائمہ کی عدالت وثقاہت وجلالت قدر اہل علم اور اہل نقل کے نزدیک ثابت ہے، ان کے مقابلے میں کوئی جرح مقبول ومسموع نہیں ہے۔

وسوسہ 4 = امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مُحدث نہیں تھے ، ان کو علم حدیث میں کوئی تبحر حاصل نہیں تھا ؟؟

جواب = یہ باطل وسوسہ بھی فرقہ اہل حدیث کے جہلاء آج تک نقل کرتے چلے آرہے ہیں، اہل علم کے نزدیک تو یہ وسوسہ تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہے، اور دن دیہاڑے چڑتے سورج کاانکار ہے۔ روشن سورج اپنے وجود میں دلیل کا محتاج نہیں ہے چمگادڑ کو اگر سورج نظر نہیں آتا تواس میں سورج کاکیا قصور ہے ؟

بطور مثال امام اعظم رحمہ اللہ کی حلقہ درس میں برسہابرس شامل ہونے والے چند جلیل القدر عظیم المرتبت محدثین وائمہ اسلام کے اسماء گرامی پیش کرتا ہوں، جن میں ہرایک اپنی ذات میں ایک انجمن اور علم وحکمت کاسمندر ہے ۔

1. **امام یحی ابن سعید القطان**، علم الجرح والتعدیل کے بانی اور امام ہیں ۔

2. **امام عبدالرزاق بن ہمام**، جن کی کتاب (مُصَنَّف) مشہور ومعروف ہے، جن کی جامع کبیر سے امام بخاری نے فیض اٹھایا ہے۔

3. **امام یزید ابن ہارون**، امام احمد بن حنبل کے استاذ ہیں۔

4. **امام وکیع ابن جَرَّاح**، جن کے بارے امام احمد فرمایا کرتے کہ حفظ واسناد وروایت میں ان کا کوئی ہم سر نہیں ہے۔

5. **امام عبداللہ بن مبارک**، جو علم حدیث میں بالاتفاق امیر المومنین ہیں۔
6. **امام یحی بن زکریا بن ابي زائدہ**، امام بخاری کے استاذ علی بن المَدِیني ان کو علم کی انتہاء کہا کرتے تھے۔
7. قاضی امام ابو یوسف، جن کے بارے امام احمد نے فرمایا کہ میں جب علم حدیث کی تحصیل شروع کی تو سب سے پہلے قاضی امام ابو یوسف کی مجلس میں بیٹھا۔
8. **امام محمد بن حسن الشیبانی** جن کے بارے امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب (تہذیب التہذیب ج 1 ص 449) میں امام اعظم کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے درج ذیل مشاہیر ائمہ حدیث کا ذکر کیا۔

تهذيب التهذيب ، حرف النون

وعنه ابنه حماد وإبراهيم بن طهمان وحمزة بن حبيب الزيات وزفر بن الهذيل وأبو يوسف القاضي وأبو يحيى الحماني وعيسى بن يونس ووكيع ويزيد بن زريع وأسد بن عمرو البجلي وحكام بن يعلى بن سلم الرازي وخارجة بن مصعب وعبد المجيد بن أبي رواد وعلي بن مسهر ومحمد بن بشر العبدي وعبد الرزاق ومحمد بن الحسن الشيباني ومصعب بن المقدام ويحيى بن يمان وأبو عصمة نوح بن أبي مريم وأبو عبد الرحمن المقري وأبو عاصم وآخرون -

حافظ ابن حجر عسقلانی نے (**وآخرون**) کہہ کر اشارہ کر دیا کہ امام اعظم کے شاگردوں میں صرف یہ کبار ائمہ ہی شامل نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی ہیں اور ان میں اکثر امام بخاری کے استاذ یا استاذ الاساتذہ ہیں۔

یہ ایک مختصر سی شہادت میں نے حدیث و رجال کے مستند امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی کی زبانی آپ کے سامنے پیش کی ہے، تو پھر بھی کوئی جاہل امام اعظم کے بارے یہ کہے کہ ان کو حدیث کا علم حاصل نہیں تھا، کیا یہ جلیل القدر محدثین اور ائمہ امام اعظم کی درس میں محض گپ شپ اور ہواخوری کے لیئے جایا کرتے تھے ؟؟

کیا ایک عقل مند آدمی ان ائمہ حدیث اور سلف صالحین کی تصریحات کو صحیح اور حق تسلیم کرے گا یا انگریزی دور میں پیدا شدہ جدید فرقہ اہل حدیث کے وساوس واباطیل کو ؟؟

وسوسه 5 = امام ابوحنیفه رحمه اللّٰه تابعی نہیں تھے ؟؟

جواب = یہ باطل وسوسہ بھی فرقہ اہل حدیث کے جہلاء نے امام اعظم کے ساتھ بغض وعناد کی بناء پر مشہور کیا، جبکہ اہل علم کے

نزدیک یہ وسوسہ بھی باطل وکاذب ہے۔

یاد رکھیں کہ جمہور محدثین کے نزدیک محض کسی صحابی کی ملاقات اور رویت سے آدمی تابعی بن جاتا ہے، اس میں صحابی کی صحبت میں ایک مدت تک بیٹھنا شرط نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (شرح النخبہ) میں فرمایا (**ہذا ہو المختار**) یہی بات صحیح و مختار ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کو بعض صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے، اور امام اعظم رحمہ اللہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کو اور آپ کی تابعی ہونے کو محدثین اور اہل علم کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے۔

1. ابن سعد نے اپنی کتاب (الطبقات) میں۔
2. حافظ ذہبی نے اپنی کتاب (تذکرہ الحفاظ) میں۔
3. حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب (تہذیب التہذیب) میں اور اسی طرح ایک فتوی میں بھی جس کو امام سیوطی نے (تبییض الصحیفہ) میں نقل کیا ہے۔
4. حافظ عراقی۔
5. امام دار قطنی۔
6. امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبری المقری الشافعی۔
7. امام سیوطی۔
8. حافظ ابو الحجاج المزِی۔
9. حافظ ابن الجوزی۔
10. حافظ ابن عبد البر۔
11. حافظ السمعانی۔
12. امام نووی۔
13. حافظ عبد الغنی المقدسی۔
14. امام جزری۔
15. امام تُورِبشتی۔

16. امام سراج الدین عمر بن رسلان البُلقینی اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام ہیں اور حافظ ابن حجر کے شیخ ہیں۔

17. امام یافعی شافعی۔

18. علامہ ابن حجر مکی شافعی۔

19. علامہ احمد قسطلانی۔

20. علامہ بدرالدین العینی، وغیر ہم رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

بطور مثال اہل سنت والجماعت کے چند مستند و معتمد ائمہ کے نام میں نے ذکر کیئے ہیں، ان سب جلیل القدر ائمہ کرام نے امام اعظم رحمہ اللہ کو تابعی قرار دیا ہے، اب ان حضرات ائمہ کی بات حق وسچ ہے یا انگریزی فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء کا وسوسہ اور جھوٹ ؟؟

وسوسہ 6 = امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کوئ کتاب نہیں لکھی ، اور فقہ حنفی کے مسائل لوگوں نے بعد میں ان کی طرف منسوب کرلیئے ہیں ؟؟

جواب = اہل علم کے نزدیک یہ وسوسہ بھی باطل وفاسد ہے، اور تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہے، اور یہ طعن تو اعداء اسلام بھی کرتے ہیں۔ منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زندگی میں احادیث نہیں لکھیں لہٰذا احادیث کا کوئ اعتبار نہیں ہے، اسی طرح منکرین قرآن کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زندگی میں قرآن نہیں لکھوایا لہٰذا اس قرآن کا کوئ اعتبار نہیں ہے، فرقہ اہل حدیث کے جہلاء نے یہ وسوسہ منکرین حدیث، قرآن اور شیعہ سے چوری کرکے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بغض کی وجہ سے یہ کہہ دیا کہ انہوں نے تو کوئ کتاب نہیں لکھی، لہٰذا ان کی فقہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ یاد رکھیں کسی بھی آدمی کے عالم وفاضل وثقہ وامین ہونے کے لیئے کتاب کا لکھنا ضروری نہیں ہے، اسی طرح کسی مجتہد امام کی تقلید واتباع کرنے کے لیئے اس امام کا کتاب لکھنا کوئ شرط نہیں ہے۔ بلکہ اس امام کا علم واجتہاد محفوظ ہونا ضروری ہے۔ اگر کتاب لکھنا ضروری ہے تو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی کتاب لکھی ہے؟ اسی طرح بے شمار ائمہ اور راویان حدیث ہیں، مثال کے طور پر امام بخاری اور امام مسلم کے شیوخ ہیں، کیا ان کی حدیث وروایت معتبر ہونے کے لیئے ضروری ہے کہ انہوں نے کوئ کتاب لکھی ہو؟ اگر ہر امام کی بات معتبر ہونے کے لیئے کتاب لکھنا ضروری قرار دیں تو پھر دین کے بہت سارے حصہ کو خیر باد کہنا پڑے گا۔

لہٰذا یہ وسوسہ پھیلانے والوں سے ہم کہتے ہیں کہ امام بخاری اور امام مسلم کے تمام شیوخ کی کتابیں دکھاو ورنہ ان کی احادیث کو چھوڑ

دو؟؟

امام اعظم رحمہ اللہ نے تو کتابیں لکھی بھی ہیں، (الفقہ الأکبر) امام اعظم رحمہ اللہ کی کتاب ہے جو عقائد کی کتاب ہے، « الفقہ الأکبر » علم کلام و عقائد کے اولین کتب میں سے ہے، اور بہت سارے علماء و مشائخ نے اس کی شروحات لکھی ہیں، اسی طرح کتاب (العالم والمتعلم) بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اسی طرح (کتاب الآثار) امام محمد اور امام ابو یوسف کی روایت کے ساتھ امام اعظم رحمہ اللہ ہی کی کتاب ہے، اسی طرح امام اعظم رحمہ اللہ کے پندرہ مسانید ہیں جن کو علامہ محمد بن محمود الخوارزمی نے اپنی کتاب (جامع الامام الأعظم) میں جمع کیا ہے، اور امام اعظم کی ان مسانید کو کبار محدثین نے جمع کیا ہے، بطور مثال امام اعظم کی چند مسانید کا ذکر کرتا ہوں ۔

1. جامع مسانید الإمام الأعظم إبي حنیفة تألیف إبي المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی، مجلس دائرة المعارف حیدر آباد دکن سے دو جلدوں میں 1332ھ میں طبع ہوئی ہے، پھر المکتبة الإسلامیة پاکستان سے 1396ھ میں طبع ہوئی، اور اس طبع میں امام اعظم کے پندرہ مسانید کو جمع کر دیا گیا ہے۔
2. مسانید الإمام إبي حنیفة وعدد مرویاته المرفوعات والآثار مجلس الدعوة والتحقیق الإسلامی، نے 1398ھ میں شائع کی ہے۔
3. مسند الإمام إبي حنیفة رضی اللہ عنہ تقدیم و تحقیق صفوة السقا، مکتبہ ربیع، حلب شام 1382ھ میں طبع ہوئی۔
4. مسند الإمام إبي حنیفة النعمان شرح ملا علی القاری، المطبع المجتبائی۔
5. شرح مسند إبي حنیفة ملا علی القاری، دار الکتب العلمیة، بیروت سے 1405ھ. میں شائع ہوئی۔
6. مسند الإمام إبي حنیفة تألیف الإمام إبي نعیم إحمد بن عبد اللہ الأصبہانی، مکتبة الکوثر، ریاض سے 1415ھ شائع ہوئی۔
7. ترتیب مسند الامام ابي حنیفة علی الابواب الفقهیة، المؤلف: السندی، محمد عابد بن إحمد

اس مختصر تفصیل سے فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء کا یہ وسوسہ بھی کافور ہوگیا کہ امام ابو حنیفہ نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

وسوسہ = امام ابوحنیفہ " عقیدہ اِرجاء " رکھتے تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی کتاب (غنیة الطالبین) میں تہترفرقوں کی تفصیل میں " مرجئة فرقة "

کا ذکربھی کیا ، اور " مرجئة فرقة " میں أصحاب أبو حنیفة النعمان بن ثابت النعمان کو بھی شمارکیا ھے ۔

جواب =فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے بعض متعصب لوگوں نے (غنیۃ الطالبین) کی اس عبارت کو لے کر امام ابو حنیفہ اور احناف کے خلاف بہت شور مچایا اور آج تک اس وسوسہ کو گردانتے چلے جارہے ہیں ،انہی لوگوں میں پیش پیش کتاب " حقیقت الفقہ " کے مولف نام نہاد اہل حدیث غیر مقلد عالم یوسف جے پوری بھی ہے، لہٰذا اس نے اپنی کتاب " حقیقت الفقہ " میں گمراہ فرقوں کا عنوان قائم کرکے اس کے تحت فرقہ کا نام " الحنفیہ " اور پیشوا کا نام إبو حنیفۃ النعمان بن ثابت لکھا، اور "حنفیہّ " کو دیگر فرق ضالہ کی طرح ایک گمراہ فرقہ قرار دیا اور اسی غرض سے شیخ عبدالقادر جیلانی کی کتاب (غنیۃ الطالبین) کی عبارت نقل کی ۔ امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب اس وسوسہ کا جواب دینے سے قبل یوسف جے پوری کی امانت ودیانت ملاحظہ کریں، اس نے اصل عبارت پیش کرنے بجائے صرف ترجمہ پر اکتفاء کیا اور وہ بھی اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق ذکر کیا، (غنیۃ الطالبین) کی اصل عبارت اس طرح ہے ۔

أما الحنفية فهم بعض أصحاب أبي حنيفة النعمان بن ثابت زعموا ان الإيمان هوالمعرفة والإقرار بالله ورسوله وبما جاء من عنده جملة على ماذكره البرهوتي فی كتاب الشجرة ۰ (291)

اب (غنیۃ الطالبین) کی اس عبارت کی بنیاد ایک مجہول شخص " برہوتی " کی مجہول کتاب " کتاب الشجرۃ " پر ہے، لیکن یوسف جے پوری نے اس عبارت کا ترجمہ کرتے وقت " کتاب الشجرۃ" کا نام اڑا دیا جو کہ (غنیۃ الطالبین) کا مآخذ ہے، اب سوال یہ ہے کہ

یہ " برہوتی " کون شخص ہے؟ اور اس کی " کتاب الشجرۃ" کوئ مستند کتاب ہے ؟ حقیقت میں یہ دونوں مجہول ہیں، لیکن یوسف جے پوری چونکہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث سے تعلق رکھتے ہیں جن کا یہ اصول ہے کہ ہم ہر بات صحیح وثابت سند کے ساتھ قبول کرتے ہے ضعیف اور مجہول بات کا ہمارے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے، لیکن امام ابو حنیفہ اور احناف کے خلاف جو بات جہاں سے جس کسی سے بھی مل جائے تو وہ سرآنکھوں پر ہے، اس کے لیئے کسی دلیل ثبوت صحت سند غرض کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں، اگر " کتاب الشجرۃ " اور اس کا مصنف " برہوتی " واقعی ایک معروف ومعتمد آدمی ہے تو یوسف جے پوری نے اصل " کتاب الشجرۃ" کی عبارت مع سند کیوں ذکر نہیں کی؟

جب ایسا نہیں کیا تو اہل عقل پر واضح ہوگیا کہ یوسف جے پوری نے محض تعصب وعناد کی بناپر جاہل عوام کو ورغلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

دوسری اہم بات (غنیۃ الطالبین) کی مذکورہ بالا عبارت کو دیکھیں اس میں (بعض إصحاب إبی حنیفۃ) کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ کچھ حنفی اس عقیدہ کے حامل تھے، لیکن یوسف جے پوری کی امانت ودیانت کو داد دیں کہ اس نے " بعض " کا لفظ اڑا کر تمام

احناف کو اس میں شامل کر دیا اور اس کو امام ابو حنیفہ کا مذہب بنا دیا۔

یوسف جے پوری نے لکھتا ہے کہ

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی مقتدا ہیں فرقہ حنفیہّ کے اکثر اہل علم نے ان کو

"مرجئہ فرقہ" میں شمار کیا ہے الخ (حاشیہ حقیقۃ الفقہ ص 27)

جے پوری کی یہ بات کہ (اکثر اہل علم نے ان کو " مرجئہ فرقہ " میں شمار کیا ہے) یہ محض دھوکہ اور کذب و وسوسہ ہے، اس لیئے اگر اکثر اہل علم نے امام ابو حنیفہ کو مرجئہ کہا ہے تو جے پوری نے ان اکثر اہل علم کی فہرست اور ان کے نام ذکر کرنے کی تکلیف کیوں نہیں کی؟

جو شخص امام ابو حنیفہ سے اس درجہ بغض وعناد رکھتا ہے کہ سب رطب و یابس غلط جھوٹ بغیر جانچ پڑتال کے اپنی کتاب میں درج کرتا ہے، تعجب ہے کہ اس نے یہ تو کہہ دیا کہ اکثر اہل علم نے امام ابو حنیفہ کو مرجئہ کہا ہے، لیکن اکثر اہل علم میں سے کسی ایک کا نام ذکر کرنے کی تکلیف نہیں کی۔

حافظ ابن عبدالبر المالکی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے امام ابو حنیفہ پر " ارجاء " کا الزام لگایا ہے، حالانکہ اہل علم میں تو ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں جن کو مرجئہ کہا گیا ہے، لیکن جس طرح امام ابو حنیفہ کی امامت کی وجہ سے اس میں برا پہلو نمایاں کیا گیا ہے دوسروں کے بارے ایسا نہیں کیا گیا، اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض لوگ امام ابو حنیفہ سے حسد و بغض رکھتے تھے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے تھے جن سے امام ابو حنیفہ کا دامن بالکل پاک تھا، اور ان کے بارے نامناسب اور بے بنیاد باتیں گھڑی جاتی تھیں حالانکہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کی اور ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے۔

(دیکھیے " جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر ص 431)

ارجاء کا معنی اور حقیقت

ارجاء کا لغت عرب میں معنی ہے" الأمل والخوف والتأخير وإعطاء الرجاء والإمهال "تاخیر اور مہلت دینا اور خوف اور امید ۔علامہ عبدالکریم شہرستانی اپنی کتاب (المِلَل والنِحَل) میں فرماتے ہیں کہ ارجاء کے دو معنی ہیں

1. تاخیر کرنا جیسا کہ قول باری تعالی " **قالوا أرجه وأخاه** " (انہوں نے کہا کہ موسی اور ان کے بھائی کو مہلت دے) یعنی ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں تاخیر سے کام لینا چاہیئے اور ان کو مہلت دینا چاہیئے ۔

2. **والثاني: إعطاء الرجاء.** دوسرا معنی ہے امید دلانا (یعنی محض ایمان پر کلی نجات کی امید دلانا اور یہ کہنا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ و معاصی کچھ مضر نہیں ہیں۔
3. (اور بعض کے نزدیک ارجاء یہ بھی ہے کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کا فیصلہ قیامت پر چھوڑ دیا جائے اور دنیا میں اس پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہ لگایا جائے ۔
4. اور بعض کے نزدیک ارجاء یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خلیفہ کے بجائے چوتھا خلیفہ قرار دیا جائے. (الملل والنحل ، الفصل الخامس ألمرجئة)

ارجاء " کے معنی و مفہوم میں چونکہ " التأخیر " بھی شامل ہے، اس لیئے جو حضرات ائمہ ' گناہگار کے بارے میں توقف اور خاموشی سے کام لیتے ہیں، اور دنیا میں اس کے جنتی اور جہنمی ہونے کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے ، بلکہ اس کا معاملہ آخرت پر چھوڑتے ہیں کہ حق تعالی شانہ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے خواہ اس کو معاف کرے اور جنت میں داخل کردے ، یا سزا بھگتنے کے لیئے جہنم میں ڈال دے ، یہ سب " مرجئہ " ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے امام اعظم اور دیگر ائمہ و محدثین کو " مرجئہ " کہا گیا۔

علامہ ملا علی قاری نے (شرح فقہ اکبر) میں یہی بات لکھی ہے ثم اعلم أن القُونَوِيَّ ذَكَرَ أنَّ أبا حنيفة كان يُسمَّى مُرجِئاً لتأخيره أمرَ صاحبِ الكبيرة إلى مشيئة الله، والإرجاء التأخير. انتهى

جاننا چاہیئے کہ علامہ قونوی نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو بھی مرجئہ کہا جاتا تھا کیونکہ امام ابو حنیفہ مرتکب کبیرہ کا معاملہ اللہ تعالی کی مشیت پر موقوف رکھتے تھے ، اور " ارجاء " کے معنی و مفہوم موخر کرنے کے ہیں۔

(منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر) ص 67 للعلامة علي القاري)

اب سوال یہ ہے کہ کیا امام ابو حنیفہ کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کی تصریحات و تعلیمات کے خلاف ہے ؟؟ یا صریح نصوص آیات واحادیث سے امام ابو حنیفہ کے اس عقیدہ کی تائید و تصدیق ہوتی ہے ، اور تمام اہل سنت کا بھی یہی مذہب ہے۔

مرجئہ فرقہ کا عقیدہ

علامہ ملا علی قاری (شرح فقہ الاکبر ص 104) پر فرماتے ہیں کہ

پھر " مرجئہ مذمومہ بدعتی فرقہ " قدریہ سے جدا ایک فرقہ ہے جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے آنے کے بعد انسان کے لیئے کوئی گناہ مضر نہیں ہے جیسا کہ کفر کے بعد کوئی نیکی مفید نہیں ہے اور ان (مرجئہ) کا نظریہ ہے کہ مسلمان جیسا بھی ہو کسی کبیرہ گناہ پر اس

کو کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا، پس اس ارجاء (یعنی مرجئہ اہل بدعت کا ارجاء) اور اُس ارجاء (یعنی امام اعظم اور دیگر ائمہ کا ارجاء) میں کیا نسبت ؟؟؟

یوسف جے پوری لکھتا ہے کہ

چنانچہ ایمان کی تعریف اور اس کی کمی وزیادتی کے بارے میں جو عقیدہ مرجئہ کا ہے انہوں (امام ابو حنیفہ) نے بھی بعینہٖ وہی اپنا عقیدہ اپنی تصنیف فقہ اکبر میں درج فرمایا ہے ۔ (حاشیہ حقیقۃ الفقہ ص 72)

یوسف جے پوری کی یہ بات بالکل غلط اور جھوٹ ہے

فقہ اِکبر کی عبارت ملاحظہ کریں

ولانقول ان المؤمن لايضره الذنوب ولانقول انه لايدخل النارفيها ولانقول انه يخلد فيها وان كان فاسقا بعد ان يخرج من الدنيا مؤمنا ولا نقول حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة (شرح كتاب الفقه الأكبر ص 108)

اور ہم یہ نہیں کہتے کہ مومن کے لیئے گناہ مضر نہیں، اور نہ ہم اس کے قائل ہیں کہ مومن جہنم میں بالکل داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اگرچہ فاسق ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری تمام نیکیاں مقبول ہیں اور تمام گناہ معاف ہیں جیسا مرجئہ کا عقیدہ ہے۔

اب یوسف جے پوری کی بات ((جو عقیدہ مرجئہ کا ہے انہوں (امام ابو حنیفہ) نے بھی بعینہٖ وہی اپنا عقیدہ اپنی تصنیف فقہ اکبر میں درج فرمایا ہے)) کو دیکھیں اور " شرح فقہ اکبر " کی مذکورہ بالا عبارت پڑھیں، اس میں مرجئہ کا رد و مخالفت ہے یا موافقت ؟؟

یوسف جے پوری لکھتا ہے کہ

علامہ شہرستانی نے (کتاب الملل والنحل) میں بھی رجال المرجئہ میں حماد بن ابی سلیمان اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم کو درج کیا ہے، اسی طرح غسان (جو فرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے) بھی امام صاحب کو مرجئہ میں شمار کرتا ہے۔ (حاشیہ حقیقۃ الفقہ ص 72)

یوسف جے پوری کی یہ بات بھی دھوکہ وخیانت پر مبنی ہے یا پھر (کتاب الملل والنحل) کی عبارت پڑھنے میں ان کو غلط فہمی ہوئی ہے

علامہ شہرستانی سے سنیئے

ومن العجيب ان غسان كان يحكى عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى مثل مذهبه ويعده من المرجئة ولعله كذب كذالك عليه ولعمرى كان يقال لأبى حنيفة وأصحابه مرجئة السنة (ألملل والنحل، الفصل الخامس الغسانية)

تعجب کی بات ہے کہ غسان (جو فرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے) بھی اپنے مذہب کو امام ابو حنیفہ کی طرح ظاہر کرتا اور شمار کرتا تھا، اور امام

ابو حنیفہ کو بھی مرجئہ میں شمار کرتا تھا غالبا یہ جھوٹ ہے، مجھے زندگی عطا کرنے والے قسم کہ ابو حنیفہ اور اصحاب کو تو " مرجئۃالسنۃ " کہا جاتا تھا۔

اب آپ یوسف جے پوری کی عبارت پڑ ہیں اور علامہ شہرستانی کی اصل عبارت اور ترجمہ دیکھ لیں، یہ نام نہاد اہل حدیث امام صاحب پر اس طرح جھوٹ وخیانت ودھوکہ وفریب کے ساتھ طعن و تشنیع کرتے ہیں، حاصل یہ کہ (غنیۃالطالبین) میں جو کچھ لکھا ہے اس کی حقیقت بھی واضح ہوگئی اور جو کچھ ہاتھ کی صفائی یوسف جے پوری نے دکھائی وہ بھی آپ نے ملاحظہ کرلی،

ایک دوسری اہم بات بھی ملاحظہ کریں وہ یہ کہ (غنیۃالطالبین) میں شیخ عبدالقادر جیلانی نے کئی جگہ امام ابو حنیفہ کے اقوال بھی نقل کیئے اور ان کو امام کے لقب سے یاد کیا، مثلاایک مقام پر شیخ عبدالقادر جیلانی نے تارک صلوۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

وقال الإمام أبوحيفة لايقتل

امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

اب اگر شیخ عبدالقادر جیلانی کے نزدیک امام ابو حنیفہ " **مرجئہ مبتدعہ ضالہ** " میں سے ہوتے تو پھر ان کو " **الامام** " کے لقب سے کیوں ذکر کرتے ہیں ؟؟؟

اور مسائل شرعیہ میں امام ابو حنیفہ کے اقوال کیوں ذکر کرتے ہیں ؟؟؟

((میزان الاعتدال)) و ((تہذیب الکمال) و ((تہذیب التہذیب)) و ((تقریب التہذیب)) وغیرہ رجال کی کتابوں میں ایسے بہت سے رواۃ کے حق میں " ارجاء " کا طعن والزام لگایا گیا، مثلااس طرح کے الفاظ استعمال کیئے گئے

"رُمِيَ بالإرجاء، كان مرجئاً، " وغيره

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب " ***تدریبُ الراوی*** " میں بخاری ومسلم کے ان راویوں کے اسماء کی پوری فہرست پیش کی ہے جن کو " مرجئہ " کہا گیا۔

امام الحافظ الذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

قلتُ: الإرجاءُ مذهبٌ لعدةٍ من جِلَّة العلماء، ولا ينبغي التحاملُ على قائله ۰

(الميزان ج3ص163 في ترجمة " مِسْعَر بن كِدَام)

میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ " ارجاء " توبڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کامذہب ہے اور اس مذہب کے قائل پر کوئی مواخذہ

نہیں کرنا چاہیئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک " ارجاء " فرقہ مبتدعہ ضالہ مرجئہ کا ہے اور ایک " ارجاء " ائمہ اہل سنت کا قول ہے، جس کی تفصیل گذشتہ سطور میں گذر گئ ہے۔

آخری بات فرقہ اہل حدیث کے مستند عالم مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کی نقل کرکے بات ختم کرتا ہوں، فرماتے ہیں کہ

اس موقع پر اس شبہ کا حل نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابوحنیفہ کو بھی رجال مرجئہ میں شمار کیا ہے حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ کی زندگی اعلی تقوی اور تورع پر گذری جس سے کسی کو بھی انکار نہیں، بے شک بعض مصنفین نے (اللہ ان پر رحم کرے) امام ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر، اور امام حسن بن زیاد کو رجال مرجئہ میں شمار کیا ہے، جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کی طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئ طریق پر دیا ہے ۔ ((تاریخ اہل حدیث، ارجاء اور امام ابوحنیفہ، ص 77))

اسی کتاب میں (ص 93) پر لکھتے ہیں کہ

بعض لوگوں کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے حوالے سے بھی ٹھوکر لگی ہے آپ نے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ علیہ کو مرجئوں میں شمار کیا ہے، سواس کا جواب ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ اپنے شیخ الشیخ حضرت سید نواب صاحب مرحوم کے حوالے سے دیتے ہیں۔

اس کے بعد مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے بانی فرقہ اہل حدیث نواب صدیق حسن صاحب کا کلام ان کی کتاب (دلیل الطالب) سے ذکر کیا، اور پھر اس ساری بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ

حاصل کلام یہ کہ لوگوں کے لکھنے سے آپ کس کس کو ائمہ اہل سنت کی فہرست سے خارج کریں گے ؟؟

وسوسہ 7 = فقہ حنفی پر عمل کرنا بہتر ہے یا قرآن و حدیث پر ؟؟

جواب = یہ وسوسہ بھی جہلاء کو بڑا خوبصورت معلوم ہوتا ہے، حالانکہ درحقیقت یہ وسوسہ بھی باطل وفاسد ہے، اس لیئے کہ جس طرح حدیث، قرآن کی شرح ہے اسی طرح فقہ، حدیث کی شرح ہے، اب اصل سوال یہ بنتا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل

علماء وفقہاء وماہرین کی تشریحات کے مطابق کریں یا اپنے نفس کی تشریح اور نام نہاد جاہل فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء کی تشریح کے مطابق ؟؟

اہل سنت والجماعت توقرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں مستند علماء وفقہاء ومجتہدین کی تشریحات وتصریحات کے مطابق اور اسی کا نام علم فقہ ہے، جب کہ نام نہاد فرقہ اہل حدیث میں شامل ناسمجھ لوگ نام نہاد خودساختہ جاہل شیوخ کے خیالات وآراء پر عمل کرتے ہیں،

اب ایک عقل مند آدمی خود فیصلہ کرلے کہ کس کا عمل زیادہ صحیح ہے۔

وسوسہ13 = جب امام ابوحنیفہ نہیں تھے تو حنفی مقلد کہاں تھے ؟ چاروں مذاهب کے پیروکار اپنے اماموں پرجاکر دم توڑتے هیں ۔

جواب = اس وسوسہ کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ جب ائمہ حدیث امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداود، امام نسائی، امام ابن ماجہ وغیرہم نہیں تھے اور نہ ان کی کتابیں تھیں، تواس وقت اہل اسلام حدیث کی کن کتابوں پر عمل کرتے تھے ؟؟اور آج کل کے نام نہاد اہل حدیث کہاں تھے ؟؟

کیونکہ فرقہ نام نہاد اہل حدیث (1888ء) میں معرض وجود میں آیا، اور اگرچہ بعض نام نہاد اہل حدیث نے اپنا رشتہ ناطہ حقیقی (اہل الحدیث) یعنی محدثین کرام کے ساتھ جوڑنے کی ناکام کوشش کی ہے، محدثین کرام اور ائمہ اسلام کی کتب میں جہاں کہیں بھی " اہل الحدیث " کا لفظ دیکھا تو اپنے اوپر چسپاں کردیا، ان جھوٹے دعاوی سے ایک جاہل ناواقف شخص کو توخوش کیا جاسکتا ہے، لیکن اصحاب علم ونظر کے سامنے ان پرفریب دعاوی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لہٰذا فرقہ نام نہاد اہل حدیث کا تعلق (اہل الحدیث) یعنی حقیقی ائمہ حدیث اور محدثین کرام کے ساتھ ذرہ برابر بھی نہیں ہے، اور اگر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اپنے ائمہ پر جاکر دم توڑتے ہیں تو یہ کوئی نقص وعیب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ سب ائمہ کرام ائمہ حق وہُدی ہیں۔ خیرالقرون کی شخصیات ہیں، جمیع امت ان ائمہ کرام کی امامت وصداقت وجلالت وثقاہت پر متفق ہے، اور بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہ بالاتفاق تابعیت کے عظیم شرف سے متصف ہیں، صحابہ کرام کے شاگرد ہیں، اور بقول امام سیوطی ودیگرائمہ کہ امام اعظم ابوحنیفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کا مصداق ہیں، اورالحمد للہ دین میں ہماری سند دوواسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے، کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ تابعی ہیں اور تابعی صحابہ کا شاگرد ہوتا ہے اور صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے براہ راست بلاواسطہ شاگرد ہیں، الحمد للہ ہمیں اس نسبت اور سند پر فخر ہے، لیکن دوسری طرف فرقہ نام نہاد اہل حدیث جوکہ بالاتفاق ہندوستان میں انگریزی دور میں پیدا کی گئ

، پوری تاریخ اسلام میں کسی بھی جگہ فرقہ نام نہاد اہل حدیث کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا، آپ تاریخ اسلام یا تاریخ فِرق پر کوئی بھی کتاب اٹھالیں کہیں بھی ان کا نام ونشان تک نہیں ملتا، ان کا سلسلہ انگریزی دور سے چلتا ہے حتی کہ صرف ہندوستان کی تاریخ پڑھ لیں کہ سینکڑوں سال تک زمام اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا۔ مثلا مسلمان حکمرانوں میں مغل، غوری، تغلق، لودہی، خلجی وغیرہ ایک طویل زمانہ تک ہندوستان پر حکمرانی کرتے رہے لیکن ان سب ادوار میں فرقہ نام نہاد اہل حدیث بالکل نظر نہیں آتا، اور جو حضرات اس فرقہ میں حدیث کی سند بھی رکھتے ہیں تو وہ بھی میاں نذیر حسین دہلوی سے آگے صرف اور صرف فرقہ نام نہاد اہل حدیث اور غیر مقلدین کے واسطہ سے اصحاب صحاح ستہ تک نہیں پہنچتا، بلکہ میاں نذیر حسین دہلوی کے بعد امام بخاری امام مسلم وغیرہ تک ان کا سلسلہ سند حنفی وشافعی مقلدین کے واسطہ سے پہنچتا ہے۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ رات دن یہ لوگ یہ تکرار کرتے رہتے ہیں کہ تقلید شرک وجہالت ہے اور مقلد مشرک وجاہل ہوتا ہے، اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو امام بخاری یا کسی بہی امام حدیث تک اپنی ایک ضعیف سند بھی ایسی دکھادو جس میں اول تا آخر سب کے غیر مقلد اور تمہاری طرح نظریات کے حامل افراد شامل ہوں؟؟

قیامت تک یہ لوگ ایسی سند نہیں دکھا سکتے، بس عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیئے مختلف قسم کے حیلے بہانے تراشے ہوئے ہیں، مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے اپنی کتاب (تاریخ اہل حدیث) حصہ سوم پر یہ عنوان قائم کیا ہے۔

ہندوستان میں علم وعمل بالحدیث

اور اس کے تحت یہ نام ذکر کیئے ہیں ۔

1. شیخ رضی الدین لاہوری۔
2. علامہ مُتقی جونبوری۔
3. علامہ طاہر گجراتی۔
4. شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔
5. شیخ احمد سرہندی۔
6. شیخ نورالدین۔
7. سید مبارک بلگرامی۔
8. شیخ نورالدین احمد آبادی ۔
9. میر عبدالجلیل بلگرامی۔
10. حاجی محمد افضل سیالکوٹی۔
11. شیخ مرزا مظہر جان جاناں۔

12. شیخ الشاہ ولی اللہ۔
13. شیخ الشاہ عبدالعزیز۔
14. شیخ الشاہ رفیع الدین۔
15. شیخ الشاہ عبدالقادر۔
16. شیخ الشاہ اسماعیل الشہید۔
17. شیخ الشاہ محمد اسحٰق

(رحمهم الله تعالى اجمعين)(ص 387 تا 424 ، ملخصا)
(ذالك فضل الله يوتيه من يشاء)

الحمدللہ یہ سب کے سب حضرات حنفی المسلک تھے جن کی بدولت بقول مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی ہندوستان میں حدیث کا علم اور عمل پھیلا اور انہی حضرات محدثین کی اتباع سے لوگوں نے حدیث وسنت کا علم حاصل کیا۔
جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا کہ یہ لوگ عوام کے سامنے تو رات دن یہ راگ الاپتے رہتے ہیں کہ مقلد مشرک وجاہل ہوتا ہے لیکن حقیقت میں قیامت تک اس اصول و موقف کو اپنا نہیں سکتے کیونکہ دنیا میں کوئی ایسی حدیث کی سند ان کو نہیں مل سکتی جس میں سب کے سب ان کی طرح غیر مقلد ہوں، بلکہ تمام اسناد اصحاب صحاح ستہ وغیرہم ائمہ تک مقلدین علماء کے واسطہ سے پہنچتی ہیں، اور بقول ان کے مقلد مشرک وجاہل ہوتا ہے تو حدیث جو ہمارا دین ہے، یہ لوگ مشرک وجاہل لوگوں کے واسطوں سے لیتے ہیں، (معاذاللہ)اللہ تعالی ان کو صحیح سمجھ دے۔

وسوسہ = قرآن وحدیث سے ابوحنیفہ کی تقلید پردلیل دو.

جواب = اس وسوسہ کا الزامی جواب یہ ہے کہ تم بخاری ومسلم کی اور صحاح ستہ کی تقلید اور حجیت پر قرآن وسنت سے دلیل دو؟؟
اگر اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری ومسلم وغیرہ نے تو احادیث ہی جمع کی ہیں اپنی طرف سے تو کوئی بات نہیں لکھی، تو ہم کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے بھی اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لکھی بلکہ قرآن وحدیث کی تشریح ہی لکھی اور پیش کی ہے اور امام ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ مجتہدین کی تقلید واتباع پر بے شمار دلائل ہیں۔ان میں سے ایک اہم دلیل " اجماع امت " ہے، اور امت محمدیہ کا اجماع کبھی گمراہی پر نہیں ہوسکتا۔
تقلید اور اس سے متعلق تمام تفاصیل کے لیئے دیکھئے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت العلامہ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب " الکلامُ المُفید " تعصب وضد کی عینک اتار کر کوئی بھی نام نہاد غیر مقلد اس کتاب کو پڑھے گا تو اس کی اصلاح ہوجائے گی۔

وسوسه 8 = کیا فقه حنفی کا هرمسئله سند کے ساتھه امام ابوحنیفه سے ثابت هے؟؟

جواب = یہ وسوسہ بھی عوام میں پھیلایا جاتا ہے، صرف اور صرف امام ابوحنیفہ کے ساتھ بغض کی وجہ سے، آپ کبھی بھی نام نہاد فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء کی زبانی فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی ، کے خلاف کوئی بات نہیں سنیں گے کیونکہ ان کا مقصد و مشن امام ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کی مخالفت ہے، کیونکہ یہ فرقہ شاذہ اسی کام کے لیئے ہندوستان میں پیدا کیا گیا۔

باقی مذکورہ بالا وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ الحمد للہ فقہ حنفی کا ہر مفتی بہ اور معمول بہا مسئلہ سند ودلیل کے ساتھ ثابت ہے، اور سند سے بھی زیادہ مضبوط و قوی دلیل تواتر ہے، اور اہل سنت کے نزدیک یہ بات متواتر ہے کہ فقہ حنفی کے مسائل واجتہادات امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ کے ہیں۔

علماء امت نے مذاہب اربعہ کے مسائل پر مشتمل مستقل کتب لکھی ہیں، مثال کے طور پر کتاب (بداية المجتهد ونهاية المقتصد) علامہ القاضی إبي الولید ابن رشد القرطبی المالکی کی ہے، اس میں مذاہب اربعہ کے تمام مسائل دلائل کے ساتھ موجود ہیں، اور اس باب میں یہ کتاب انتہائی بہترین اور مقبول کتاب ہے، اسی طرح ایک کتاب (الفقه على المذاهب الأربعة) علامہ عبد الرحمٰن الجزیری کی ہے، اسی طرح ایک کتاب (رحمة الأمة في اختلاف الأئمة) علامہ محمد بن عبد الرحمٰن بن الحسین القرشی الشافعی الدمشقی کی ہے، اسی طرح امام شعرانی کی کتاب (الميزان) وغیر ذالک۔ اسی طرح بہت سارے کتب ورسائل علماء اہل سنت کے موجود ہیں جس میں مذاہب اربعہ کے مسائل موجود ہیں اسی لیئے علماء اہل سنت متاخرین و متقدمین (اگلے پچھلے) سلف وخلف سب دیگر ائمہ کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب اور اقوال و مسائل بھی نقل کرتے ہیں، معلوم ہوا امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں یہ وسوسہ کہ فقہ حنفی کا ہر مسئلہ سند کے ساتھ امام ابوحنیفہ سے ثابت نہیں ہے بالکل باطل و فاسد ہے ، اور ہم اس وسوسہ کے پھیلانے والے نام نہاد فرقہ اہل حدیث کے جہلاء سے سوال کرتے ہیں کہ تم قرآن مجید کی ہر ہر آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سند کے ساتھ ثابت کرو۔ الحمد سے والناس تک پڑھتے جاو اور ایک ایک آیت کی سند بھی پیش کرتے جاو، نام نہاد فرقہ اہل حدیث کے اگلے پچھلے سب جمع ہو جائیں تب بھی پیش نہیں کر سکتے، اگر نام نہاد فرقہ اہل حدیث کے یہاں تواتر کی کوئی حیثیت نہیں ہے صرف سند ضروری ہے تو پھر سارے قرآن کا کیا کروگے ؟؟ لہذا ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی ایک ایک حرف ایک ایک آیت محفوظ ہے اور ثابت بالتواتر ہے، بعینہ اسی طرح فقہ حنفی کے مسائل تواتر کے ساتھ ثابت ہیں، اور الحمد للہ دلائل کے اعتبار سے فقہ حنفی اقرب الی الکتاب والسنہ ہے، اور اس بات کا اقرار صرف علماء احناف ہی نہیں بلکہ غیر علماء احناف نے بھی کیا ہے ۔

وسوسه = مذهب حنفی رائے اورقیاس پرمبنی هے اور احادیث نبویه کے مخالف مذهب هے ۔

جواب = یہ وسوسہ اور جھوٹ بہت بھی پھیلایا گیااور آج تک جاہل لوگ عوام میں اس جھوٹ کو پھیلارہے ہیں، فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی ہندوستان میں پیدائش کے بعد اس جھوٹ کو بہت فروغ دینے کی ناکام کوشش کی گئی، الحمدللہ اس جھوٹ ووسوسہ کی ویسے بھی اہل علم کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں تھی کیونکہ علماء احناف اور فقہ حنفی کسی مخفی وپوشیدہ چیز کا نام نہیں ہے اہل علم کو فقہ حنفی کا مرتبہ ومقام خوب معلوم ہے اور فقہ حنفی پر مشتمل کتب کا ایک بحر ذخار دنیاء اسلام کے تمام کتب خانوں میں پھیلا ہوا ہے ، لیکن پھر بھی اتمام حجت کے لیئے اس وسوسہ کا جواب علماء احناف نے دیا، اور اس وسوسہ کے جواب میں مفصل ومختصر کئی کتب لکھی گئی ، لیکن اس باب میں سب سے عظیم الشان انتہائی مدلل دلائل وبراہین سے مزین کتاب العلامة المحقق الكبير المحدث العظيم الفقيه الجليل والبحاثة المدقق الثبت الحجة المفسرالمحدث الأصولي البارع الأديب المؤرخ الزاهد الورع الشيخ ظفر أحمد العثماني التهانوي ألديوبندي رحمه الله نے لکھی ہے،

جس کا نام ((**إعــــلاءُالسُّــنَـن**)) ہے، یہ عظیم الشان کتاب اکیس (21) ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اور اس عظیم الشان کتاب کے دومُقدمے ہیں ایک مقدمہ (قــواعــد فــي عــلــوم الحــديث) کے نام سے ہے جو کچھ کم پانچ سو (۵۰۰) صفحات پر مشتمل ہے، جوکہ اصول حدیث وعلوم حدیث وجرح وتعدیل کے اصول وقواعد وتعریفات ونادر تحقیقات وتشریحات اور بے مثل فوائد وفرائد کا ایک قیمتی خزانہ ہے، دوسرا مُقدمہ اجتہاد وتقلید وتلفیق وقیاس وغیرہ اصول فقہ کے ابحاث علمیہ قیمہ پر مشتمل ہے، کتاب کی ترتیب ابواب فقہیہ پر مشتمل ہے، ابواب الطہارۃ سے لے کرآخر باب تک ہر باب مذہب احناف کے دلائل کا انبار لگا دیا گیا ۔(جزى الله مؤلفه خيرالجزاء وأكمل الجزاء وأسكنه في الفردوس الأعلى)

اور اس کتاب کوپڑھنے کے بعد ایک عالم منصف جہاں مولف علام کے تبحر علمی کا اقرار کرے گا ساتھ ہی اس بات کا بھی اقرار واظہار کرے گا کہ **مـذهـب أحـنـاف** دلائل وبراہین کے اعتبار سے سب سے قوی ترین اور اقرب إلى السنة مذہب ہے، باقی ایک جاہل متعصب شخص اگرانکار کرے تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے، یہ عظیم الشان کتاب فصیح وبلیغ عربی وعلمی زبان میں ہے، اور فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی آج کل کی ایڈیشن علم تو در کنار عربیت سے بھی نابلد ہیں، اور علم سے توان کو مس ہی نہیں ہے، اس لیئے اس فرقہ جدید میں شامل لوگ بلا جھجک حقائق کا انکار کرلیتے ہیں۔

آخر میں شیخ الإسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ کا فیصلہ و قول نقل کرتا ہوں جو اسی وسوسہ کو باطل کرنے کے لیئے ہے،

شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

جس نے ابو حنیفہ یا ان کے علاوہ دیگر إئمۃ المسلمین کے متعلق یہ گمان کیا کہ وہ قیاس یا (رائے وغیرہ) کی وجہ سے حدیث صحیح کی مخالفت کرتے ہیں تو اس نے خطا کی (اور ان ائمہ پر جھوٹ بولا) یا اس نے ظن وگمان سے بات کی یا خواہش نفس سے ، کیونکہ (امام اعظم) ابو حنیفہ رحمہ اللہ توضعیف حدیث کے مقابلے میں بھی قیاس نہیں کرتے جیسے سفر میں نبیذ تمر کے ساتھ وضو والی حدیث اور نماز میں قہقہۃ والی حدیث کے مقابلے میں (امام اعظم) ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس کو چھوڑ دیا۔الخ

علامہ ابن حزم الظاہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

تمام إصحاب إبي حنیفۃ کا اس بات اجماع ہے کہ مذہب إبي حنیفۃ یہ ہے کہ ضعیف حدیث ان کے نزدیک قیاس ورای سے اولی ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ

إصحاب إبي حنیفۃ رحمہ اللہ اس بات پر اتفاق ہے کہ **ضعیف حدیث** ان کے نزدیک إولی ہے قیاس ورای سے اور اسی پر (امام اعظم) ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مذہب کی بنیاد ہے، اسی وجہ سے **حدیث القهقهة** کو (امام اعظم) ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس ورای پر مقدم کیا اور نبیذ التمر کے ساتھ سفر میں وضو والی حدیث کو باوجود اس کے ضعیف ہونے کے قیاس ورای پر مقدم کیا۔الخ

لہٰذا جس مذہب میں یہ اجماعی اصول ہو کہ قیاس ورائے کے مقابلہ میں ضعیف حدیث بھی ملے تو اس پر عمل کرنا ہے اور قیاس ورائے کو چھوڑ دینا ہے۔تو ایسے مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ مذہب احناف رائے اور قیاس اور احادیث صحیحہ کی مخالفت پر مبنی ہے کیا یہ جھوٹ وفریب نہیں تو اور کیا ہے ؟

اللہ تعالی عوام الناس کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں جہلاء کے وساوس سے محفوظ رکھے ، اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ دین کے معاملہ میں ان کے کسی بات پر اعتماد نہ کیا جائے تا وقتیکہ کسی اور مستند عالم سے اس کی تحقیق نہ کرلے۔

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله في مجموع الفتاوى (161/2) :ومن ظن بأبي حنيفة أو غيره من أئمة المسلمين أنهم يتعمدون مخالفة الحديث الصحيح لقياس أو غيره فقد أخطأ عليهم، وتكلم إما بظن وإما بهوى، فهذا أبو حنيفة يعمل بحديث التوضي بالنبيذ في السفر مخالفة للقياس وبحديث القهقهة في الصلاة مع مخالفته للقياس؛ لاعتقاده صحتهما، وإن كان أئمة الحديث لم يصححوهما.

وقد بينا هذا في رسالة: " رفع الملام عن الأئمة الأعلام " وبينا أن أحدا من أئمة الإسلام لا يخالف حديثا صحيحا بغير عذر؛ بل لهم نحو من عشرين عذرا، مثل أن يكون أحدهم لم يبلغه الحديث؛ أو بلغه من وجه لم يثق به، أو لم

يعتقد دلالته على الحكم؛ أو اعتقد أن ذلك الدليل قد عارضه ما هو أقوى منه كالناسخ؛ أو ما يدل على الناسخ وأمثال ذلك. والأعذار يكون العالم في بعضها مصيبا، فيكون له أجران، ويكون في بعضها مخطئا بعد اجتهاده فيثاب على اجتهاده وخطؤه مغفور له ؛ لقوله تعالى { رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا } . وقد ثبت في الصحيح أن الله استجاب هذا الدعاء وقال: « قد فعلت» ولأن العلماء ورثة الأنبياء-

قال العلامة ابن حزم الظاهري : جميع أصحاب أبي حنيفة مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث أولى عنده من القياس والرأي"

(الإنتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء ، للحافظ أبي عمر يوسف بن عبدالبّر النمري القرطبي ، ت463هـ ، طبعة دار الكتب العلمية ، بيروت)

وقال في كتابه إحكام الإحكام : قال أبو حنيفة : الخبر الضعيف عن رسول الله صلّى الله عليه وسلم أولي من القياس ، ولا يحلّ القياس مع وجوده"

(تاريخ التشريع الإسلامي)

وقال ابن القيم الجوزية في إعلام الموقعين : وأصحاب أبي حنيفة رحمه الله مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث عنده أولى من القياس والرأي ، وعلى ذلك بنى مذهبه كما قدّم حديث القهقهة مع ضعفه على القياس والرأي ، وقدّم حديث الوضوء بنبيذ التمر في السفر مع ضعفه على الرأي والقياس ....

فتقديم الحديث الضعيف وآثار الصحابةعلى القياس والرأي قوله وقول الإمام أحمد"

(تذكرة الحفاظ، للإمام أبي عبدالله محمد بن أحمد الذهبي ت748هـ دار الفكر العربي)

وسوسه10 = اللّٰہ ورسول نے حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی وغیرہ بننے کا حکم نہیں دیا لہذا یہ سب بعد کی پیداوار ہیں ان سب کو چھوڑنا ضروری ہے۔

جواب = یہ وسوسہ بھی عام آدمی کو بڑا وزنی معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل یہ وسوسہ بھی باطل ہے، الحمد للہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں اور اہل سنت کے چار بڑے مکاتب فکر ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، یہ چار مسالک ایک دوسرے کے ساتھ باہمی محبت ومودت رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ استاذ وشاگرد کی نسبت رکھتے ہیں، ایک دوسرے کو کافر ومشرک وگمراہ نہیں کہتے، صرف فروعی مسائل میں دلائل کی بنیاد پر اختلاف رکھتے ہیں۔ اصول وعقائد میں اختلاف نہ توصحابہ کے مابین تھا اور نہ ائمہ اربعہ کے درمیان ۔ غیر منصوص مسائل میں ان ائمہ کرام نے اجتہاد کیا اسی وجہ سے فروعی مسائل میں ان ائمہ کرام کے مابین اختلاف موجود ہے، اور

یہ اختلاف بمعنی جنگ وفساد نہیں ہے جیسا کہ فرقہ جدید اہل حدیث کا پروپیگنڈہ ہے بلکہ یہ علمی اختلاف دلائل وبراہین کی بنیاد پر ہے، جو کہ امت مرحومہ کے لیئے رحمت ہے، اور پھر یہ فروعی اختلاف صحابہ کرام کے مابین بھی تھا اور حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب اہل سنت والجماعت ہیں، اور ہمارا یہ نام ولقب حدیث سے ثابت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قول باری تعالی [يوم تبيض وجوه وتسود وجوه] کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ اہل سنت والجماعت ہیں

وأخرج الخطيب في رواة مالك والديلمي عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله تعالى {يوم تبيض وجوه وتسود وجوه} قال: "تبيض وجوه أهل السنة، وتسود وجوه أهل البدع".

وأخرج أبو نصر السجزي في الإبانة عن أبي سعيد الخدري "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ {يوم تبيض وجوه وتسود وجوه} قال: تبيض وجوه أهل الجماعات والسنة، وتسود وجوه أهل البدع والأهواء".

وأخرج ابن أبي حاتم وأبو نصر في الإبانة والخطيب في تاريخه واللالكائي في السنة عن ابن عباس في هذه الآية قال {تبيض وجوه وتسود وجوه} قال "تبيض وجوه أهل السنة والجماعة، وتسود وجوه أهل البدع والضلالة.

تو أهل السنة والجماعة هى فرقة ناجية اور طائفة منصورة ہے، اور جن کی صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان کی کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر ہوں گے،

اس باب میں وارد شدہ چند احادیث صحیحہ ملاحظہ کریں

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (افترقت اليهود على إحدى وسبعين فرقة أو اثنتين وسبعين فرقة، والنصارى مثل ذلك، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة (قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجه (44/1.)

وجاء في سنن أبي داود (197/4)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (افترقت اليهود على إحدى أو اثنتين وسبعين فرقة، وتفرقت النصارى على إحدى أو اثنتين وسبعين فرقة، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة-

(وجاء في صحيح ابن حبان (6247)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (افترقت اليهود على إحدى وسبعين فرقة، وافترقت النصارى على اثنتين وسبعين فرقة، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة-

ان مذکورہ بالا احادیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ اس امت میں افتراق (فرقے) واقع ہوں گے ، لیکن ان روایات میں ناجی فرقہ (نجات والی کامیاب فرقہ) کی تعیین نہیں کی گئی ، بلکہ دیگر احادیث صحیحہ میں ناجی فرقہ کی تعیین کی گئی ہے جو درج ذیل ہیں۔

حديث أنس بن مالك رضي الله عنه الذي أخرجه الإمام أحمد حديث رقم (12229)

عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: (إن بني إسرائيل قد افترقت على اثنتين وسبعين فرقة، وأنتم تفترقون على مثلها، كلها في النار إلا فرقة-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ کامیاب و ناجی ہوگا، اب وہ ناجی فرقہ کون سا ہے؟؟

وبيَّن النبي صلى الله عليه وسلم في الحديث الذي أخرجه الطبراني في الكبير (152/8)

عـن أبي الدرداء وأبي أمامة وواثلة بن الأسقع وأنس بن مالك أن من شرط الفرقة الناجية: عدم تكفير أحد من أهل القبلة، فقـال: (ذَرُوا المِراءَ،فإن بني إسرائيل افترقوا على إحدى وسبعين فرقة، والنصارى على اثنتين وسبعين فرقة، و تفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة، كلهم على الضلالة إلا السَّواد الأعظم، قالوا: يا رسول الله ومَن السَّواد الأعظم؟ قال: مَن كان على ما أنا عليه وأصحابي، الخ

حديث حسن أخرجه الترمذي وغيره.

قال صلى الله عليه وسلم : " إن بني إسرائيل افترقوا على إحدى وسبعين فرقة ، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة ، كلها في النار إلا واحدة " فقيل له : ما الواحدة ؟ قال " : ما أنا عليه اليوم وأصحابي . "

ان مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ ناجی فرقہ (نجات والی کامیاب جماعت) وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہوگی

یعنی " أهل السنة " اسی کو حدیث میں " ما أنا عليه " فرمایا، اور " والجماعة " یعنی سنت رسول پر عمل کے ساتھ ساتھ سنت صحابہ پر بھی وہ جماعت عمل کرے گی، اسی کو حدیث میں " وأصحابي " فرمایا۔

تو اس عظیم الشان بشارت کی حامل جماعت ایک ہی ہے اور وہ اہل السنۃ والجماعۃ ہے، اور حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی چاروں مسالک اہل السنۃ والجماعۃ اسی اصول پر قائم ہیں، تو کامیابی و نجات کا معیار و میزان سنت رسول اور سنت صحابہ ہے، اب ہم اس میزان میں فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کو پرکھتے ہیں تو وہ بظاہر سنت پر تو عمل کا دعوی کرتے ہیں لیکن ناجی فرقہ کی دوسری صفت یعنی جماعت صحابہ کی اتباع نہیں کرتے، حتی کہ ان کے ہاں صحابی کا قول فعل فہم کوئی حجت و دلیل نہیں ہے، صرف یہی نہیں بلکہ صحابہ کرام کے

اجماعات کی بھی مخالفت کرتے ہیں (مثلا بیس رکعت تراویح، طلاق ثلثہ ، جمعہ کے دن اذان ثانی وغیرہ) اجماعی مسائل میں صحابہ کی مخالفت کرتے ہیں، یہاں سے ایک عاقل آدمی فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی حقیقت کو معلوم کرلیتا ہے۔اور پھر فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کسی ایک فرقہ کا نام نہیں ہے بلکہ وقت گذرنے کے ساتھ بیسیوں فرقے اس کی پیٹ سے نکل چکے ہیں، بطور مثال وعبرت چند بڑے فرقوں کا نام ملاحظہ کریں۔

1. فرقہ غرباء اہل حدیث ۔
2. کانفرنس اہل حدیث (۱۳۲۸ھ)۔
3. امیر شریعت صوبہ بہار (۱۳۳۹ھ)۔
4. فرقہ ثنائیہ (۱۹۳۹ھ)۔
5. فرقہ عطائیہ (۱۹۲۹ھ)۔
6. فرقہ شریفیہ (۱۳۴۹ھ)۔
7. فرقہ غزنویہ (۱۳۵۳ھ)۔
8. جمیعت اہل حدیث (۱۳۷۰ھ)۔
9. انتخاب مولوی محی الدین (۱۳۷۸ھ)۔
10. جماعت المسلمین۔

پھران فرقوں کاآپس میں اختلاف مسائل وعقائد اتنا زیادہ ہے کہ آدمی حیران وپریشان رہ جاتا ہے، ایک دوسرے پر کفروشرک کے فتوے بھی لگائے، لیکن ایک عام آدمی کو چونکہ اس فتنہ کی حقیقت کا علم نہیں ہوتا، لہٰذا وہ بہت جلد ان کے وساوس سے متاثر ہوجاتا ہے، اگراس کو ان کے اندر کے فرقوں اورآپس میں دینگہ مشتی کا حال معلوم ہوجائے تو کبھی ان کے قریب بھی نہ جائے۔

وسوسہ 11 = فقہ تابعین کے دور کے بعد ایجاد ہوئی لہذا اس کو چھوڑنا ضروری ہے اور قرآن وحدیث پرعمل کرنا چائیے نہ کہ فقہ پر.

جواب = حافظ ابن القیم نے اپنی کتاب(اعلام الموقعین) میں یہ تصریح کی ہے کہ بڑے فقہاء صحابہ کرام کی تعداد تقریبا (130) کے لگ بھگ ہے، اوراسی طرح دیگرائمہ نے بھی فقہاء صحابہ کرام کی تعداد اوران کے علمی وفقہی کارناموں پر مفصل بحث کی ہے، یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے، عرض یہ کرنا ہے کہ فقہ اور فقہاء جماعت صحابہ کرام میں بھی موجود تھے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ " علم فقہ " کی جمع وتدوین کتابی شکل میں بعد میں ہوئی ہے، اوراس سے " علم فقہ " کی فضیلت واہمیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا،

حتیٰ کہ " علم حدیث " کی جمع وتدوین کتابی شکل میں " علم فقہ " کے بھی بعد ہوئی ہے، اگر " علم فقہ " کو اس وجہ سے چھوڑنا ہے کہ یہ عہد صحابہ کے بعد لکھی گئی ہے تو پھر " علم حدیث " کا کیا بنے گا، صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث تو بہت بعد میں لکھی گئی ہیں۔ فقہ کی فضیلت اور تحصیل کے بارے بہت سارے نصوص وارد ہوئے ہیں، بلکہ ہر ایک نص شرعی جس میں علم کی فضیلت وارد ہوئی ہے فقہ اس میں داخل ہے، اللہ تعالی کا ارشاد مبارک ہے۔

(وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُواْ كَآفَّةً فَلَوْلاَ نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے یہ حکم فرمایا کہ مومنین میں ایک جماعت ایسی بھی ہو جو " تفقہ فی الدین " حاصل کرے، اور انذار اور دعوت کا فریضہ انجام دیں، اور یہ انبیاء علیہم السلام کا وظیفہ ہے،

"وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ "

اور تاکہ وہ ڈرائیں اپنی قوم کو جب وہ لوٹ جائیں ان کی طرف تاکہ وہ ڈر جائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ جماعت جو " تفقہ فی الدین " حاصل کرکے اپنی قوم کے پاس جائیں گے تو قوم ان کی اتباع وتقلید کرے گی ،اسی طرح حدیث صحیح میں ہے

"من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين"

اللہ تعالی جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو " **تفقہ فی الدین** " کی دولت عطا کرتے ہیں، اس حدیث سے " **تفقہ فی الدین** " کا مرتبہ وفضیلت بالکل ظاہر ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فقہ کی طلب وتحصیل کو اللہ تعالی کی طرف سے بندہ کے ساتھ خیر وبھلائی کے ارادہ کی علامت قرار دیا۔

حدثنا سعيد بن عفير قال حدثنا ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب قال قال حميد بن عبد الرحمن سمعت معاوية خطيبا يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وإنما أنا قاسم والله يعطي ولن تزال هذه الأمة قائمة على أمر الله لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي أمر الله ،

(صحيح البخاري ومسلم واللفظ للبخارى)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے

"فقيه أشد على الشيطان من ألف عابد"

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے

امام ترمذی نے اس حدیث پر اس طرح باب قائم کیا ہے

«كتاب العلم» باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة

حدثنا محمد بن إسمعيل حدثنا إبراهيم بن موسى أخبرنا الوليد بن مسلم حدثنا روح بن جناح عن مجاهد عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيه أشد على الشيطان من ألف عابد ،

اور ابن ماجہ کی روایۃ میں ہے"

فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد"

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان کو " فقیہ اور فقہاء " سے بہت بڑی چڑ ہے شیطان کو " فقیہ اور فقہاء " کے وجود سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

اور آج فرقہ نام نہاد اہل حدیث " فقہ اور فقہاء " کے ساتھ دشمنی کرکے کس کی راہ پر چل رہے ہیں ؟؟ جواب اس حدیث کی روشنی میں بالکل واضح ہے ،

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی

اللهم فقهه في الدين ، وعلمه التأويل

لہٰذا مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ " فقہ " کے متعلق یہ کہنا کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے، بالکل باطل ومردود وسوسہ ہے ۔اور اس سے یہ وسوسہ بھی خود بخود باطل ہوگیا کہ " فقہ " تابعین کے دور کے بعد ایجاد ہوئی ہے ۔

وسوسہ = فقہ حنفی اور حدیث میں ٹکراو ہے اب عمل کس پرکرنا چائیے ؟ حدیث محمد رسول اللہ کی ہے اور فقہ اماموں کی بنائی ہوئی ہے ۔

جواب = یہ بہت پرانا وسوسہ اور جھوٹ ہے جس کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جہلاء نقل در نقل چلے آرہے ہیں، اور اس وسوسہ کے ذریعہ عوام کو بآسانی بے راہ کرلیتے ہیں، اس وسوسہ کے استعمال کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ میں اگر مختلف احادیث وارد ہوئی ہوں اور فقہ حنفی کا کوئی مسئلہ بظاہر کسی حدیث کے خلاف نظر آتا ہو تو یہ حضرات اس کو بڑے زور وشور سے بار بار بیان کرتے ہیں، لمبے چوڑے بیانات وتقریریں کرتے ہیں، اور اس پر کتابچے اور رسائل لکھتے ہیں اور فقہ حنفی کو حدیث کے مخالف ثابت کرنے کی ناکام ونامراد کوشش کرتے ہیں، اور اس طرح ان وساوس کی ترویج وتشہیر کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس فقہی مسئلہ کے موافق حدیث ودلیل بھی ہوتی ہے لیکن یہ اس کو چھپادیتے ہیں اس کا بالکل ذکر ہی نہیں کرتے، اور اگر کوئی اس فقہی مسئلہ کے موافق حدیث ودلیل ذکر کر بھی دے تو اس پر " ضعیف یا موضوع " کا لیبل لگا دیتے ہیں،

اب ایک عام آدمی کو فقہی مسائل اور احادیث کے علوم کی کیا خبر ہے، خود فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے ان نام نہاد شیوخ کو کچھ

پتہ نہیں لیکن بس " اندھوں میں کانا راجہ " والی بات ہے، لہٰذا اگر یہ وسوسہ وہ قبول کرلے تو پھر صرف یہی نہیں کہ وہ فقہ حنفی کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے بلکہ اپنی گذشتہ زندگی پر توبہ واستغفار بھی کرتا ہے، اور اپنے زعم میں بہت خوش ہوتا ہے کہ الحمد للہ اب میں توحید وسنت کی دولت سے مالا مال ہوگیا ہوں، اب مجھے صراط مستقیم مل گیا ہے، حالانکہ اس جاہل کو کیا پتہ کہ جس وسوسہ کی بنا پر میں " مذہب جدید فرقہ اہل حدیث یا غیر مقلدیت " قبول کر رہا ہوں یہ کوئی مذہب نہیں ہے، یہ تو انگریز کی سیاسی ضرورت تھی جس کو چند خوش نما نعروں کے ساتھ ہندوستان میں وجود میں لایا گیا، جیسا کہ قادیانیت، پرویزیت، نیچریت، خاکساریت، بریلویت، غیر مقلدیت، سب استعمار اور اعداء اسلام کی حاجت وضرورت کا دوسرا نام ہے ہر فرقہ کے بانیان کو علماء حق علماء احناف علماء دیوبند کو بدنام کرنے اور ان کی تحریک کو کمزور کرنے کے لیئے مختلف کام ومحاذ سپرد کیئے گئے،

اور ان فرقوں کے بانیان کو خوب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ جماعت یہ کس شعبدہ گر کی صنعت وکاریگری کی شاہکار ہے، مگر بعد میں آنے والے جاہل اس کو مذہب ومسلک کا درجہ دے دیتے ہیں، اور اس کی حمایت وطرفداری پر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں، جیسا کہ " رافضیت وشیعیت " کو دیکھ لیجیئے جو ابن سبا یہودی کی اسلام کے خلاف جاری کردہ ایک تحریک تھی، لیکن اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ سادہ لوح عوام کے سامنے پہلے چند خوشنما نعرے رکھے گئے جیسے (عقیدہ امامت، حق خلافت حضرت علی کے لیئے، حُب اہل بیت، ائمہ اہل بیت کی معصومیت وغیرہ) لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ **(شیعیت ورافضیت)** ایک مستقل مذہب کی صورت میں سامنے آتا رہا، اور جاہل لوگوں نے پوری دیانت داری کے اس مذہب کی تبلیغ وعمل کا سلسلہ شروع کردیا اور یہ سلسلہ آج تک قائم ہے، بالکل یہی حال **" جدید فرقہ اہل حدیث یا غیر مقلدیت "** کا بھی ہے جو استعماری قوتوں کا لگایا ہوا ایک پودا ہے جسے ہندوستان میں چند لوگوں نے پانی دے کر پروان چڑھایا، لیکن سادہ لوح ناواقف عوام نے اس کو ایک شجرہ طوبی سمجھ کر اس کے سایہ کو جنت کا سایہ سمجھ لیا۔ اللہ تعالی عوام کو اس فرقہ جدید کی حقیقت سمجھنے کی توفیق دے،

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جہلاء کا یہ وسوسہ بالکل باطل ہے کہ فقہ حنفی اور حدیث میں ٹکراو ہے، پھر اس وسوسہ کو عوام کے دماغ میں ڈالنے کے لیئے طریقہ یہ اختیار کرتے ہیں کہ مثلا فقہ حنفی کی کتب **" شامی، عالمگیری، درمختار، ہدایہ،** وغیرہ سے کوئی مسئلہ لیں گے بعض دفعہ مسئلہ پورا لیتے ہیں اور بعض دفعہ اس میں بھی دجل کرتے ہیں تو پھر بظاہر اس فقہی مسئلہ کے معارض ومخالف حدیث پیش کرتے ہیں اور پھر عوام سے کہتے ہیں کہ اب تمہاری مرضی ہے کہ فقہ حنفی کے پیچھے جاو یا حدیث رسول کی پیروی کرو، اب ایک عام آدمی کو علم حدیث وعلم فقہ اور اس کی ساری تفصیلات کا کیا پتہ **" شامی، عالمگیری، درمختار، ہدایہ،** وغیرہ کتب اس نے کہاں دیکھنی ہیں اور اگر دیکھ بھی لے تو اس کو جہالت کی وجہ سے سمجھ بھی نہ آئے، تو اس انداز سے اس وسوسہ کو عوام کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے اور اس طرز سے عوام کو اپنی اندھی تقلید پر مجبور کرتے ہیں، اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ **" جدید فرقہ اہل حدیث یا غیر مقلدیت "** فقہ حنفی کی مخالفت وعداوت استعمار کے حکم کے ساتھ ساتھ **" شیعہ وروافض "** کی تقلید میں کرتے ہیں، پاک وہند میں فقہ حنفی کے خلاف پہلی کتاب **(استقصاء الافحام)** لکھی گئی اس کتاب کا مولف حامد حسین کنتوری ایک غالی قسم کا شیعہ تھا، اور

بعد میں فقہ حنفی کے خلاف جو بھی کتابیں لکھی گئیں سب اسی کتاب کا چربہ ہیں، اور حتی کہ یہی بات جدید فرقہ اہل حدیث کے سر کردہ عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی کہی ہے کہ امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمہ پر جو اعتراضات و مطاعن اخبار اہل الذکر (جدید فرقہ اہل حدیث اور غیر مقلدین کا اخبار) میں مشتہر کیئے گئے ہیں، یہ سب کے سب ہذیانات بلا استثناء اکاذیب و بہتانات ہیں، جن کا مآخذ زمانہ حال کے معترضین کے لیئے حامد حسین شیعی لکھنوی کی کتاب (استقصاء الافحام) کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ہے، اور اس کتاب امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے علاوہ کسی سُنی امام بخاری، مالک وغیرہ کو نہیں چھوڑا گیا، ایک ایک کا نام لے کر کئی کئی ورقوں بلکہ جزوں کو سیاہ کر ڈالا، (دیکھئے فقیر محمد جہلمی کی کتاب، السیف الصارم) اس کے بعد دوسری کتاب (ظفرُ المبین فی ردمُغالطات المُقلدین) لکھی گئی، اس کے مولف کا نام ہری چند بن دیوان چند تھا جو بعد میں مسلمان ہو کر غلام محی الدین کے نام سے مشہور ہوا، اس آدمی کی علمی استعداد کے متعلق (جدید فرقہ اہل حدیث) کے ترجمان مولوی محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں، بٹالوی صاحب نے پہلے مولوی محمد احسن امروہی قادیانی سابق غیر مقلد پر رد کیا پھر صاحب (ظفرُ المبین) کے بارے فرمایا کہ وہ بے چارہ میزان، منشعب (علم صرف چھوٹے رسالے ہیں) بھی پڑھے نہ تھے اور ماضی مضارع کے معنی نہ جانتے تھے (دیکھئے مزید تفصیل، اشاعت السنہ، جلد 14 شمارہ 12)

ظفرُ المبین کے بعد فقہ حنفی کے خلاف کتاب (حقیقت الفقہ) لکھی گئی، اس کتاب کا مولف محمد یوسف جے پوری ہے، اس کتاب میں جے پوری نے دجل و تلبیس، جھوٹ، خیانت، دھوکہ وفریب کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں، اس کے بعد (شمع محمدی، درایت محمدی، سبیل الرسول وغیرہ) کتابیں لکھی گئیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، اور اب تو چونکہ میڈیا کی ترقی کا دور ہے تو یہ لوگ کذب وفریب و وساوس پھیلانے میں تمام ممکنہ ذرائع استعمال کر رہے ہیں، لیکن جھوٹ دھوکہ فریب وغیرہ مذموم ذرائع کے لیئے من جانب اللہ کوئی ترقی و ثبات نہیں ملا کرتی، زیادہ زیادہ سے چند جاہل عوام کو اس کے ذریعہ سے زیر کر لیا جاتا ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ فقہ حنفی کا کوئی مفتی بہ قول اور معمول بہا مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے، اور الحمد للہ امام اعظم ابو حنیفہ کا اصول دیکھئے

أصول مذهب الإمام الأعظم أبوحنيفة

"إني آخذ بكتاب الله إذا وجدته، فما لم أجده فيه أخذت بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم والآثار الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات، فإذا لم أجد في كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذت بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت، ثم لا أخرج عن قولهم إلى قول غيرهم.

فإذا انتهى الأمر إلى إبراهيم والشعبي وابن المسيب (وعدّد رجالاً)، فلي أن أجتهد كما اجتهدوا."

سبحان اللہ الإمام الأعظم إبي حنیفۃ رحمہ اللہ کے مذہب کے اس عظیم اصول کو پڑھیں، فرمایا میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے (مسئلہ وحکم) لیتا ہوں، اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو پھر سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور اگر

کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملے تو پھر میں اقوال صحابہ کرام کی طرف رجوع کرتا ہوں اور میں صحابہ کرام کے اقوال سے باہر نہیں نکلتا، اور جب معاملہ إبراهيم، والشعبي والحسن وابن سيرين وسعيد بن المسيب تک پہنچ جائے تو پھر میں بھی اجتہاد کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے اجتہاد کیا۔

محترم بھائیو یہ ہے وہ عظیم الشان اصول وبنیاد جس کے اوپر فقہ حنفی قائم ہے، سوائے جاہل کوڑ مغز اور معاند متعصب کے اور کون ہے جو اس اصول پر قائم شدہ مذہب حنفی کی عمارت کو قرآن وسنت کے خلاف کہے گا؟

توامام اعظم کے نزدیک قرآن مجید فقہی مسائل کا پہلا مصدر ہے، پھر دوسرا مصدر سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث صحیحہ ہیں حتی کہ امام اعظم دیگر ائمہ میں واحد امام ہیں جو ضعیف حدیث کو بھی قیاس شرعی پر مقدم کرتے ہیں جب کہ دیگر ائمہ کا یہ اصول نہیں ہے، پھر تیسرا مصدر امام اعظم کے نزدیک صحابہ کرام اقوال وفتاوی ہیں،

اس کے بعد جب تابعین تک معاملہ پہنچتا ہے توامام اعظم اجتہاد کرتے ہیں، کیونکہ امام اعظم خود بھی تابعی ہیں،

جب کہ دوسری طرف فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کو دیکھیں توان کا اصول یہ ہے صحابہ کرام کا فہم اور اقوال وفتاوی واجماعات کوئی حجت ودلیل نہیں ہے، لیکن اس کے باجود بھی وسوسہ یہ پھیلاتے ہیں کہ فقہ حنفی حدیث کے مخالف ہے، اس وسوسہ کے تحت بات طویل ہوگئی، اللہ تعالی سب کو صحیح سمجھ دے اور اہل سنت والجماعت علماء کی راہنمائی میں قرآن وحدیث پر عمل کی توفیق دے۔

وسوسہ = مذاھب اربعہ بعد کی پیداوار ھیں اور ھم اھل حدیث چودہ سوسال سے چلے آرھے ھیں لہذا حق جماعت اھل حدیث ھے مسلمانوں کو حنفی شافعی مالکی حنبلی وغیرہ کے بجائے اھل حدیث جماعت میں شامل ھونا چائیے ۔

جواب = یہ وسوسہ مختلف انداز سے عوام کے ذہنوں میں ڈالا جاتا ہے اور ائمہ اسلام وعلماء امت کی کتب میں جہاں کہیں بھی لفظ " **اہل حدیث** " ان کو نظر آتا ہے تو اس لقب کو اپنے اوپر چسپاں کردیتے ہیں اور پھر عوام سے کہتے ہیں دیکھو فلاں امام نے لکھا ہے فلاں کتاب میں لکھا ہے کہ " **اہل حدیث** " اہل حق ہیں اور اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور " **اہل حدیث** " ہی فرقۃ ناجیۃ ہے وغیرہ اکثر عوام اس وسوسہ کو بوجہ جہالت کے قبول کرلیتے ہیں اور فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل ہوجاتے ہیں اور پھر ان کو یہی وساوس سنائے اور پڑھائے جاتے ہیں، خوب یاد رکھیں کہ ہندوستان میں پیدا شدہ " **فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث** " کا امت مسلمہ کے حقیقی " **أہل الحديث وأصحاب الحديث** " سے ذرہ برابر تعلق ونسبت بھی نہیں ہے یہ ان کا محض خیال ووسوسہ ودہوکہ ہے اور کچھ نہیں ہے ۔

چہ نسبت خاک ــــــــ راباعــــالم پاک ــــــــ

عوام الناس کے لیئے یہ بہت بڑا دھوکہ اور جھوٹ ہے کہ ان کو کتب اسلاف سے لفظ " أهل الحديث " دکھا کر مطمئن کرلیا جاتا ہے اوران کو بڑے زور وشور سے باور کرایا جاتا ہے کہ ان ائمہ اسلام کی کتب میں موجود اس نام ولقب سے مراد خاص ہماری جماعت " اہل حدیث " ہے اوراس جماعت میں شامل لوگ مراد ہیں، ان کا یہ دعوی ایسا ہی ہے کہ اگر کسی کے بدن میں صَفرَاء کا غلبہ ہو جائے تو اس کو ہر چیز اسی رنگ میں نظر آتی ہے جب کہ حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے۔

أهل الحديث وأصحاب الحديث سے مراد **مُحدثین کرام کا طبقہ ہے**۔اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے " علم ُالحدیث " کی دولت عظیم سے مالامال کیا اور جن کی ساری زندگی حدیث پڑھنے پڑھانے میں گذری جنھوں نے اپنی ساری عمر حدیث کی سماعت وقراءت وکتابت وروایت ودرایت حفظ ومعرفت میں گذاری جنھوں نے حدیث وآثار کو جمع کیا اور حدیث کی تحصیل کے لیئے مشرق ومغرب بحر وبر کے اسفار بعیدہ کو اختیار کیا اور ایک ایک حدیث کی سماعت کے لیئے کہاں سے کہاں پہنچے وغیرہ ذالک۔أهل الشيء " کہتے ہیں اس کے ساتھ خاص اور اِخص لوگوں کو،اسی لیئے لغت عرب میں " أهل الرجل " کہتے ہیں آدمی کے ساتھ سب سے زیادہ خاص اور قریب ترین لوگوں کو، اسی طرح " أهل الحديث " بھی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو حدیث اور علوم حدیث کے ساتھ ہر اعتبار سے سب سے زیادہ خاص تعلق رکھتے ہوں جو حدیث اور علوم حدیث میں ہر اعتبار سے کامل درجہ رکھتے ہوں۔

امت مسلمہ کے ان حقیقی " أهل الحديث وأصحاب الحديث " یعنی محدثین کرام کے احوال وواقعات وسیرتوں پر مستقل کتب موجود ہیں، لہٰذا یہ لقب امت میں کسی خاص فرقہ کے لیئے نہیں تھا بلکہ امت میں ایک علمی طبقہ کا نام ہے اور "علم ُالحديث " کے حامل افراد واشخاص کو یہ عظیم لقب ملا عام ہے کہ وہ حنفی ہو یا شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ ہو، عام ہے کہ عرب سے ہو یا عجم سے،اسی طرح " أهلُ التفسير " کا لقب کسی خاص فرقہ کے لیئے نہیں ہے بلکہ مُفسرین کرام کے لیئے ہے جو علوم القرآن کی دولت سے مالامال ہوں ایسا نہیں ہے کہ ہر کس وناکس جاہل ومجہول کو " أهلُ التفسير " کے نام سے پکارا جائے، ایسا " أهلُ الفقه " کا لقب فقہاء امت کے لیئے خاص ہے،ایسا ہی

"أهلُ التاريخ " مورخین کے لیئے " أهلُ اللغة " أهلُ الأدب " أهلُ الكلام " وغیرہ القابات خاص قسم کے افراد کے استعمال ہوئے جن کو اس علم وفن میں کامل مہارت وتبحر حاصل ہو،اور یہ بات اہل علم کے نزدیک اتنی واضح وروشن ہے کہ اس پر مزید دلائل دینا ایک لایعنی عمل ہے اور چڑتے سورج کے وجود پر دلیل طلب کرنے کے مترادف ہے۔

أهل الحدیث " کی تعریف شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللّٰہ کے نزدیک

شیخ الاِسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

قال شيخ الإسلام (رحمه الله) : ونحن لا نعني بأهل الحديث المقتصرين على سماعه، أو كتابته أو روايته، بل نعني بهم: كل من كان أحق بحفظه ومعرفته وفهمه ظاهراً وباطناً، واتباعه باطناً وظاهراً

(مجموع الفتاوى 95/4)

ہماری مراد " أهل الحديث " سے وہ لوگ نہیں ہیں جو حدیث کی سماع یا کتابت یا روایت سے غافل ہیں بلکہ ہماری مراد " أهل الحديث " سے وہ لوگ ہیں جو ظاہری و باطنی طور پر حدیث کے حفظ و معرفت و فہم میں اور ظاہری و باطنی طور پر اس کی اتباع و پیروی میں اعلی درجہ رکھتے ہوں ۔

دوسرے مقام پر شیخ الاِسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

و أهل الحديث هم السلف من القرون الثلاثة ومن سلك سبيلهم من الخلف (مجموع الفتاوى 355/6)

"اِہل الحدیث" قرون ثلاثۃ (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کے سلف ہیں اور جو ان کے راستے اور طریقہ پر چلے۔

امام نووی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ " أهل الحديث " کسی ایک جماعت و گروپ کا نام نہیں ہے جو اس نام سے پہچانی جائے بلکہ " أهل الحديث "اِقطار المعمورۃ میں متفرق ہیں، بعض ان میں سے بہادر مجاہد ہیں، بعض ان میں سے فقہاء ہیں، بعض ان میں سے محدثین ہیں، بعض ان میں سے زُهَّاد (عابد صوفی) ہیں، بعض ان میں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہیں، بعض ان میں سے دیگر اِنواع الخیر (وصلاح) والے بھی ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ " اِہل الحدیث " ایک جگہ جمع ہوں بلکہ " اِقطار الأرض " یعنی زمین کے کناروں میں متفرق ہوتے ہیں۔

وأهل الحديث ليسوا حزباً واحداً يعرف بهذا الاسم بل هم متفرقون في أقطار المعمورة فـ "منهم شجعان مقاتلون ومنهم فقهاء، ومنهم محدثون، ومنهم زهاد، وآمرون بالمعروف وناهون عن المنكر، ومنهم أهل أنواع أخرى من الخير، ولا يلزم أن يكونوا مجتمعين، بل قد يكونون متفرقين في أقطار الأرض "

(شرح مسلم للنووي 67/13)

شیخ الاسلام (رحمہ اللہ) اور امام نووی (رحمہ اللہ) کے نزدیک " **اہل الحدیث** " کی تعریف آپ نے ملاحظہ کی اب فیصلہ آپ کریں کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث بھی ان لوگوں میں داخل ہیں ؟؟ **حاشا وکلا**

شیخ الاِسلام (رحمہ اللہ) نے توقرون ثلاثۃ (صحابہ ، تابعین ، تبع تابعین) کے سلف کو " اِہل الحدیث " قرار دیا ، جب کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا طرز و نظریہ صحابہ کے بارے آپ کو معلوم ہے یعنی ان کے نزدیک (صحابی کا قول و فعل و فہم) حُجت ودلیل نہیں ہے ۔

خلاصہ یہ کہ " **فرقہ جدید نام نہاد اهل حديث** " کا تعلق ونسبت حقیقی " **أهل الحديث وأصحاب الحديث** " یعنی مُحدثین کرام سے ذرہ برابر بھی نہیں ہے ، اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ یہ نام ولقب امت میں ایک علمی طبقہ کے لیئے خاص ہے جس طرح ہر جاہل مجہول کو " أهلُ التفسير " أهلُ الفقه "أهل العلم"أهل القرآن " کا لقب نہیں دیا جاسکتا ایسا ہی " أهل الحديث " کا لقب بھی ہر کس و ناکس کے لیئے استعمال نہیں ہوسکتا ، یہ اور بات ہے ایک فرقہ جدید نے ہندوستان میں انگریزی عہد میں اپنے لیئے " اهل حديث " کا نام سرکاری کاغذات میں الاٹ کروایا تو اس وجہ سے یہ فرقہ جدید اس نام سے مشہور ہوگیا ، اور اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ صرف نام رکھنے سے حقائق نہیں بدلا کرتے ۔

فـــرقـــه جديدنام نہاد أهـــل حـــديث كے امتيازى صفات ونظريات

1. تقلید کا نہ صرف انکار بلکہ اس کو شرک فی الرسالت سے تعبیر کرنا
2. بیس رکعت تراویح کو بدعت کہنا
3. ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک شمار کرنا
4. فاتحہ خلف الامام نہ پڑہنے والے کی نماز کو باطل کہنا
5. صحابہ کرام کے قول ، فعل ، فہم کو حجت نہ سمجھنا
6. اجماع امت کا انکار کرنا
7. خصوصا امام ابو حنیفہ رح اور ان کے متبعین پر لعن طعن کرنا

8• کرامات اولیاء کا انکار کرنا

9• علم فقہ کو قرآن وحدیث کے مخالف کہنا اور برے الفاظ سے یاد کرنا

10• صحابہ کرام کے اجماع کو حجت نہ سمجھنا وغیرہ وغیرہ

جب کہ حقیقی أهــل الحـديث یعنی محدثین کرام میں سے کسی کے بھی یہ نظریات نہیں ہیں لہٰذا یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ہندوستان میں انگریزی دور میں پیدا شدہ اس **فــــرقـــه أهــل حــديث** کا **حقیقی أهــل الحـديث** یعنی محدثین کرام کے ساتھ ذرہ برابر بھی تعلق نہیں اور بال برابر بھی مناسبت نہیں ہے ۔

فرقه جدید نام نہاد اهل حدیث کی حقیقی تصویر

حضرت لعلامہ مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ((تدوین حدیث)) میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے جس میں فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے مسلک کی حقیقی واصلی تصویر بالکل نمایاں ہو جاتی ہے۔

حضرت العلامہ مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

میں نے براہ راست بانی (ندوۃ العُلماء) حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمہ اللہ سے یہ روایت سنی ہے کہ حضرت کے پیرومرشد مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی تغمدہ اللہ بغفرانہ کی خدمت میں فرقہ اہل حدیث کے ایک ممتاز ونمایاں عالم وہیں حاضر ہوئے، مولانا سے جب ملاقات ہوئی تو حضرت (مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب) گنج مرادآبادی نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ عامل بالحدیث (حدیث پر عمل کرنے والے) ہیں ؟؟؟

بولے جی ہاں الحمد للہ، مولانا نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت کون سی دعا پڑھتے تھے ؟؟ مولوی صاحب نے کہا کہ اس وقت یاد نہیں ہے، پوچھا کہ گھر سے نکلتے وقت کیا پڑھتے تھے ؟؟ بولے وہ بھی یاد نہیں، الغرض یونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختلف اوقات ومقامات پر جو دعائیں پڑھا کرتے تھے، مولوی صاحب بے چارے کو یاد نہ تھیں، تب مولانا نے ان ہی اہل حدیث مولوی صاحب کو خطاب کرکے کہنا شروع کیا، کیوں مولانا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف اختلافی حدیثوں کو یاد کیا ہے لیکن جن حدیثوں میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے، ان کے یاد کرنے کی ضرورت کو عمل بالحدیث کے لیئے آپ نے ضروری خیال نہ کیا، کیا اسی کا نام عمل بالحدیث ہے ؟؟؟ بعد میں یہ مولوی صاحب حنفی مسلک پر واپس ہو گئے تھے الخ (نقلا عن احسن التنقیح بتصرف یسیر)

درحقیقت یہ واقعہ محض ایک لطیفہ نہیں ہے بلکہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی حقیقی واصلی تصویر ہے، خود راقم الحروف نے کئی ایسے نام نہاد اہل حدیث کو جانچا تو اس واقعہ کی سچائی کا انکشاف ہوتا رہا،
اللہ تعالی عوام الناس کو صحیح سمجھ دے۔

››

وسوسہ = تقلید شرک اور جہالت کا نام ھے

جواب = یہ باطل وسوسہ عوام میں بہت مشہور کردیا گیا ہے، اور عوام کے ذہن میں یہ ڈال دیا گیا کہ مقلد آدمی اللہ ورسول کے حکم کے مقابلہ میں اپنے امام کی بات کو ترجیح دیتا ہے، اور پھر تقلید کی حُرمت پر قرآن کی وہ آیات سنائی جاتی ہیں جن میں مشرکین کی مذمت بیان کی گئی ہے جو اپنے مشرک وگمراہ آباء واجداد کے دین وطریقہ کو نہیں چھوڑتے تھے، اور کہا جاتا ہے کہ تقلید کا معنی ہے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالنا لہٰذا ایک مقلد آدمی اپنے امام کا پٹہ گلے میں ڈال دیتا ہے، غرض اس طرح کے بہت سارے وساوس تقلید سے متعلق عوام میں مشہور کیئے گئے ہیں .

تقلید کی حقیقت

خوب یاد رکھیں کہ تقلید " نعوذ باللہ " اللہ تعالی کے حکم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کے مقابل ومخالف چیز کا نام نہیں ہے، جیسا کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث نے عوام کو گمراہ کرنے کے لیئے مشہور کیا ہے،
بلکہ " تقلید " کی حقیقت صرف اور صرف یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور آثار صحابہ سے جو مسائل استنباط (نکالے) کیئے ہیں ان کو تسلیم کرلیناہی " تقلید " ہے۔
علماء امت نے " تقلید " کی تعریف اس طرح کی ہے کہ فروعی مسائل فقہیہ میں غیر مجتہد (مُقلد) کا مجتہد کے قول کو تسلیم کرلینا اور اس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرنا اس اعتماد پر کہ اس مجتہد کے پاس اس قول کی دلیل موجود ہے،
مثال کے طور پر " تقلید " کی اس تعریف کی روشنی میں آپ مذاہب اربعہ کی فقہ کی کوئی بھی مستند کتاب اٹھالیں ہر مسئلہ کے ساتھ

دلیل موجود ہے۔
فقہ حنفی کی مشہور کتاب " ہدایہ " اٹھالیں ہر فقہی مسئلہ کے ساتھ دلائل شرعیہ (یعنی کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت، قیاس شرعی) میں سے کوئی دلیل ضرور موجود ہے۔
کیااس عمل کا نام شرک وجہالت ہے ؟؟ (نعوذ باللہ)
حاصل یہ کہ ہمارے نزدیک ایک عامی آدمی کااہل علم کی اتباع وراہنمائی میں دین پر عمل کرنا " تقلید " ہے، اور یہی حکم و تعلیم قرآن نے ہمیں دیا ہے

قوله تعالى : " فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون "[سورة النحل 43]

اللہ تعالی نے اس آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ اگر تمہیں علم نہ تو اہل علم سے پوچھو، اور امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اہل علم ہیں، اور ان حضرات کی علمیت امامت وجلالت پر امت کا اجماع ہے، ان حضرات ائمہ کے اقوال واجتہادات کتابی صورت میں ہمارے پاس موجود و محفوظ ہیں، اوران حضرات ائمہ کے مذاہب کے ماہر علماء آج بھی موجود ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک موجود رہیں گے،
اس آیت مبارکہ کے امر الہی (فاسألوا أهل الذكر) کی تعمیل میں امام اعظم ابو حنیفہ کی راہنمائی حاصل کرتے ہیں، اب ہمارے اس طرز عمل کو اگر کوئی جاہل شرک وبدعت کہے تو کہتا رہے،
اہل علم سے سوال یعنی ان کی تقلید واتباع کی اہمیت پر ایک حدیث نقل کرتا ہوں،
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص زخمی ہوگیا پھر اس کو احتلام ہوگیا (یعنی غسل اس پر فرض ہوگیا) تو اس کو (ساتھیوں کی طرف سے) غسل کا حکم دیا گیا، لہٰذا اس نے غسل کیا اور فوت ہوگیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا (قتلوه قتلهم الله) یعنی انہی لوگوں نے اس کو مارا اللہ ان کو بھی مارے، کیا جاہل وعاجز کی شفاء سوال میں نہیں ہے ؟
یعنی جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہوں نے کسی عالم سے کیوں نہیں پوچھا،
وعن ابن عباس رضي الله عنهما: أن رجلاً أصابه جرح على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم أصابه احتلام فأمر بالاغتسال، فقُرّ فمات ،فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "قتلوه قتلهم الله ! ألم يكن شفاء العِيّ السؤال؟
((رواه الإمام أحمد والبخاري) (التاريخ الكبير) وأبو داود وابن ماجة والحاكم والبيهقي والدارقطني وأبو يعلى والطبراني (الكبير) وأبو نعيم وابن عساكر)
اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جہاں ہم نے دین میں حقیقی اور مستند اہل علم کی رجوع کرنا ہے جو کہ ائمہ اربعہ اور

دیگر ائمہ مجتہدین ہیں، وہاں اہل جہل نام نہاد اہل حدیث سے بھی بچنا ہے کیونکہ جاہل کے حکم وفتوی پر عمل گمراہی وتباہی ہے، اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بد دعا دی جنہوں نے بغیر علم کے مسئلہ بتایا اور اہل علم کی طرف رجوع نہیں کیا۔

آج فرقہ اہل حدیث میں شامل نام نہاد شیوخ نے ائمہ اربعہ کی اتباع و تقلید کو شرک وجہالت کہہ کر عوام الناس کو دین آزاد کر دیا ہے، اور ہر جاہل مجہول کو شیخ کا لقب دے دیا گیا جو کہ (ضلوا فاضلوا) کی کامل تصویر بنے ہوئے ہیں، اس کے باوجود نام اہل حدیث اور سلفی رکھا ہوا ہے، جب کہ سلف کی سیرت پڑھو اور ان نام نہاد اہل حدیث اور سلفیوں کے کرتوت دیکھو تو واضح ہو جاتا ہے سلف کے سب بڑے دشمن یہی لوگ ہیں۔

ترک تقلید کا فتنہ لادینیت پر جاکر دم توڑتا ھے

گذشتہ سطور میں میں نے عرض کیا کہ فرقہ نام نہاد اہل حدیث نے عوام الناس کو دین میں آزاد بنانے کے لیئے " تقلید سلف " کے خلاف بہت سارے وساوس پھیلائے ہوئے ہیں، اور میرے اس موضوع کا مقصد بھی ان کے مشہور وساوس کی نشاندہی اور اس کا رد کرنا ہے، کیونکہ ایک ناواقف آدمی لاعلمی کی بنا پر ان کے وساوس کو قبول کرلیتا ہے، اور اکثر لوگ جو بے راہ ہوئے ہیں اسی طرح کے مختلف وساوس وکذبات سن کر یا دیکھ کر راہ حق دور ہٹے ہیں، خوب یاد رکھیں لامذہبیت اور غیر مقلدیت کی اس تحریک کی پیٹ سے بے شمار فتنوں نے جنم لیا، اور ہند و پاک کے تمام گمراہ لوگ اور جماعتیں ترک تقلید اور غیر مقلدیت کے چور دروازے سے نکلے ہیں۔

تقلید واجتهاد کی حقیقت

دین میں کچھ باتیں تو بہت آسان ہوتی ہیں جن کے جاننے میں سب خاص وعام برابر ہیں، جیسے وہ تمام چیزیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے یا مثلا وہ احکام جن کی فرضیت کو سب جانتے ہیں، چنانچہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوہ، ارکان اسلام میں داخل ہیں، لیکن بہت سارے مسائل ایسے ہیں جن کو اہل علم قرآن وحدیث میں خوب غور وخوض کے بعد سمجھتے ہیں، اور پھر ان علماء کے لیئے بھی یہ مسائل سمجھنے کے لیئے شرعی طور پر ایک خاص علمی استعداد کی ضرورت ہے، جس کا بیان اصول فقہ کی کتابوں میں بالتفصیل مذکور ہے، بغیر اس خاص علمی استعداد کے کسی عالم کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ کسی مشکل آیت کی تفسیر کرے، یا کوئی مسئلہ قرآن وحدیث سے نکالے، اور جس عالم میں یہ استعداد ہوتی ہے اس کو اصطلاح شرع میں

" مجتہد " کہا جاتا ہے، اور اجتہاد کے لیئے بہت سارے سخت ترین شرائط ہیں، ایسا نہیں ہے جیسا کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث نے ہر کس و نا کس کو اجتہاد کا تاج پہنایا ہوا ہے۔ لہٰذا عامی شخص کو یہ حکم ہے کہ وہ مجتہد کی طرف رجوع کرے، اور مجتہد کا فرض ہے کہ وہ جو مسئلہ بھی بیان کرے کتاب و سنت میں خوب غور و خوض اور کامل سعی و تلاش کرکے اولا اس مسئلہ کو سمجھے پھر دلیل کے ساتھ اس پر فتوی دے۔

اجتہاد و فتوی کا یہ سلسلہ عہد نبوی سے شروع ہوا، بہت سے صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے فتوی دیا کرتے اور سب لوگ ان کے فتوی کے مطابق عمل کرتے، صحابہ و تابعین کے دور میں یہ سلسلہ قائم رہا، ہر شہر کا مجتہد و مفتی مسائل بیان کرتے اور اس شہر کے لوگ انہی کے فتوی کے مطابق دین پر عمل کرتے، پھر تبع تابعین کے دور میں ائمہ مجتہدین نے کتاب و سنت اور صحابہ و تابعین کے فتاوی کو سامنے رکھ کر زندگی کے ہر شعبہ میں تفصیلی احکام و مسائل مرتب و مدون کیئے، ان ائمہ میں اولیت کا شرف امام اعظم ابو حنیفہ کو حاصل ہے اور ان کے بعد دیگر ائمہ ہیں۔

چونکہ ائمہ اربعہ نے زندگی میں پیش آنے والے اکثر و بیشتر مسائل کو جمع کردیا، اور ساتھ ہی وہ اصول و قواعد بھی بیان کردیئے جن کی روشنی میں یہ احکام مرتب کیئے گئے ہیں، اسی لیئے پورے عالم اسلام میں تمام قاضی و مفتیان انہی مسائل کے مطابق فتوی و فیصلہ کرتے رہے اور یہ سلسلہ دوسری صدی سے لے کر آج تک قائم و دائم ہے۔

انکار تقلید کی ابتداء اورانجام

ہندوستان میں جب انگریزی عمل داری شروع ہوئی تو اس زمانہ میں کچھ لوگوں کو کھڑا کیا گیا، ان لوگوں نے یہ نعرہ لگانا شروع کیا کہ اگلوں کے فتاوی پر چلنے کی کوئی ضرورت نہیں، ان کی تقلید تو شرک ہے ہمیں تو خود ہی قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے ہیں، ان کو لوگوں نے اپنا نام " **اہل حدیث یا غیر مقلد** " رکھا، اگرچہ بعد میں مختلف اوقات و ادوار میں یہ لوگ اپنا نام بدلتے رہے، لیکن " **اہل حدیث یا غیر مقلد** " کے نام سے یہ لوگ زیادہ مشہور ہوئے، اگرچہ حقیقت میں یہ لوگ بھی مقلد ہی ہیں۔ لہٰذا اس ترک تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں دین کے اندر فتنوں کے دروازے کھل گئے، ہر شخص مجتہد بن بیٹھا، سب سے پہلے سر سید احمد خان نے اس راہ میں قدم رکھا تقلید سے منہ موڑنے کے بعد " **غیر مقلد** " بنا پھر ترقی کرکے " **نیچریت** " پر معاملہ جا پہنچا، ظاہر ہے کہ جب فقہاء کرام کی تقلید و اتباع حرام ٹھری تو پھر دین پر عمل کس کی تشریح و تعلیم کے مطابق ہوگا؟؟ ظاہر ہے اس کے بعد تو نفس و شیطان ہی باقی رہ جاتا ہے، یہی حال مرزا غلام قادیانی کذاب و دجال کا ہوا تقلید سے منہ موڑنے کے بعد " **غیر مقلد** " بنا پھر " **غیر مقلدیت** " میں ترقی کرکے کہاں سے کہاں پہنچا، اسی طرح " **انکار تقلید** " نے ہی انکار حدیث کا دروازہ بھی کھولا چنانچہ اسلم جیراج پوری کے والد مولوی سلامت اللہ غیر مقلد تھے، اسلم جیراج پوری پہلے " **غیر مقلد** " بنا پھر اپنے باپ سے بھی ایک قدم بڑھایا اور

انکار حدیث کا سب سے بڑا داعی بن گیا، اسی طرح خاکسار تحریک کا بانی عبداللہ چکڑالوی پہلے " غیر مقلد " بنا پھر انکار حدیث کا داعی بنا، اس کے بعد مرزا قادیانی کا ہم نام غلام احمد پرویز پہلے " غیر مقلد " بنا پھر اسی چور دروازے سے ترقی کرتے کرتے گذشتہ تمام گمراہ لوگوں کو مات دے گیا، اور انکار حدیث کا جھنڈا اٹھایا اور ساری عمر حدیث وسنت کے خلاف اپنے زبان و قلم سے مذاق اڑاتا رہا، اور انکار حدیث کی تحریک کو گمراہی کے انتہائی حدوں تک پہنچادیا، اسی طرح ابوالاعلی مودودی بھی اسی چور دروازے سے پہلے نکلا پھر اپنے قلم سے جو کچھ گمراہیاں پھیلاتا رہا وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں، اسی طرح آج کل "الہدی انٹر نیشنل " کے نام سے ایک فتنہ بڑھتا چلا جارہا ہے، جس نے عورتوں کو گمراہ کرنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے، یہ فتنہ بھی " ترک تقلید " کی پیداوار ہے،

اسی طرح کے اور جتنے بھی فتنے ہیں سب " انکار تقلید " کے شاخسانے ہیں، پہلے آدمی تقلید ائمہ سے منکر ہوتا ہے پھر غیر مقلد بنتا ہے پھر بدزبانی بدگمانی اور خودرائی اور دین میں آزادی اس کو گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیتی ہے، تاریخ شاہد ہے کہ جب سے مذاہب اربعہ کا جمع وتدوین ہوا تمام عوام وخواص نے ائمہ اربعہ کی راہنمائی میں دین پر عمل کرتے رہے، اور نئے نئے فرقے پیدا ہو نا بند ہو گئے ، اور جب سے تقلید واتباع سلف کا بند ٹوٹا ہے لامذہبی اور دینی آزادی کا دور دورہ ہوگیا، ہر طرف سے نئے نئے فتنے سر اٹھانے لگے اور آج ان فتنوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ شمار کرنا مشکل ہے، اور یہ سب فتنے " غیر مقلدیت " کی پیٹ سے ہی نکلے ہیں اور نکلتے چلے جارہے ہیں، اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے فتنوں کے اس دروازے کو بند کردے۔

وسوسه = تقلید الأئمة اس وجه سے بهی ناجائز هے که ان ائمه نے خود اپنی تقلید سے منع کیا هے اورخاص کران أئمة الأربعة میں سے هرایک نے ارشاد فرمایا هے که ((إذا صح الحديث فهو مذهبي))

جواب = یہ دعوی ووسوسہ بھی بالکل باطل ہے کہ اِئمہ مجتہدین نے مُطلقاً اپنی تقلید سے منع کیا ہے، ان اِئمہ مجتہدین میں سے کسی ایک سے بھی یہ بات منقول نہیں ہے، اور اگر بالفرض ان سے نہی عن التقلید ثابت بھی ہو تو یہ نہی وممانعت مُجتہد کے لیئے ہے نہ کہ غیر مُجتہد کے لیئے، یہ سینکڑوں ہزاروں کتابیں ائمہ اربعہ اوران کے اصحاب کیوں لکھی ہیں ؟؟

تمام اجتہادی وفروعی مسائل کی جمع وتدوین کیوں کی ہے ؟؟

یہ سارا اہتمام اسی لیئے توکیا گیا تاکہ بعد میں آنے والے لوگ بآسانی دین پر اورکتاب وسنت پر عمل کرسکیں، الإمام النووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (المجموع) کے مُقدمہ میں اس کا جواب دیا ہے (وهذا الذي قاله الشافعي ليس معناه أن كل واحد رأى حديثًا صحيحًا قال: هذا مذهب الشافعي، وعمل بظاهره وإنما هذا فيمن له رتبة الاجتهاد في المذهب الخ)

یعنی یہ جو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ (إذا صح الحديث فهو مذهبي) اس کا یہ معنی ومطلب نہیں ہے کہ ہر ایک آدمی جب صحیح حدیث دیکھے تو یہ کہے کہ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور پھر ظاہر حدیث پر عمل کرے بلکہ یہ حکم اس شخص کے لیئے ہے جو مذہب میں اجتہاد کا درجہ رکھتا ہو۔

یہی بات حافظ ابن الصلاح امام شامی وغیرہما ائمہ نے بھی کی ہے کہ امام شافعی وغیرہ ائمہ کا یہ قول عامۃالناس کے لیئے نہیں ہے بلکہ اپنے مذہب کے اصحاب وتلامذہ کے لیئے ہے جو مجتہد فی المذہب کا درجہ رکھتے ہوں ۔

مذاهب أربعه کی تقلید کی اهمیت وضرورت

اس دورپر فتن میں جہاں اور فتنوں کی کثرت ہے انہیں فتنوں میں سے ایک خطرناک ترین فتنہ یہ بھی ہے کہ اہل اسلام کو، عوام الناس کو کسی نہ کسی طرح مختلف حیلوں بہانوں سے مختلف وساوس استعمال کرکے مذہبی چھٹی دے دی جائے اور دین میں ان کو کھلی آزادی مل جائے ، جس کے بعد یہ لوگ جیسے چاہیں دانستہ یا نادانستہ اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزاریں، اور آج کچھ لوگ اسی طرز وروِش پر عمل پیرا ہیں ، جاہل عوام کے دل ودماغ میں مختلف وساوس ڈال کران کو اپنی خیالات وخواہشات کی اتباع پر مجبور کرتے ہیں ، دین میں آزادی کی اس تحریک کی کامیابی کے لیئے مختلف وساوس کو استعمال کرتے ہیں، تاکہ عوام الناس بوجہ اپنی جہالت کے بآسانی اس کو قبول کرلیں ، اور عوام کو باور کرایا جاتا ہے کہ تم دین پر عمل کرنے میں آزاد ہو ، کسی امام مجتہد وماہر دین کی اتباع کے محتاج نہیں ہو بلکہ سلف صالحین کی تقلید واتباع کو ایک گناہ ومعصیت کی رنگ میں عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔جس کا مشاہدہ آج ہم کررہے ہیں کہ ہر جاہل مجہول بلاخوف وخطر ائمہ اسلام وسلف صالحین پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور اسلاف وائمہ کی بیان کردہ قرآن وحدیث کی تشریحات ومطالب کوردی کی ٹوکری میں پھینکنے کا قابل سمجھتا ہے، اور آج چودہویں صدی کے خانہ ساز نام نہاد شیخ ومجتہد قرآن وحدیث کی جو تشریح کرے اس کو سرآنکھوں پر قبول کرتا ہے، اور اسی کو صراط مستقیم سمجھتا ہے، حالانکہ آج کل کے ان نام نہاد شیوخ کو قرآن وحدیث کی ہوا بھی نہیں لگی۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا شمار فرقہ جدید اہل حدیث کے بانی مبانی حضرات میں ہوتا ہے، لہٰذا اس فرقہ جدید کے بارے اپنی طویل تجربہ کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

"پچیس برس (25) کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مُجتہد مطلق اور مُطلق تقلید کے تارک (چھوڑنے والے) بن جاتے ہیں وہ آخرکار اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔کفر وارتداد وفسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دیندار کے بے دین ہوجانے کے لیئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے وہ اہل حدیث جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مُدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں، اس گروہ کے عوام آزاد وخود مختار ہوتے جارہے ہیں۔

(رسالہ اشاعت السنہ نمبر 2 جلد 12 طبع 1888ء)

بٹالوی صاحب کی اس شہادت اور مبنی بر حقیقت بیان میں کوئی شک نہیں ہے، اور ساتھ ہی ان کا یہ تبصرہ پچیس برس (25) کے تجربے کا نچوڑ ہے، اور ایک جاہل آدمی کا ائمہ کی تقلید ترک کردینا بٹالوی صاحب کے نزدیک کفر وارتداد وفسق کا سب سے بڑا سبب ہے

۔بٹالوی صاحب 1888ء میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اس گروہ کے عوام آزاد وخود مختار ہوتے جارہے ہیں، اور آج کے دور میں اس فرقہ کے ابناء کی دین میں آزادی وخود مختاری کس درجہ تک پہنچ چکی ہے وہ بالکل ظاہر ہے، یقیناً ایک عقل منداور اپنی آخرت کا فکر رکھنے والے آدمی کے لیئے بٹالوی صاحب کے اس بیان میں بہت بڑی عبرت ونصیحت ہے، باقی ایک جاہل معاند ومتعصب کے لیئے بڑے بڑے دفتر بھی بے کار ہیں۔

ترک تقلید ائمه کے مفاسد ونقصانات

ائمہ اسلام وسلف صالحین کی تقلید کو خیر باد کہنے کے چند مفاسد و نقصانات کی ایک جھلک بٹالوی صاحب کے مذکورہ بالا بیان میں آپ نے ملاحظہ کرلی، درحقیقت تقلید ائمہ واتباع سلف کو چھوڑنے سے دین میں جو خلل واقع ہوتا ہے، وہ تجربہ ومشاہدہ سے بالکل واضح وثابت ہے، تمام فرق باطلہ کی تاریخ شاہد ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے دین میں تقلید سلف کو خیر باد کہا، اور اسی ترک تقلید کے بعد کسی نے خدائی کا دعوی کیا، کسی نے نبوت کا کسی نے مَہدَویت کا، کسی انکار حدیث کا، کسی نے مُجددیت کے روپ میں اسلام کے بنیادوں کو کمزور نے کوشش کی، اور بالخصوص آج کے اس پرفتن دور میں آزاد خیالی اور نفس پرستی وجہالت کا غلبہ بالکل ظاہر ہے، لہٰذا اس دور میں ہر کس وناکس کو اجتہاد کی دعوت دینا اور یہ کہنا کہ ہر شخص بجائے تقلید ائمہ واتباع سلف کے از خود مختلف کتابوں کے ترجمے پڑھ کر دین پر عمل کرے، یقیناً جب اجتہاد اتنا عام اور سستا ہوگا تو اس کا جو نتیجہ ظاہر ہوگا اس کا مشاہدہ آج ہم کر رہے ہیں، اسی ترک تقلید ائمہ کا نتیجہ آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہوائے نفسانی کے غلبہ کی بناپر جو مسئلہ نفسانی خواہش کے مطابق وموافق نظر آتا ہے اس کو لے لیتے ہیں اور باقی مسائل کو ضعیف یا بدعت وغیرہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں، اور ساتھ ہی ایسے لوگوں کی حالت وسمجھ بھی بڑی عجیب ہے، ائمہ اسلام کی تقلید کو تو شرک وبدعت کہہ کر چھوڑ دیا اور آج کل کے نام نہاد جاہل بلکہ اجہل شیوخ کی تقلید کو اپنے گلے لگالیا، **فواعجباه**۔

تقليد المذاهب الأربعة

اللہ تعالی کی حکمت کا تقاضہ یہ ہوا کہ احکام فقہیہ کی حفاظت کا اہتمام مذاہب اربعہ کے ذریعہ کیا جائے، اسی حکمت الٰہیہ کا تذکرہ علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (الرد على من اتبع غير المذاهب الأربعة)

(یعنی مذاہب اربعہ کے علاوہ فروعی مسائل میں کسی اور کی اتباع کرنے والوں پر رد) میں کچھ اس طرح کیا ہے،

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی احمق بے وقوف یہ کہے کہ لوگوں کو چند متعین علماء کے اقوال میں کیسے جمع کیا جائے اور ان کو اجتہاد سے یا ان متعین ائمہ دین کی تقلید کے علاوہ کسی اور کی تقلید سے کیونکر منع کیا جائے ؟؟

تو اس بے وقوف کو یہ جواب دیا جائے گا کہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے لوگوں کو حروف القرآن میں سے ایک حرف (قرِاءۃ) پر جمع کیا اور لوگوں کو تمام شہروں میں اس کے علاوہ کسی اور قراءۃ میں پڑھنے سے منع کیا، کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ مصلحت اس کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی اور لوگ اگر مختلف حروف میں پڑھیں گے تو بہت بڑے خطرات میں پڑنے کا اندیشہ ہے، اسی طرح مسائل احکام اور حلال وحرام (جائز و ناجائز) کے فتاوی میں لوگوں کو اگر چند معدود ائمہ کے اقوال میں جمع نہ کیا جائے بلکہ ان کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو اس طرح دین میں فساد کا دروازہ کھلے گا الخ۔

اسی طرح الإمام السیوطی رحمہ اللہ نے اتنی بہترین بات بیان کی ہے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے،

وقال الإمام السيوطي رضي الله عنه : ((اعلم أن اختلاف المذاهب في هذه الملّة نعمة كبيرة وفضيلة عظيمة، وله سرٌّ لطيف أدركه العالِمون، وعَمِي عنه الجاهلون، حتى سمعت بعض الجهال يقول: النبي صلى الله عليه وسلم جاء بشرع واحد، فمن أين مذاهب أربعة))كما في ((أدب الاختلاف، ص25))

خوب جان لو کہ اختلاف المذاہب مِلتِ اسلام میں بہت بڑی نعمت اور عظیم فضیلت ہے، اور اس میں ایک لطیف راز ہے جس کو علماء ہی جانتے ہیں، اور جاہل لوگ اس راز سے غافل وبے خبر ہیں، حتی کہ میں نے بعض جاہل لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک شریعت لے کر آئے یہ مذاہب اربعہ کہاں سے آگئیں ؟؟

دیگر تمام ائمہ اسلام نے بھی مذاہب اربعہ کی اہمیت کو تقریبا اسی طرح ذکر کیا ہے اور ان کے وجود کو اہل اسلام کے لیئے ایک عظیم نعمت ورحمت قرار دیا۔

مذاهب الأربعة کی تقلید کے لازم و واجب ہونے کے چند اسباب

1. ائمہ اربعہ کے اصول و قواعد بنسبت دیگر ائمہ کے انتہائی قوی اور مضبوط ہیں، اور انہیں اصول کی روشنی میں ان کے تمام اجتہادات بھی مُدون و محفوظ ہیں، جب کہ دیگر ائمہ مجتہدین کے اجتہادات کا یہ حال نہیں ہے۔

2. ائمہ اربعہ کے تمام فُروعی مسائل جمع و محفوظ ہیں، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسائل کو ان کے شاگرد امام محمّد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ وغیرہ نے جمع کیا، فقہ الحنفی میں امام محمّد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ کی تالیف کردہ چھ کتابوں کو ظاہرُ الروایۃ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱ =المبسوط أو الأصل ، ۲=الجامع الصغیر، ۳= والجامع الكبیر، ۴= والسیر الصغیر ، ۵= والسیر الكبیر، ۶= والزیادات

اوران کے امام محمّد اور دیگر ائمہ احناف کی اور بہت سی کتب ہیں۔

اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ کے مسائل کو ان کے تلامذہ نے مذہب مالکی کی مشہور واہم کتاب (المُدَوَّنة) میں جمع کیا، اسی طرح کتاب (النوادر والزیادات علی المدونة) اسی طرح کتاب (الاستیعاب لأقوال مالك) اسی طرح کتاب (الموازیة) اورکتاب (الواضحة) وغیرہ فقہ المالکی کے فروعی مسائل سے بھرپور ہیں۔

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (الأم) کو اپنے تلامذہ کو املاء کیا، اسی طرح کتاب (المحر ر) اورکتاب (الشرح الكبیر والشرح الصغیر)اورکتاب (منهاج الطالبین) اورکتاب (المجموع) وغیرہ فقہُ الشافعی کی مشہور کتب ہیں اور فروعی مسائل سے بھرپور ہیں۔

اسی طرح امام اِحمَدُ بن حنبل رحمہ اللہ کے مسائل واجتہادات ان کی اپنی تصانیف اور ان کے تلامذہ کی کتب میں جمع ہیں، امام احمد رحمہ اللہ کی اجتہادات و فتاوی پر بہت سی کتب موجود ہیں، ان میں سب سے اہم کتاب (الجَامِع) ہے جس میں اکثر مسائل امام احمد رحمہ اللہ کو جمع کیا گیا، اور اسی طرح (مُختصرُ الخِرَقي)۔ اور اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ کی مسائل فقهیّة کی اور مذہب حنبلی کی مَشْهُور و معروف کتاب (الجامعُ الكبیْر) بھی ہے جو بیس جلدوں میں ہے، اور اسی طرح کتاب (المُغني) اور کتاب (الكافي) اور اسی طرح کتاب (المقنع) وغیرہ مذہب حنبلی کی مشہور کتب ہیں۔

مذاہب اربعہ کی چند مُستند کتب کا میں نے تذکرہ کیا جن میں ان ائمہ کے تمام اجتہادات وفُروعات واقوال وفتاوی کو دلائل وبراہین کے ساتھ جمع کیا گیا ہے، یہاں سے فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل بعض جُہلاء کا یہ وسوسہ بھی کافور ہوگیا کہ ائمہ اربعہ نے اپنی تقلید سے لوگوں کو منع کیا ہے، اگر یہ بات ہوتی تو ان ائمہ نے اور ان کے اصحاب نے اپنی اجتہادات وفتاوی کو نہایت اہتمام کے ساتھ کیوں کتابی صورت میں جمع و محفوظ کیا؟؟ یہ اسی لیئے تو اتنا اہتمام کیا کہ تمام اہل اسلام ان اجتہادات کی روشنی میں بآسانی دین پر عمل کرسکیں۔

لہٰذا جو کام ہم نے خود کرنا تھا اور ہم اس کے اہل و قابل نہ تھے، ان ائمہ اسلام نے ہماری طرف سے اس کو پورا کر دیا، اللہ کی قسم یہ ائمہ اسلام ہمارے بہت بڑے مُحسن ہیں اور ان کے احسانات عظیمہ کا بدلہ ہم کبھی نہیں چکا سکتے، دین کے ایک ایک مسئلہ کو ہمارے لیئے انتہائی واضح و روشن کرکے چلے گئے،

فجزاهم الله عنا وعن المسلمين أحسن الجزاء وأكمل الجزاء في الأولى والآخرة ۰

3. ائمہ اربعہ کے اصحاب وتلامیذ بکثرت ہیں جنھوں نے ان کے اجتہادات واقوال وفتاوی کو کمال احتیاط واہتمام کے ساتھ جمع و تحریر کیا، امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ

(الليث أفقه من مالك إلا أن أصحابه لم يقوموا به) یعنی امام لیث امام مالک سے بڑا فقیہ ہے لیکن امام لیث کے اصحاب نے ان کے مسائل واجتہادات کو جمع نہیں کیا۔ کیونکہ کسی بھی امام کا مذہب اس کے شاگردوں کے نقل وجمع و تحریر کے ذریعے محفوظ رہتا ہے اور لوگوں میں پھیلتا ہے۔

4. ائمہ اربعہ کے مذاہب کو ان کے خاص اصحاب کے علاوہ بڑے بڑے حُفاظ اور ائمہ اعلام نے انتہائی محنت شاقہ کے ساتھ جمع کیا اور ان کی نشر واشاعت کی، اور دلائل کے ساتھ اپنے اپنے مذاہب کی دفاع ونصرت کی، مثلاً امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دفاع میں امام الأوزاعی رحمہ اللہ پر اور امام ابن إبی لیلیٰ رحمہ اللہ پر علمی رد کیا، اور امام محمد بن الحسن نے کتاب (الحُجة على أهل المدينة) میں امام مالک رحمہ اللہ کے ان مسائل پر علمی و تحقیقی رد کیا جن میں انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کی، اور امام عیسی بن إبان رحمہ اللہ نے امام اعظم کی تائید میں کتاب (الحجج الصغير) لکھی، اور اسی طرح کتاب (الحجج الكبير) بھی لکھی، اور اسی طرح امام الحافظ الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ مذہب حنفی کی تائید ونصرت میں کئی علمی و تحقیقی کتب لکھیں اور دلائل وبراہین کے انبار لگا دیے، ان میں مشہور کتب ((معاني الآثار))، و((مشكل الحديث))، و((اختلاف العلماء))، و((أحكام القرآن))، وغیرہ ہیں۔

یہ صرف چند ائمہ احناف کے چند کتب کا سرسری تذکرہ ہے، ان کے علاوہ دیگر ائمہ وحُفاظ کے علمی و تحقیقی کارناموں کے تذکرہ کا یہ مقام نہیں ہے، غرض یہ کہ مذاہب اربعہ میں اللہ تعالی نے ایک سے بڑھ کر ایک ائمہ وعلماء کو پیدا کیا جنھوں نے ان مذاہب حقہ کی ہر اعتبار سے حفاظت وصیانت وحمایت کا کام اعلی پیمانے پر انجام دیا، اور یہ شرف ومرتبہ ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر مُجتہدین کو حاصل نہیں ہوا۔

5. مذاہب اربعہ کے تمام اصول وفروع کی تحفظ وخدمت واشاعت کے لیئے اللہ تعالی نے کبار علماء کو پیدا کیا، مثلا اصول میں مذہب الحنفیۃ میں امام ابو بکر الرازی نے کتاب ((الفصول)) لکھی، اسی امام البزدوی امام السرخسی، امام ابن الساعاتی، امام صدرُ الشریعۃ، امام ابن الھمام، امام ابن کمال، امام النسفی، وغیرہم رحمھم اللہ نے مستقل وطویل تصنیفات وتالیفات کی صورت میں اصول مذہب کو بالتفصیل بیان وتحریر کیا، اور پھر ان کی کتب پر بے شمار شروحات وحواشی تحریر کیئے گئے جو احاطہ تحریر سے خارج ہیں، اور یہی حال دیگر مذاہب متبوُعہ کا بھی ہے۔

6. ائمہ اربعہ کے مذاہب طرُق مُتواترۃ کے ساتھ منقول ومحفوظ ہیں، مثلا امام اعظم رحمہ اللہ کے اقوال (کتب ظاہر الروایۃ) میں موجود ہیں جن کو امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمّد بن الحسن نے جمع وتالیف کیا، اور یہ مسائل امام اعظم رحمہ اللہ سے طرُق مَشھورۃ یا مُتوُاترۃ کے ساتھ مروی ومنقول ہیں، فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جُھلاء عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لیئے یہ وسوسہ بھی استعمال کرتے ہیں، کہ فقہ حنفی کے مسائل امام اعظم کی طرف غلط منسوب کیئے گئے ہیں، لہٰذا اس وسوسہ کے باطل ہونے کے لیئے امام محمّد بن الحسن رحمہ اللہ کی (کتب ظاہر الروایۃ) کافی ہیں، جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا، لیکن عوام بوجہ اپنی جہالت کے یہ وسوسہ قبول کرلیتے ہیں، اللہ تعالی صحیح سمجھ دے۔

7. مذاہب الأربعۃ کے تمام مسائل مُدوّن ومحفوظ ہیں، جو ائمہ اربعہ کے اصحاب وتلامذہ نے جمع وتحریر کیئے اور آج تک ان کی تحریر وتحفیظ کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے، لہٰذا ان مذاہب اربعہ کے مسائل میں تحریف وتبدیل وضیاع کا ادنی خطرہ بھی نہیں ہے، بخلاف مذاہب اربعہ کے علاوہ دیگر مذاہب کے تو ان کا یہ حال نہیں ہے۔

8. علم وفضل میں کمال وتبحر کے اصحاب مذاہب اربعہ کو اللہ تعالی نے کثرۃ ورع وتقوی وعبادۃ وزہد وتعلق مع اللہ وکمال امانت ودیانت وصداقت وعدالت کی دولت سے بھی مالا مال کیا۔

9. تمام اہل اسلام نے بالاجماع قضاء وافتاء میں مذاہب اربعہ کے اصول وفروع کو نافذ کیا، اور تمام ممالک اسلامیہ میں ہر دور میں قُضاۃ وحُکام مذاہب اربعہ کے اصول کے مطابق ہی فیصلے کرتے رہے، مثلا امام اِبو یوسف تلمیذ امام اِبی حنیفۃ کا شمار اسلام کے اولین قُضاۃ میں ہوتا ہے، دولۃ العباسیہ میں آپ کے قاضی تھے، اور اسی طرح دولۃ العثمانیۃ جس نے تقریبا سات قرون تک حکومت کی، اور زمین میں سب سے بڑی اسلامی حکومت ودولت تھی اس کا اور اسی طرح ہندوستان کے تمام اسلامی حکومتوں کا رسمی وقومی مذہب مذہب الحنفی تھا، اسی طرح مذہب المالکی مغربی ممالک میں اور مذہب شافعی وحنبلی بھی ممالک عربیہ وغیرہ میں جاری ونافذ رہیں۔

10. تمام ائمہ اسلام و علماء اعلام و جمیع امت نے بالاجماع مذاہب اربعہ کو قبول کیا، اور حکیم الہند حضرت الشیخ الشاہ ولی اللہ الدِّہلوی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب (الإنصاف ، ص 97) یہی فرمایا کہ

((إن هذه المذاهب الأربعة المدونة قد اجتمعت الأمة أو من يُعتدّ به منها، على جواز تقليدها، وفي ذلك من المصالح ما لا يخفى، لا سيما في هذه الأيام التي قصرت الهمم، وأشرِبَت النفوس الهوى، وأعجب كل ذي رأي برأيه))

اور ائمہ اربعہ کے بعد کوئی مجتہد ایسا نہیں ہوا جس کے اجتہادات پر عمل کرنے پر جمہور نے اتفاق کیا ہو۔ بحر العلوم علامہ لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی یہی بات لکھی ہے۔

قال بحر العلوم العلامة اللكنوي : ((لم يوجد بعد الأربعة مجتهد اتفق الجمهور على اجتهاده وسلَّموا استقلاله كاتفاقهم على اجتهادهم، فهو مسلم، وإلا فقد وجد بعدهم أيضاً أرباب الاجتهاد المستقل: كأبي ثور البغدادي، وداود الظاهري، ومحمد بن إسماعيل البخاري، وغيرهم على ما لا يخفى على من طالع كتب الطبقات)) كما في(النافع الكبير، ص16)

وسوسہ9 = ائمہ اربعہ کے درمیان مسائل میں اختلاف ہے اورقرآن وسنت میں کوئی اختلاف نہیں ہے لہذا اختلاف وشک سے بچنے کے لیئے ان ائمہ کوچھوڑنا ضروری ہے ،

یہ وسوسہ اس طرح بھی پیش کیا جاتا ہے کہ

ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ سے اختلافات پیدا ہوئے لھذا ان اختلافات سے تنگ آکرھم نے ان کی تقلید چھوڑدی.

جواب = یہ وسوسہ بھی ایک عام ان پڑھ آدمی کو بہت جلد متاثر کرلیتا ہے، لیکن در حقیقت یہ وسوسہ بھی بالکل باطل ہے، اس لیئے کہ فروعی مسائل میں اختلاف صرف ائمہ اربعہ کے مابین ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام کے مابین بھی تھا جیساکہ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ (ترمذی، ابوداود، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، وغیرہ) کتب احادیث میں سینکڑوں نہیں ہزاروں مسائل مختلف فیہ مسائل موجود ہیں، اب اس اصول کی بناپر صحابہ کو بھی چھوڑ ناپڑے گا، لیکن ان شاء اللہ اہل سنت والجماعت ان وساوس باطلہ کی بناپر نہ توصحابہ کرام کی اتباع کو چھوڑیں گے اور نہ ائمہ اربعہ کی اتباع کو۔ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جاہل شیوخ نے

عوام الناس کو نہ صرف یہ کہ ائمہ اربعہ کی اتباع سے دور کیا بلکہ صحابہ کرام کی اتباع سے بھی دور کیا اور مختلف وساوس پیدا کر کے عوام الناس کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جاہل شیوخ نے اپنی اتباع اور تقلید پر مجبور کر دیا۔

1. اگر صرف اختلاف کی وجہ سے ائمہ اربعہ اور فقہ کو چھوڑنا ضروری ہے، تو پھر قرآن مجید کے قرآءت میں بھی اختلاف ہے۔ سات مختلف قرآئتیں ہیں، اسی طرح احادیث کے بارے میں بھی محدثین کے مابین اختلاف ہے، ایک محدث ایک حدیث کو صحیح اور دوسرا ضعیف کہتا ہے جیسا کہ اہل علم خوب جانتے ہیں، اسی طرح حدیث کے راویوں کو بھی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ رُواۃ کے بارے میں بھی محدثین کے مابین اختلاف ہے، ایک محدث ایک راوی کو صادق و مصدوق عادل و ثقہ کہتا ہے تو دوسرا اس کو کاذب و کذاب غیر عادل غیر ثقہ کہتا ہے، اسی طرح محدثین کے مابین الفاظ حدیث میں اختلاف واقع ہوا ہے ایک سند میں ایک طرح کے الفاظ دوسری سند میں مختلف الفاظ ہوتے ہیں، حاصل یہ کہ محدثین کرام کے مابین الفاظ حدیث، سند و متن حدیث، رُواۃ حدیث، درجات حدیث، وغیرہ میں اختلاف واقع ہوا ہے، لہٰذا اگر صرف فروعی اختلاف کی وجہ ائمہ اربعہ اور فقہ کو چھوڑنا ضروری ہے تو پھر سب کچھ چھوٹ جائے گا، تو پھر حدیث بھی گئی اور قرآن بھی اور صحابہ کرام کو بھی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ ان کے مابین بھی فروعی مسائل اختلاف موجود ہے، اب فقہ بھی گئی قرآن و حدیث بھی اور صحابہ بھی تو باقی کیا بچا؟؟

تو باقی بچ گیا نفس امارہ اور ابلیس اور اس کی ذریت۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث انہی وساوس کے ذریعہ عوام الناس کو قرآن و حدیث، صحابہ کرام، ائمہ اربعہ کی راہنمائی سے نکال کر نفس و شیطان کی اتباع میں لگا دیتے ہیں۔

2. یہ وسوسہ اس طرح بھی ہم باطل کرتے ہیں، کہ چودہ سو سال میں امت مسلمہ میں کتنے بڑے بڑے ائمہ، محدثین، مفسرین، فقہاء، علماء گذرے ہیں، ان علماء امت نے اپنے قول و فعل زبان و قلم سے دین اسلام کی اور علوم دینیہ کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی حتی کہ دین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو سلف صالحین کی خدمات جلیلہ سے خالی ہو، لیکن ان حضرات ائمہ میں سے کسی ایک نے بھی ایک کتاب و رسالہ تو درکنار بلکہ ایک صفحہ بھی کسی کتاب میں نہیں لکھا، جس میں یہ کہا گیا ہو کہ اے لوگو دین میں ائمہ اربعہ کی تقلید و اتباع گمراہی ہے لہٰذا ان کے قریب بھی نہ جاو (معاذاللہ) حتی کہ ہندوستان میں انگریزی دور میں ایک فرقہ جدید پیدا کیا گیا، اس فرقہ نے گورنمنٹ سے اپنے لیئے (اہل حدیث) کا نام الاٹ کرایا، اور دیگر وساوس کی طرح مذکورہ وسوسہ بھی اسی فرقہ نے پھیلایا۔

3. عجیب بات یہ ہے کہ عام آدمی کو تو یہ کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ اور ان کی فقہ میں اختلاف ہے لہٰذا ان کو چھوڑ دو اور فرقہ اہل حدیث میں شامل ہو جاو، اب اس عام جاہل آدمی کو کیا پتہ کہ جس فرقہ نام نہاد اہل حدیث کے اندر میں شامل ہو رہا ہوں ان میں آپس میں مسائل و عقائد میں کتنا شدید اختلاف ہے۔

فرقہ نام نہاد اہل حدیث کی اندرونی خانہ جنگی پر اگر کوئی مطلع ہو جائے توان کی اتباع و تقلید تو کجاان کے قریب بھی نہ پھٹکے گا،
فرقہ نام نہاد اہل حدیث کے مشائخ واکابر کے آپس میں اختلاف پر مبنی مسائل و عقائد اگر میں ذکر کروں تو بات بہت طویل ہو جائے گی، اگر کوئی آدمی ان کے آپس کی خانہ جنگی اور دست و گریبانی کی ایک جھلک دیکھنا چاہے تو درج ذیل چند کتب کا مطالعہ کرلیں۔

(فتاوی ثنائیہ ، فتاوی ستاریہ ، فتاوی علماء اہل حدیث ، فتاوی نذیریہ ، عرف الجادی ، نزل الابرار ، فتاوی اہل حدیث ، لغات الحدیث ، فتاوی برکاتیہ)

وسوسه 12 = کیا قرآن وحدیث کو چار اماموں کے علاوہ کسی نے نہیں سمجھا

کیا قرآن کے مخاطب یہ چار ھی ھیں انھیں کی فہم کا اعتبارھے انھیں کا " فقه " واجب العمل کیوں ھے ؟؟ حالانکه قرآن مجید میں صاف مذکور ھے

"ولقد یَسّرنا القرآن للذکرفھل من مُدکر "

بے شک ھم نے قرآن کونصیحت حاصل کرنے کے لیئے آسان کردیا کیا ھے کوئ نصیحت حاصل کرنے والا ؟

پھر فقه اور فقھاء کی تقلید اگرشرک نہیں تواور کیا ھے ؟؟

جواب = یہ باطل وسوسہ بھی ایک جاہل آدمی بہت جلد قبول کرلیتا ہے، لیکن اس وسوسہ کے جواب میں عرض ہے کہ آیت مذکور کا اگر یہ مطلب ہے کہ قرآن سمجھنے کے لیئے کسی استاذ و معلم و مفسر کی ضرورت نہیں ہے، اور ہر بندہ خود کامل ہے تو پھر " فقہ " کے ساتھ حدیث بھی جاتی ہے، اور اگر قرآن کے ساتھ اس کے آسان ہونے کے باوجود کتب احادیث صحاح ستہ اور ان کے شروح وحواشی کی بھی ضرورت ہے، تو پھر کتب " فقہ " کا بھی دین سے خارج ہونا بڑا مشکل ہے، اگر فہم قرآن کے لیئے حدیث کی ضرورت ہے تو فہم حدیث کے لیئے "فقہ " کی ضرورت ہے، اگر قرآن سمجھنے کے لیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے، تو آپ کی حدیث سمجھنے کے لیئے آپ کے خاص شاگرد صحابہ کرام اور ان کے شاگرد تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم کی ضرورت ہے،
اگر حدیث قرآن کی تفسیر ہے تو " فقہ " حدیث کی شرح ہے، اور فقہاء کرام نے دین میں کوئی تغیر تبدل نہیں کیا بلکہ دلائل شرعیہ کی روشنی احکامات ومسائل مستنبط (نکال) کرکے ہمارے سامنے رکھ دیئے، جو کام ہمیں خود کرنا تھا اور ہم اس کے لائق و اہل نہ تھے وہ انہوں نے ہماری طرف سے ہمارے لیئے کردیا " فجزاھم الله عنا خیرالجزاء " یہ فقہاء امت توشکریہ وتعریف کے قابل ہیں نہ کہ مذمت کے۔
اور جمیع امت نے فقہاء کرام کے عظیم الشان کارناموں کی تعریف وتوصیف کی ہے اور ان کو دین شناس اور امت مسلمہ کا عظیم محسن

ومحافظ قرار دیا ہے، اور اگلے پچھلے عوام وخواص سب ان کی تعریف وعظمت میں رطب اللسان ہیں، اور منکرین حدیث اور نیچریوں اور قادیانی امت نے یہ دعوی کیا کہ فہم قرآن کے حدیث کی ضرورت نہیں ہے تو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ دین کو ایک بے معنی چیز اور کھیل تماشہ بنادیا، کیونکہ ان گمراہ لوگوں نے ہر کس وناکس کو اختیار دے دیا کہ قرآن کے جو معنی خود سمجھو بیان کرو ، اسی طرح حدیث کے ساتھ اگر " فقہ " اور اقوال فقہاء اور فہم سلف کی ضرورت نہ ہو تو پھر حدیث کا بھی وہی حال ہوگا جو منکرین حدیث ، نیچریوں ، اور قادیانیوں وغیرہ گمراہ لوگوں نے قرآن کے ساتھ کیا، جس کا جو جی چاہے گا حدیث کا معنی بیان کرے گا، اور جب حدیث کا معنی غلط ہوگا تو قرآن کا معنی کس طرح صحیح رہ سکتا ہے، نتیجہ کیا نکلے گا گمراہی اور تباہی بربادی (نعوذ باللہ)۔
بدقسمتی سے ہندوستان میں پیدا شدہ نو مولود نام نہاد فرقہ اہل حدیث نے جہاں دیگر وساوس کا سہارا لے عوام کو دین سے برگشتہ کیا وہاں یہ وسوسہ بہی بڑے زور وشور سے پھیلایا کہ " فقہ " قرآن وحدیث کے مخالف چیز کا نام ہے، اور فقہ وفقہاء کی اتباع شرک وبدعت ہے، اور آج ہم مشاہدہ کررہے ہیں کہ نام نہاد فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء جن کو جاہل عوام شیخ وامام کا درجہ دیتے ہیں، انہی وساوس کے ذریعہ سے عوام کو گمراہ کررہے ہیں اور عوام کو سلف صالحین کی اتباع سے نکال کر اپنی اتباع و تقلید میں ڈال رہے ہیں۔
فالی اللہ المشکی وھوالمُستعان ۔

وسوسہ= اصل چیز " اتباع " ھے اور " تقلید " ایک من گھڑت چیز ھے جس کا کوئ ثبوت نہیں ھے .

جواب= اس وسوسہ کو بھی مختلف انداز سے عوام الناس کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے، کبھی کہتے ہیں " تقلید " کا لفظ قرآن میں نہیں ہے اور " اتباع " کا لفظ قرآن میں ہے، کبھی کہتے ہیں اگر " تقلید " جائز ہوتا تو قرآن میں اس کا ذکر ہوتا، کبھی کہتے ہیں ہم تو قرآن وحدیث کی " اتباع " کرتے ہیں اور " اتباع " کا لفظ قرآن وحدیث میں وارد ہوا ہے اور " تقلید " کا لفظ قرآن وحدیث میں کہیں موجود نہیں ہے لہذا اس کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، غرض اس قسم کے وساوس مختلف انداز سے پیش کیئے جاتے ہیں جس کو جاہل عوام قبول کرلیتے ہیں، لہذا خوب یاد رکھیں کہ " اتباع " اور " تقلید " میں کوئ مغایرت وفرق نہیں ہے دونوں ایک ہی ہیں اور سلف صالحین سے بھی ان دونوں کے مابین کوئی معنوی فرق منقول نہیں ہے، لہذا معنی ومفہوم کے اعتبار سے دونوں مُتقارب ہیں، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ " لفظ الِاتباع " اور اس کے مشتقات نصوص شرعیہ میں استعمال ہوئے ہیں، لیکن یہ دعوی بالکل غلط ہے کہ اصل لفظ " اتباع " ہے جو کہ صرف اور صرف قرآن وحدیث اور اللہ ورسول کی پیروی کرنے کے لیئے استعمال ہوتا ہے، کیونکہ قرآن میں جہاں یہ لفظ " اتباع " اللہ ورسول کی پیروی واطاعت کے لیئے استعمال ہوا ہے ۔
بعینہٖ یہ لفظ " اتباع " نفس وشیطان کی پیروی کرنے کے لیئے بھی استعمال ہوا ہے، خواہشات کی پیروی کرنے کے لیئے بھی استعمال ہوا

، اپنے گمراہ ومشرک آباء واجداد کے طریقوں کی پیروی کرنے کے لیئے بھی استعمال ہوا، گمراہ وجاہل لوگوں کی پیروی کے لیئے بھی استعمال ہوا،

بطور مثال درج ذیل آیات کو پڑھیں پڑہیں جس میں " **لفظ الإتباع** " مذکورہ بالا معانی میں استعمال ہوا ہے،

كقوله تعالى إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ

(البقرة :166)

و قوله

(وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

(البقرة :170)

و قوله تعالى

فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

(القصص:50)

قوله تعالي

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

(العنكبوت:12)

قوله تعالي

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ

(لقمان:21)

قوله تعالي

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا (67) رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا

(الاحزاب:68)

قوله تعالي

يا أيها الذين آمنوا لا تتبعوا خطوات الشيطان ومن يتبع خطوات الشيطان فإنه يأمر بالفحشاء والمنكر ۔

(النور:21)

قوله تعالي في سورة سبأ:

"وَلَقَدْ صَدَّقَ عليهِمْ إِبْلِيس ظَنَّه فَاتَّبَعُوه إِلا فَرِيقًا مِّن الْمُؤْمِنِين

(20/34)

قوله تعالي في سورة البقرة:

"يَا أَيُّها النَّاس كُلُوا مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلالاً طَيِّبًا وَلا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّه لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِين

(سورة البقرة: /168)

"يَا أَيُّها الَّذِين آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّه لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِين

(سورة البقرة: /208 ")

اسی طرح اللہ ورسول کی اور قرآن وسنت کی اطاعت وپیروی کے بھی لفظ " اتباع " استعمال ہوا ہے،

قوله تعالى

اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِين

(الانعام:106)

و قوله تعالى

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُم مِن رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِه أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُون

(الاعراف:3)

و قوله تعالى

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيم حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِن الْمُشْرِكِين

(النحل : 123)

و قوله

يَا أَيُّها الَّذِين آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّه وَأَطِيعُوا الرَّسُول وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُم فَإِنْ تَنَازَعْتُم فِي شَيْءٍ فَرُدُّوه إِلَى اللَّه وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُم تُؤْمِنُون بِاللَّه وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِك خَيْرٌ وَأَحْسَن تَأْوِيلًا۔

(النسا:59)

و قوله تعالى

وَأَطِيعُوا اللَّه وَرَسُولَه وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَا صْبِرُوا إِنَّ اللَّه مَعَ الصَّابِرِينَ
(الانفال :46)

وغير ذالك من الآيات المباركات

خلاصہ کلام یہ کہ " لفظ اتباع " اور " لفظ تقلید " اور " لفظ اطاعت " ہم معنیٰ الفاظ ہیں ، جس کا مفہوم و معنیٰ یہ ہے کہ کسی کی پیروی کرنا کسی کے پیچھے چلنا ، کسی کے طور اطوار اعمال وافعال وسیرت کو اپنانا ، باقی اس پر اچھا یا برا ہونے کا حکم " مُقتدا " (جس کی اقتداء کی جائے) اور " مُطاع " (جس کی اطاعت کی جائے) اور " مُقلَّد " (جس کی تقلید کی جائے) کے اعتبار سے لگایا جائے گا ،

لہٰذا " لفظ تقلید واتباع " دونوں ایک ہی ہیں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے ، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ عُرف عام میں ائمہ ہدیٰ ائمہ مجتہدین سلف صالحین کی مسائل میں اتباع وپیروی کو " تقلید " کہا جاتا ہے ، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو " اتباع " کہا جاتا ہے ، لہٰذا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث اور نام نہاد غیر مقلدین کا یہ وسوسہ بھی باطل وفاسد ہے کہ لفظ اتباع اصل ہے لفظ تقلید نقل ہے ، اتباع جائز ومحمود اور تقلید ناجائز ومذموم ہے ۔

وسوسہ = لفظ تقلید قلادہ سے ہے جوصرف جانور کے گلے میں باندھا جاتا ہے ، لہذا جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں وہ بھی جانوروں کی طرح ائمہ کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال دیتے ہیں ۔

جواب = لفظ قلادہ لغت عرب کی روسے صرف جانور کے ساتھ خاص نہیں ہے ، بلکہ اگر جانور کے لیئے لفظ قلادہ استعمال ہو تو رسی اور پٹہ کے معنیٰ میں آتا ہے ، اور لفظ قلادہ جب انسان کے لیئے استعمال ہو تو اس کا معنیٰ ہار ہوتا ہے ، اور ایک عامی یا عالم اجتہاد سے عاجز شخص فروعی واجتہادی مسائل میں ایک امام مجتہد کی راہنمائی وعقیدت کا ہار پہنتا ہے تو اس کے اس عمل کو تقلید کہا جاتا ہے ، اور تقلید وقلادہ کا لفظ چونکہ صرف حیوان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ انسان کے لیئے بھی استعمال ہوتا ہے تو اس میں کوئی عیب وتوہین نہیں ہے ، حتیٰ کہ ایک مشہور صحابیہ ہیں حضرت اِمیۃ بنت قیس الغفاریۃ رضی اللہ عنہا یہ (صاحبة القلادة) کے لقب سے مشہور ہیں ، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف بیعت ان کو حاصل ہوا اور غزوہ خیبر میں دیگر صحابیات کے ساتھ شریک ہوئیں ، اسی واقعہ میں حضرت اِمیۃ بنت قیس الغفاریۃ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہار دیا تھا جو ان کے گلے میں مرتے دم تک لٹکا رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئ اور یہ وصیت کی یہ ہار ان کے ساتھ دفن کیا جائے ۔ الخ

اور اس حدیث میں ہار کے لیئے قلادہ کا لفظ استعمال ہوا ہے ، جس سے یہ معلوم ہوا کہ قلادہ کا لفظ صرف حیوان کے ساتھ خاص نہیں ہے ، جیساکہ لفظ اتباع قرآن وسنت اور اللہ ورسول کی پیروی کے ساتھ خاص نہیں ہے ، بلکہ لفظ اتباع نفس وشیطان وخواہشات وکفار وگمراہ لوگوں کی پیروی کرنے کے لیئے بھی استعمال ہوا ہے ۔

روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں جس میں قلادہ کا لفظ ہار کے معنی میں استعمال ہوا ہے،

وأخذ هذه القلادة التي ترين في عنقي فأعطانيها وعلقها بيده في عنقي فوالله لا تفارقني أبدا . قالت فكانت في عنقها حتى ماتت ثم أو صت أن تدفن معها . الخ ۰ (الروض الأنف الجزء الرابع)

اور اسی طرح کئی احادیث میں لفظ تقلید اور اس کے مشتقات انسان کے حق میں استعمال ہوئے ہیں، مثال کے طور پر بخاری شریف کی روایت میں ہے

فتلقاهم النبي صلى الله عليه و سلم على فرس لأبى طلحة عرى وهومتقلد سيفه فقال لم تراعوا لم تراعوا (ج 1 ص 427)

اسی طرح ترمذی کی ایک روایت میں ہے

وإذا بلال متقلد سيفه- الخ

اس حدیث میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیئے اور گذشتہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے، کیا کوئی ذی عقل اور ہوش منداس میں وہی معنی لے کر گستاخی کا پہلو نکال سکتا ہے۔؟؟

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ وسوسہ بالکل باطل ہے کہ تقلید اور قلادہ اور اس کے ہم مثل الفاظ جانوروں کے لیئے ہی استعمال ہوتے ہیں ، اور تمام ائمہ لغت بھی اس لفظ کو جانوروں کے ساتھ مخصوص نہیں سمجھتے ۔

تاج العروس شرح قاموس میں ہے

(وقلدتها قلادة) بالكسروقلادا بحذف الهاء (جعلتها فى عنقها) فتقلدت (ومنه) التقليد فى الدين (ج 4 ص 475)

ان شاء اللہ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ وسوسہ باطل ہوگیا کہ لفظ تقلید وقلادہ تو جانوروں کے استعمال ہوتا ہے، باقی تقلید سے متعلق دیگر تفاصیل کے لیئے اس باب میں مفصل کتب کی رجوع کریں، جن میں سب سے بہترین کتاب میری نظر میں اردو زبان میں امام اہل سنت حضرت شیخ الحدیث سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب ((الکلام المفید فی اثبات التقلید)) ہے، اور اسی طرح وکیل احناف استاذالمحدثین مناظر اہل سنت حضرت العلامہ امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی کتاب ((تحقیق مسئلہ تقلید)) اس باب میں بہت مفید ہے ۔

وسوسه = تقلید مذاهب الأربعة میں کیوں منحصر هے ؟ مجتهدین تو اور بهی بهت هیں، صرف چارائمه کی تقلید کیوں کی جاتی هے ؟

جواب= اس وسوسہ کا جواب بہت سارے ائمہ اسلام نے بالتفصیل دیا ہے، لیکن میں اس کا **جواب الإمام الحافظ العلامة ابن رجب الحنبلي رحمه الله** کی زبانی نقل کروں گا،**الإمام ابن رجب الحنبلي رحمه الله** حنبلی مذہب کے مستند ومعتمد علماء میں سے ہیں، حافظ ابن القیم حنبلی رحمہ اللہ کے خصوصی شاگرد ہیں، ساتویں صدی ہجری کے عالم ہیں، حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ((**انباء الغمر**)) میں ان کو فنون حدیث ورجال واسماء کا ماہر عالم قرار دیا۔

قال عنه ابن حجر العسقلاني في انباء الغمر: (ومهر في فنون الحديث أسماء ورجالا وعللا وطرقا، واطلاعا على معانيه)-

حافظ ابن العماد الحنبلي نے ان کے متعلق فرمایا۔

كانت مجالس تذكيره للقلوب صادعة، وللناس عامة مباركة نافعة، اجتمعت الفرق عليه، ومالت القلوب بالمحبة اليه، وله صفات مفيدة، ومؤلفات عديدة-

الإمام الحافظ العلامة ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ نے اس وسوسہ کا جواب ساتویں صدی ہجری میں دیا، اور ایک مستقل رسالہ بنام ((**الرد على من اتبع غير المذاهب الأربعة**)) تحریر فرمایا، یعنی ان لوگوں پر رد جو مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی کی تقلید کرے ۔

اسی رسالہ کے (صفحہ 33) پر یہ وسوسہ خود نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا رد کرتے ہیں۔

فإن قيل: نحن نسلِّم منع عموم الناس من سلوك طريق الاجتهاد؛ لما يفضي ذلك إلى أعظم الفساد.
لكن لا نسلم منع تقليد إمام متبع من أئمة المجتهدين غير هؤلاء الأئمة المشهورين. ؟؟

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ہم یہ بات تو تسلیم کرتے ہیں کہ عوام الناس کو اجتہاد کے راستے پر چلنے سے منع کرنا ضروری ہے (کیونکہ اگر عوام کو اجتہاد کی راہ پر لگا دیا جائے) تو اس میں بہت بڑا فساد وقوع پذیر ہوگا،
لیکن ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ عوام کو صرف ائمہ اربعہ کی تقلید کرنی ہے کسی اور امام مجتہد کی نہیں ۔

قيل: قد نبهنا على علة المنع من ذلك، وهو أن مذاهب غير هؤلاء لم تشتهر ولم تنضبط، فربما نسب إليهم ما لم يقولوه أو فهم عنهم ما لم يريدوه، وليس لمذاهبهم من يذب عنها وينبه على ما يقع من الخلل فيها بخلاف هذه المذاهب المشهورة.اهـ

جواب = عوام کو ائمہ اربعہ کی تقلید کے علاوہ کسی دوسرے امام مجتہد کی تقلید سے منع کرنے کی وجہ اور علت پر ہم نے تنبیہ کر دی اور وہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی اور امام مجتہد کا مذہب مشہور ومنضبط نہیں ہوا، پس بہت دفعہ ان کی طرف وہ بات منسوب کی جائے گی جو انہوں نے نہیں کہی، یا ان سے کسی بات کو سمجھا جائے جو ان کی مراد نہ ہوگی، اور ان کی مذاہب کا دفاع کرنے والا بھی کوئی نہ رہا جو ان کے مذاہب میں واقع ہونے والے خلل ونقص پر تنبیہ کرے، بخلاف ان مذاہب اربعہ مذاہب مشہورہ کے (کہ ان کے تمام مسائل بسند صحیح جمع ومنضبط ہیں اور ان کے علماء بھی برابر چلے آرہے ہیں) ۔

الإمام ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ نے جو کچھ فرمایا وہ بالکل واضح ہے اور حق ہے، حتی کہ کسی کے لیئے آج یہ بھی ممکن نہیں کہ مذہب الصحابۃ کو معلوم کرسکے اگرچہ بڑے بڑے مسائل میں کیوں نہ ہو، مثلا نماز ہی کو لے لیں جو کہ اِرکان الإسلام میں سے دوسرا ابڑا رکن ہے، کسی لیئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ نماز کے فرائض وواجبات وسنن ومستحبات ومکروہات وغیرہ کی تفصیل بیان کرکے اس کو سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرے یا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف ، اسی علت ووجہ (کہ ان کے مذاہب محفوظ وجمع نہیں ہوئے) کی بناپر اِئمۃالکبار نے مذاہب غیر مشہورہ کی عدم تقلید کافتوی دیا، حتی کہ إمام الحرمین الجوینی رحمہ اللہ المولود سنة "417هـ" والمتوفى سنة "478هـ" نے محققین کااجماع اس پر نقل کیاہے، لہٰذا إمام الحرمین اپنی کتاب (البرهان "744/2") میں فرماتے ہیں کہ

أجمع المحققون على أن العوام ليس لهم أن يتعلقوا بمذاهب أعيان الصحابة رضي الله تعالى عنهم، بل عليهم أن يتبعوا مذاهب الأئمة الذين سبروا ونظروا وبوبوا الأبواب وذكروا أوضاع المسائل، وتعرضوا للكلام على مذاهب الأولين، والسبب فيه أن الذين درجوا وإن كانوا قدوة في الدين وأسوة للمسلمين؛ فإنهم لم يفتنوا بتهذيب مسالك الاجتهاد، وإيضاح طرق النظر والجدال وضبط المقال، ومن خَلْفَهُم مِنْ أئمةِ الفقهِ كَفَوا مَنْ بَعْدَهُمُ النظرَ في مذاهبِ الصحابةِ، فكان العاميُّ مأموراً باتباعِ مذاهبِ السابرين. اهـ

اورإمام الحرمین یہ اجماع چوتھی صدی ہجری میں نقل کر رہے ہیں آج پندرہویں میں جو لوگ مختلف شیطانی وساوس کے ذریعے عوام کو دین میں آزاد کر رہے ہیں اور ہر کس وناکس کو مجتہد وامام کادرجہ دے رہے ہیں ،ایسے لوگ کتنی بڑی غلطی کے اندر مبتلا ہیں اس کااندازہ آپ خود لگالیں ،إمام الحرمین کی اس قول کے متعلق الإمام ابن حجر الهيتمي اپنی کتاب (الفتاوى الفقهية الكبرى "340/8") میں فرماتے ہیں کہ الإمامُ المحدث ابن الصلاح، نے اپنی کتاب الفتاوی (كتاب الفتيا) میں إمام الحرمین کے اس قول پر ہی جزم واعتماد کیاہے، اور مزید یہ بھی فرمایا کہ تابعین کی بھی تقلید نہ کرے اور نہ اس امام کی جس کا مذہب مُدوّن وجمع نہیں ہوا، تقلید صرف ان ائمہ کی کرے گا جن کے مذاہب مُدوّن وجمع اور پھیل گئے ہیں

قال الإمام ابن حجر الهيتمي في الفتاوى الفقهية الكبرى "340/8"

"وأما ابن الصلاح فجزم في كتاب الفتيا بما قاله الإمام – أي إمام الحرمين ء وزاد أنه لا يُقَلّدَ التابعينَ أيضاً، ولا مَنْ لم يُدوّن مذهبه، وإنما يقلد الذين دُوِّنَتْ مذاهبهم وانتشرت، حتى ظهر منها تقييد مطلقها وتخصيص عامها، بخلاف غيرهم فإنه نقلت عنهم الفتاوى مجردة، فلعل لها مكملا أو مقيدا أو مخصصا، لو انبسط كلام قائله لظهر خلاف ما يبدو منه، فامتنع التقليد إذاً لتعذرِ الوقوفِ على حقيقة مذاهبهم. اهـ

خلاصہ وحاصل ان ائمہ اسلام کے اقوال وتصریحات کا یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کے علاوہ کسی اور امام ومجتہد کی تقلید ممنوع ہے کیونکہ ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی اور امام ومجتہد کی تمام اجتہادات ومذہب جمع ومحفوظ نہیں رہا، اور یہ جو کچھ میں نے ذکر کیاہے علماء امت نے (کتب الأصول) میں یہی تصریح کی ہے۔

یہاں سے آپ آج کل کے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی جہالت وحماقت کا بھی اندازہ لگالیں کہ جو رات دن عوام کو گمراہ کرنے

کے لیئے یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ مذاہب اربعہ کی تقلید تو شرک وبدعت ہے، جب کہ امت مسلمہ کے کبار علماء میں کسی نے یہ بات نہیں کی، ایک ایک عالم نے دین کے تمام شعبوں میں بے شمار کتب ورسائل لکھے لیکن کسی مستند عالم نے تقلید مذاہب اربعہ کی رد میں کوئی کتاب نہیں لکھی حتی کہ کوئی رسالہ تک نہیں لکھا، لیکن اس کے بر عکس علماء امت نے عوام کے لیئے اور اجتہاد سے عاجز علماء کے لیئے ائمہ اربعہ کی تقلید کے لازم ہونے کا صرف فتوی وحکم ہی نہیں بلکہ اس باب میں مستقل رسائل ومفصل تصریحات لکھیں، اور اگر یہ تقلید مذاہب اربعہ اتنا بڑا شرک ہے جیسا کہ ہندوستان میں پیدا شدہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا دعوی ہے تو پھر صاف بات یہی ہے کہ چودہ سو سال سے پوری امت مسلمہ میں کتنے بڑے بڑے ائمہ وعلماء ومحدثین ومفسرین ومحققین وفقہاء گذرے ہیں ان سب میں (معاذاللہ) منافقت کا مادہ موجود تھا کہ امت مسلمہ میں اتنا بڑا شرک شروع ہوچکا اور ان ائمہ اسلام میں سے کسی نے ایک کلمہ تک مذاہب اربعہ کے خلاف نہیں کہا، اور امت کو اس شرک سے نہیں ڈرایا،

نہیں در حقیقت اصل بات یہ ہے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء نے ہی عوام الناس کو دین میں آزاد بنانے اور اپنی اندھی تقلید پر مجبور کرنے کے لیئے یہ سارے وساوس گھڑے ہیں۔

اللہ تعالی فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء کو صحیح سمجھ دے اور ان تمام وساوس سے توبہ کی توفیق دے۔

وسوسہ = مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ھیں اور اپنے آپ کو حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی کہتے ھیں ، اور حضرات خلفاء راشدین کا علم ومرتبہ ائمہ اربعہ سے بہت زیادہ ھے تو پھر مقلدین خلفاء راشدین کی تقلید کیوں نہیں کرتے ؟ اور ابوبکری ، عمری ، عثمانی ، علوی ، کیوں نہیں کہلاتے ؟

حالانکہ یہ ائمہ اربعہ تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد آئے ھیں ، اسی طرح ان مقلدین نے قیاس اور ائمہ کی رائے کو پکڑ لیا اور اللہ تعالی کے دین میں وہ کچھ داخل کردیا جو اس میں نہیں تھا ، احکام شریعت میں تحریف کردی ، اور چار مذاھب بنا لیئے جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں نہیں تھے ، صحابہ کرام کے اقوال کو چھوڑدیا اور قیاس کو اختیارکرلیا حالانکہ صحابہ کرام نے قیاس کو چھوڑنے کی تصریح کی ھے ، اور انھوں نے فرمایا أول من قاس إبليس سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا تھا

جواب = یہ وسوسہ کئی وساوس کا مجموعہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے، اور ممکن ہے آپ نے یہ وساوس کئی مرتبہ سنے بھی ہوں، لیکن آپ کو یہ سن کر حیرانگی ہوگی کہ ان تمام وساوس کو سب سے پہلے پیش کرنے والے شیعہ وروافض تھے، اور ان تمام وساوس کا جواب آج سے آٹھ سو (800) سال پہلے اہل سنت والجماعت کی طرف سے شیخ الاِسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ بڑی تفصیل کے ساتھ دے چکے ہیں ، اور آج کل یہ وساوس شیعہ وروافض سے چوری کرکے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء پھیلا رہے ہیں، فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء کی خوش قسمتی ہے کہ یہ فرقہ جدید شیخ الاِسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ کے زمانہ میں نہیں تھا ورنہ ان کا بھی خوب رد کرتے جس طرح کہ روافض کا رد کیا، شیخ الاِسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (منهاج السنة النبوية) میں ان مذکورہ بالا وساوس کا تفصیلی اور منہ توڑ جواب دیا ہے ۔اور یہ "کتاب منهاج السنة النبوية" روافض وشیعہ کی رد میں ایک عظیم

کتاب ہے، اولا میں شیخ الاِسلام کے جوابات کا خلاصہ ذکر کرتا ہوں پھر شیخ الاِسلام کی اصل عبارت ذکر کروں گا، شیخ الاِسلام نے پہلے " قال الرافضي " کہ کر اس کے وساوس نقل کیئے جس کا ذکر اوپر ہوچکا، لہٰذا میں مختصرا شیخ الاِسلام کے جوابات نقل کرتا ہوں۔

1. **رافضی وسوسہ**- یہ مذاہب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں موجود نہیں تھے ؟

جواب از شیخ الإسلام ابن تیمیة رحمه الله

حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مسائل وہی ہیں جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل در نقل ہوتے چلے آرہے ہیں، باقی یہ بات کہ ائمہ اربعہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھے تو اس میں کیا حرج ہے، امام بخاری امام مسلم امام ابوداود امام حفص یا امام ابن کثیر اور امام نافع وغیرہم ائمہ کرام بھی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھے۔

2. **رافضی وسوسہ**: مقلدین نے اقوال صحابہ کو چھوڑ دیا اور قیاس کو پکڑ لیا؟

جواب از شیخ الإسلام ابن تیمیة رحمه الله

یہ رافضی کا جھوٹ ہے مذاہب اربعہ کی کتابوں کو دیکھ لیجیئے کہ وہ اقوال صحابہ سے بھری پڑی ہیں لہٰذا وہ ائمہ اربعہ اور جمیع اِہل السنّة صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے باقاعدہ استدلال کرتے ہیں، اور ان کے اقوال کو اپنے لیئے حجت ودلیل سمجھتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں، اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ کرام کے اجماع سے خروج ومخالفت جائز نہیں ہے، حتی عام ائمہ مجتہدین نے یہ تصریح کی ہے ہمارے لیئے اقوال صحابہ کرام سے بھی خروج ومخالفت جائز نہیں ہے۔

(اسی طرح فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث نام نہاد غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ صحابی کا قول، فعل، فہم، حجت ودلیل نہیں ہے، لہٰذا اہل سنت کے طریق پر کون ہوا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث یا مذاہب اربعہ ؟؟؟)

3. **رافضی وسوسہ** : مقلدین نے چار مذاہب گھڑ لیئے جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہیں تھے ؟

جواب از شیخ الإسلام ابن تیمیة رحمه الله:

اگر رافضی کی مراد یہ ہے کہ ائمہ اِربعة نے یہ مذاہب گھڑ لیئے ہیں اور صحابہ کرام کی مخالفت کی تو یہ رافضی کا جھوٹ ہے ائمہ اِربعة پر بلکہ ان ائمہ میں سے ہر ایک نے کتاب وسنت کی اتباع کی دعوت ہی دی ہے۔

(کیا کتاب وسنت کے داعی کی تقلید واتباع کرنے والا (معاذاللہ) مشرک وبدعتی ہوتا ہے ؟؟؟)

4. **رافضی وسوسہ** : مقلدین اپنے آپ کو ابوبکری، عمری، وغیرہ نہیں کہتے یعنی مذہب اِبی بکر و عمر کیوں اختیار نہیں کرتے ؟؟

جواب از شیخ الإسلام ابن تیمیة رحمه الله:

سبب اس کا یہ ہے ابوبکر و عمر و غیرہمارضی اللہ عنہم نے دینی مسائل کتابی شکل میں جمع نہیں کیئے ، بخلاف ائمہ اربعہ کے کہ خود انہوں نے اور ان کے معتمد و معتبر شاگردوں نے ان کے بیان کردہ تمام مسائل واجتہادات کو کامل طور پر جمع کر دیا ، اس لیئے ان مسائل کی نسبت ائمہ اربعہ کی طرف ہوگئ اور ان مسائل میں ان ائمہ کی تقلید واتباع کرنے والے حنفی شافعی وغیرہ کہلائے ۔

(یہاں سے شیخ الاسلام نے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل بعض جہلاء کا یہ وسوسہ بھی کافور کر دیا کہ لوگوں نے بعد میں نے یہ مسائل امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کر لیئے ہیں یہ ان کے اپنے مسائل نہیں ہیں)۔

جس طرح بخاری، مسلم ،اِبی داود وغیرہ کتب امام بخاری امام مسلم امام ابوداود نے مرتب ومُدوّن و جمع کیئے ہیں ، اورانتہائ امانت ودیانت کے ساتھ انہوں احادیث رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو جمع کیا ہے اس لیئے ان کتب کی نسبت انہی کی طرف کی جاتی ہے ، یہ نسبت ایسی نہیں ہے کہ (معاذاللہ) ان کتب میں ان کی اپنی اختراعی وایجاد کردہ باتیں ہیں ، جیسے کتاب صحیح بخاری کوامام بخاری کی طرف منسوب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں درج شدہ احادیث امام بخاری کے اپنے اقوال وآراء ہیں ، احادیث نہیں ہیں ، اسی طرح حضرات ائمہ اربعہ کی طرف مسائل کی نسبت سے ہرگزیہ لازم نہیں آتا کہ وہ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وحضرات صحابہ کرام کے آثار نہیں ہیں ، جس طرح امام بخاری نے سولہ (16) سال کی کمال محنت ومشقت کے ساتھ ان احادیث کو جمع کرنے پر لگائے ، اسی طرح مسائل فقہ کی جمع وتدوین حضرات ائمہ اربعہ وغیرہم مجتہدین نے انتہائ کوشش و محنت کی ہے ، اسی وجہ سے ان مسائل کی نسبت ان کی طرف ہوئ ، اس لیئے نہیں کہ یہ ان کی اپنی ایجاد واختراع ہے ۔

اسی طرح امام حفص یاامام ابن کثیر اور امام نافع وغیرہم قُراء کرام کی قرآآت ان کی اپنی ایجاد نہیں ہے بلکہ ان قُراء کرام کی قرآآت توخود حدیث صحیح سے ثابت ہیں ۔

قال صلى الله عليه وسلم: "إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرؤوا ما تيسر منه" أخرجه البخاري ومسلم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه ، وأخرجه البخاري من حديث ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أقرأني جبريل على حرف فراجعته فلم أزل أستزيده ويزيدني حتى انتهى إلى سبعة أحرف-

اور حضرات صحابہ سے تواتر سے منقول ہوتی چلی آرہی ہیں ، لہٰذاان قرآآت کی نسبت حضرات قُراء کرام کی طرف ہونے سے

یہ لازم نہیں آتا کہ یہ قراآت توان کی اپنی ایجاد ہیں، اسی فقہ اور مذاہب اربعہ کی ائمہ کی طرف نسبت سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ فقہ ومسائل فقہ توائمہ کی اپنی ایجاد ہیں۔

رافضی وسوسہ : صحابہ کرام نے قیاس کو چھوڑنے کی تصریح کی ہے، اور انہوں نے فرمایا أول من قاس إبليس سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا تھا۔

جواب از شیخ الإسلام ابن تیمیة رحمه الله:

جمہور علماء قیاس کا اثبات کرتے ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ صحابہ کرام سے اجتہاد بالرای اور قیاس ثابت ہے، جیسا کہ ان سے قیاس کی مذمت بھی ثابت ہے، لہٰذا دونوں قول صحیح ہیں، پس مذموم قیاس وہ ہے جو کسی نص کے مخالف ومعارض ہو جیسے ان لوگوں کا قیاس جنہوں نے کہا (إنما البيع مثل الربا) الخ ۔

(لہٰذا ائمہ اربعہ ودیگر ائمہ مجتہدین کا قیاس کسی نص کے مخالف نہیں ہوتا)

شیخ الإسلام ابن تیمیة رحمه الله کے جوابات کا خلاصہ وتعبیر وتشریح بتغیر یسیر آپ نے ملاحظہ کیا، یہاں سے آپ کو یہ بھی پتہ چل گیا کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث نے یہ سب وساوس شیعہ سے چوری کیئے ہیں، اور عقل مند آدمی کے لیئے اس میں یہ سبق وعبرت بھی واضح ہے کہ یہ سب باطل وساوس ہیں جس کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جاہل شیوخ گردانتے رہتے ہیں، اگران وساوس میں کوئی وسوسہ حق وسچ ہوتا تو شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ نے جوابا یہ کیوں نہیں کہا کہ اے رافضی تیرا فلاں وسوسہ حق ہے مثال کے طور پر رافضی کا وسوسہ کہ (مقلدین نے چار مذاہب گھڑ لیئے ہیں)

شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں یہ کیوں نہیں کہا کہ

اے رافضی تیرا یہ اعتراض بالکل صحیح وحق ہے ؟؟؟

اوراسی طرح دیگر وساوس کا جواب (تصدیق) میں کیوں نہیں دیا ؟؟؟

تمام وساوس کو باطل وفاسد کیوں قرار دیا ؟؟؟

بغرض امانت وثبوت ودليل شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله کی اصل عبارات درج ذیل هیں

قال الرافضي : ((وذهب الجميع منهم إلى القول بالقياس ، والأخذ بالرأي ، فأدخلوا في دين الله ما ليس منه ، وحرّفوا أحكام الشريعة ، وأحدثوا مذاهب أربعة لم تكن في زمن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا زمن

صحابته ، وأهملوا أقاويل الصحابة ، مع أنهم نصُّوا على ترك القياس ، وقالوا : أول من قاس إبليس))
فيقال الجواب عن هذا من وجوه :
أحدها : أن دعواه على جميع أهل السنة المثبتين لإمامة الخلفاء الثلاثة أنهم يقولون بالقياس دعوى باطلة ، قد عُرف فيهم طوائف لا يقولون بالقياس ، كالمعتزلة البغداديين ، وكالظاهرية كداود وابن حزم وغيرهما ، وطائفة من أهل الحديث والصوفية .وأيضا ففي الشيعة من يقول بالقياس كالزيدية . فصار النزاع فيه بين الشيعية كما هو بين أهل السنة والجماعة .
الثاني : أن يقال : القياس ولو قيل : إنه ضعيف هو خير من تقليد من لم يبلغ في العلم مبلغ المجتهدين ، فإن كل من له علم وإنصاف يعلم أن مثل مالك والليث بن سعد والأوْزاعي وأبي حنيفة والثَّوري وابن أبي ليلى ، ومثل الشافعي وأحمد إسحاق وأبي عبيد وأبي ثَوْر أعلم وأفقه من العسكريين أمثالهما وأيضا فهؤلاء خير من المنتظر الذي لا يعلم ما يقول ، فإن الواحد من هؤلاء إن كان عنده نص منقول عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فلا ريب أن النص الثابت عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مقدَّم على القياس بلا ريب ، وإن لم يكن عنده نص ولم يقل بالقياس كان جاهلا ، فالقياس الذي يفيد الظن خير من الجهل الذي لا علم معه ولا ظن ، فإن قال هؤلاء كل ما يقولونه هو ثابت عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان هذا أضعف من قول من قال كل ما يقوله المجتهد فإنه قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ، فإن هذا يقوله طائفة من أهل الرأي ، وقولهم أقرب من قول الرافضة ، فإن قول أولئك كذب صريح .وأيضا فهذا كقول من يقول : عمل أهل المدينة متلقى عن الصحابة وقول الصحابة متلقى عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ، وقول من يقول : ما قاله الصحابة في غير مجاري القياس فإنه لا يقوله إلا توقيفا عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ، وقوله من يقول : قول المجتهد أو الشيخ العارف هو إلهام من الله ووحي يجب اتباعه .
فإن قال : هؤلاء تنازعوا .قيل وأولئك تنازعوا ، فلا يمكن أن تدَّعي دعوى باطلة إلا أمكن معارضتهم بمثلها أو بخير منها ولا يقولون حقًّا إلا كان في أهل السنة والجماعة من يقول مثل ذلك الحق أو ما هو خير منه ، فإن البدعة مع السنة كالكفر مع الإيمان . وقد قال تعالى :]وَلاَ يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلاَّ جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيراً
الثالث : أن يقال الذين أدخلوا في دين الله ما ليس منه وحرّفوا أحكام الشريعة ، ليسوا في طائفة أكثر منهم في الرافضة ، فإنهم أدخلوا في دين الله من الكذب على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ما لم يكذبه غيرهم ، وردّوا من الصدق ما لم يرده غيرهم ، وحرّفوا القرآن تحريفاً لم يحرّفه أحد غيرهم مثل قولهم : إن قوله تعالى :]إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُون نزلت في عليّ لما تصدق بخاتمه في الصلاة .
وقوله تعالى :َ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ : علي وفاطمة ،َ يخرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان : الحسن والحسين ، وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِين
علي بن أبي طالب إِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيم وَآلَ عِمْرَانَ
هم آل أبي طالب واسم أبي طالب عمران ،َ فقاتلوا أَئِمَّةَ الْكُفْر:طلحة والزبير، وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآن هم بنو أمية ، إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُم أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَة:عائشة وَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ :لئن أ شركت بين أبي بكر وعلي في الولاية
وكل هذا وأمثاله وجدته في كتبهم . ثم من هذا دخلت الإسماعيلية والنصيرية في تأويل الواجبات والمحرّمات ،

فهم أئمة التأويل ، الذي هو تحريف الكلم عن مواضعه ، ومن تدبر ما عندهم وجد فيه من الكذب في المنقولات ، والتكذيب بالحق منها والتحريف لمعانيها ، مالا يوجد في صنف من المسلمين ، فهم قطعا أدخلوا في دين الله ما ليس منه أكثر من كل أحد ، وحرّفوا كتابه تحريفا لم يصل غيرهم إلى قريب منه .

الوجه الرابع : قوله : ((وأحدثوا مذاهب أربعة لم تكن في زمن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا زمن صحابته ، وأهملوا أقاويل الصحابة)).

فيقال له : متى كان مخالفة الصحابة والعدول عن أقاويلهم منكراً عند الإمامية ؟ وهؤلاء متفقون على محبة الصحابة وموالاتهم وتفضيلهم على سائر القرون وعلى أن إجماعهم حجة ، وعلى أنه ليس لهم الخروج عن إجماعهم ، بل عامة الأئمة المجتهدين يصرّحون بأنه ليس لنا أن نخرج عن أقاويل الصحابة ، فكيف يطعن عليهم بمخالفة الصحابة من يقول : إن إجماع الصحابة ليس بحجة ، وينسبهم إلى الكفر والظلم ؟فإن كان إجماع الصحابة حجة فهو حجة على الطائفتين ، وإن لم يكن حجة فلا يحتج به عليهم .وإن قال : أهل السنة يجعلونه حجة ، وقد خالفوه قيل : أما أهل السنة فلا يتصور أن يتفقوا على مخالفة إجماع الصحابة ، وأما الإمامية فلا ريب أنهم متفقون على مخالفة إجماع العترة النبوية ، مع مخالفة إجماع الصحابة ، فإن لم يكن في العترة النبوية –بنو هاشم – على عهد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان وعلي رضى الله عنهم من يقول بإمامة الاثنى عشر ولا بعصمة أحد بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ، ولا بكفر الخلفاء الثلاثة ، بل ولا من يطعن في إمامتهم ، بل ولا من ينكر الصفات ، ولا من يكذب بالقدر فالإمامية بلا ريب متفقون على مخالفة إجماع العترة النبوية ، مع مخالفتهم لإجماع الصحابة ، فكيف ينكرون على من لم يخالف لا إجماع الصحابة ولا إجماع العترة ؟ .

الوجه الخامس : أن قوله : ((أحدثوا مذاهب أربعة لم تكن على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم)).

إن أراد بذلك أنهم اتفقوا على أن يحدثوا هذه المذاهب مع مخالفة الصحابة فهذا كذب عليهم ، فإن هؤلاء الأئمة لم يكونوا في عصر واحد ، بل أبو حنيفة توفى سنة خمسين ومائة ومالك سنة تسع وسبعين ومائة ، والشافعي سنة أربع ومائتين ، وأحمد بن حنبل سنة إحدى وأربعين ومائتين ، وليس في هؤلاء من يقلد الآخر ، ولا من يأمر باتّباع الناس له ، بل كل منهم يدعو إلى متابعة الكتاب والسنة ، وإذا قال غيره قولا يخالف الكتاب والسنة عنده رده ،ولا يوجب على الناس تقليده وإن قلت ان هذه المذاهب اتّبعهم الناس ، فهذا لم يحصل بموطأة ، بل اتفق أن قوما اتّبعوا هذا ، وقوما اتبعوا هذا ، كالحجاج الذين طلبوا من يدلهم على الطريق ، فرأى قوم هذا الدليل خبيراً فاتّبعوه ، وكذلك الآخرون.وإذا كان كذلك لم يكن في ذلك اتفاق أهل السنة على باطل ، بل كل قوم منهم ينكرون ما عند غيرهم من الخطأ ، فلم يتفقوا على أن الشخص المعيّن عليه أن يقبل من كل من هؤلاء ما قاله ، بل جمهورهم لا يأمرون العاميّ بتقليد شخص معيّن غير النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في كل ما يقوله.والله تعالى قد ضمن العصمة للامة ، فمن تمام العصمة أن يجعل عدداً من العلماء إن أخطأ الواحد منهم في شيء كان الآخر قد أصاب فيه حتى لا يضيع الحق ، ولهذا لما كان في قول بعضهم من الخطأ مسائل ، كبعض المسائل التي أوردها ، كان الصواب في قول الآخر ، فلم يتفق أهل السنة على ضلالة أصلا ، وأما خطأ بعضهم في بعض الدين ، فقد قدّمنا في غير مرة أن هذا لا يضر ، كخطأ بعض المسلمين . وأما الشيعة فكل ما خالفوا فيه أهل السنة كلهم فهم مخطئون فيه ، كما أخطأ اليهود والنصارى في كل ما خالفوا فيه المسلمين .

الوجه السادس : أن يُقال : قوله : ((إن هذه المذاهب لم تكن في زمن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا الصحابة))إن أراد أن الأقوال التي
لهم لم تنقل عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا عن الصحابة ، بل تركوا قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم والصحابة وابتدعوا خلاف ذلك ، فهذا كذب عليهم ، فإنهم لم يتفقوا على مخالفة الصحابة ، بل هم – وسائر أهل السنة – متبعون للصحابة في أقوالهم ، وإن قدّر أن بعض أهل السنّة خالف الصحابة لعدم علمه بأقاويلهم ، فالباقون يوافقون ويثبتون خطأ من يخالفهم ، وإن أراد أن نفس أصحابها لم يكونوا في ذلك الزمان ، فهذا لا محذور فيه . فمن المعلوم أن كل قرن يأتي يكون بعد القرن الأول
الوجه السابع : قوله : ((وأهملوا أقاويل الصحابة)) كذب منه ، بل كتب أرباب المذاهب مشحونة بنقل أقاويل الصحابة والاستدلال بها ، وإن كان عند كل طائفة منها ما ليس عند الأخرى . وإن قال : أردت بذلك أنهم لا يقولون : مذهب أبي بكر وعمر ونحو ذلك ، فسبب ذلك أن الواحد من هؤلاء جمع الآثار وما استنبطه منها ، فأضيف ذلك إليه ، كما تضاف كتب الحديث إلى من جمعها ، كالبخاري ومسلم وأبي داود ، ، وكما تضاف القرأات إلى من اختارها ، كنافع وابن كثير .
وغالب ما يقوله هؤلاء منقول عمن قبلهم ، وفي قول بعضهم ما ليس منقولا عمن قبله ، لكنه استنبطه من تلك الأصول . ثم قد جاء بعده من تعقب أقواله فبيّن منها ما كان خطأ عنده ، كل ذلك حفظا لهذا الدين ، حتى يكون أهله كما وصفهم الله به َيأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَر فمتى وقع من أحدهم منكر خطأ أو عمداً أنكره عليه غيره وليس العلماء بأعظم من الأنبياء ، وقد قال تعالى : وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِين . فَفَهَّمْناهَا سُلَيْمَانَ وَكُلاًّ آتَيْنَا حُكْماً وَعِلْمًا وثبت في الصحيحين عن ابن عمررضي الله عنهما أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لأصحابه عام الخندق : ((لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة ، فأدركتهم صلاة العصر في الطريق ، فقال بعضهم:لم يُرد منا تفويت الصلاة ، فصلُّوا في الطريق . وقال بعضهم : لا نصلي إلا في بني قريظة ،فصلوا العصر بعد ماغربت الشمس،فما عنّف واحدة من الطائفتين)) فهذا دليل على أن المجتهدين يتنازعون في فهم كلام رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ، وليس كل واحد منهم آثماً .
الوجه الثامن : أن أهل السنة لم يقل أحد منهم إن إجماع الأئمة الأربعة حجة معصومة ، ولا قال : إن الحق منحصر فيها ، وإن ما خرج عنها باطل ، بل إذا قال من ليس من أتباع الأئمة ، كسفيان الثوري والأوزاعي واللَيْث بن سعد ومن قبلهم ومن بعدهم من المجتهدين قولا يخالف قول الأئمة الأربعة ، رُدَّ ما تنازعوا فيه إلى الله ورسوله ، وكان القول الراجح هو القول الذي قام عليه الدليل
الوجه التاسع : قوله : ((الصحابة نصوا على ترك القياس)) . يقال [له] : الجمهور الذين يثبتون القياس قالوا: قد ثبت عن الصحابة أنهم قالوا بالرأي واجتهاد الرأي وقاسوا ، كما ثبت عنهم ذم ما ذموه من القياس . قالوا: وكلا القولين صحيح ، فالمذموم القياس المعارض للنص ، كقياس الذين قالوا : إنما البيع مثل الربا ، وقياس إبليس الذي عارض به أمر الله له بالسجود لآدم ، وقياس المشركين الذين قالوا: أتأكلون ما قتلتم ولا تأكلون ما قتله الله ؟ قال الله تعالى : وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُم الْمُشْرِكُون وكذلك القياس الذي لا يكون الفرع فيه مشاركا للأصل في مناط الحكم، فالقياس يُذم إما لفوات شرطه ،وهو عدم المساواة في مناط الحكم، وإما لوجود مانعه ، وهو النص الذي يجب تقديمه عليه ، وإن كانا متلازمَيْن في

نفس الأمر ، فلا يفوت الشرط إلا والمانع موجود ، ولا يوجد المانع إلا والشرط مفقود .فأما القياس الذي يستوي فيه الأصل والفرع في مناط الحكم ولم يعارضه ماهو أرجح منه ، فهذا هو القياس الذي يتبع .ولا ريب أن القياس فيه فاسد ، وكثير من الفقهاء قاسوا أقيسة فاسدة ، بعضها باطل بالنص ، وبعضها مما اتفق على بطلانه ، لكن بطلان كثير من القياس لا يقتضي بطلان جميعه ، كما أن وجود الكذب في كثير من الحديث لا يوجب كذب جميعه .

(منهاج السنة النبوية ألمجلد الثاني ألصفحة 128 ، 129 ،130 ،131 ،132 ، 133
ألطبعة دارالكتب العلمية بيروت لبنان)

وسوسه = دین میں ائمه اربعه کی تقلید شرک وبدعت وجهالت هے لهذا اس تقلیدی روش کو چهوڑ کرهی کامیابی وفلاح ملے گی ، اوراس کی ایک هی صورت هےکه " جماعت اهل حدیث " میں شامل هوجاو جن کے صرف اور صرف دو هی اصول هیں قرآن اورحدیث ٠

جواب =

اِئمہ اِربعہ کی تقلید کے منکر در حقیقت فی زمانہ وہ لوگ ہیں جو امام ابو حنیفہ اور مذہب احناف سے عداوت و مخالفت کی وجہ سے اور دین میں آزادی اور بے راہ روی کو فروغ دینے کے جذبہ سے مختلف وساوس استعمال کرتے ہیں، جن میں سے چند کا تذکرہ گذشتہ سطور میں ہوچکا ہے، اصل میں فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا کوئی اصول و موقف نہیں ہے بلکہ ظاہری طور پر تقلید ائمہ کو شرک وبدعت وغیرہ کہہ کر محض عوام الناس کو اتباع سلف سے دور کرنا اور متنفر و باغی کرکے اپنی تقلید ان سے کروانا یہ ان کا اصل مقصد ہے ، اب عوام الناس علم و فہم سے محرومی کی وجہ سے ان کے اس چکر وفریب کو نہیں سمجھتے ورنہ اگر تھوڑا سا غور وخوض کیا جائے تو ان کا جھوٹ وفریب بالکل عیاں ہو جائے۔

مثال کے طور پر ایک عام آدمی کو کہتے ہیں کہ آپ امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں اور دین میں تو تقلید ناجائز ہے لہٰذا آپ کو تقلید سے توبہ کرنی چاہیئے اور قرآن وسنت کو اپنانا چاہیئے اب وہ عامی شخص جب یہ وسوسہ قبول کرتا ہے تو پھر اس کو یہی وساوس پڑھائے جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دیتے ہیں کہ اب دین پر عمل کرنے اور قرآن وسنت سیکھنے کے لیئے فلاں شیخ کی کتاب پڑھو، فلاں شیخ کا رسالہ پڑھو، فلاں شیخ کے بیانات سنو۔ اب اس آدمی کو ائمہ مجتہدین کی تقلید سے نکال کر چند جاہل لوگوں کی تقلید کروائی جارہی ہے لیکن اس آدمی کو بوجہ جہل کے یہ سمجھ نہیں آرہا، اور تقریبا تمام وہ لوگ جو اپنے آپ کو " غیر مُقلد یا اہل حدیث " کے نام سے پکارتے ہیں سب کا یہی حال ہے، اور جو لوگ بظاہر تقلید کے مُنکر کہلاتے ہیں اپنے آپ کو " غیر مُقلد " کہتے ہیں، حقیقت میں یہ لوگ دنیا میں سب بڑے اندھے مُقلد ہیں، اور اس فرقہ جدید میں شامل عوام کو جہالت و جھوٹ ودھوکہ کی تقلید کروائی جاتی ہے، اگرچہ کثرت جہل و قلّت عقل کی وجہ سے وہ یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ تقلید جہالت وبدعت کا نام ہے۔

خوب یاد رکھیں کہ تقلید کے نام نہاد منکر بھی در حقیقت دین میں بغیر تقلید کے ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتے، مثال کے طور

پر ایک آدمی یہ کہے کہ " یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے" ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ کیا تو نے یہ فرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ؟؟ یقیناً اس کا جواب ہوگا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا، پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کر رہا ہے ؟؟ لازمی طور پر اس کا جواب ہوگا کہ فلاں آدمی نے فلاں سے روایت کیا ہے، پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا تو نے ان فلاں اور فلاں راویوں کو دیکھا ہے اور ان کو از خود پرکھا ہے کہ وہ عادل و ثقہ ہیں اور ان میں روایت کے تمام شرائط پائے جاتے ہیں ؟؟ یقیناً اس کا جواب ہوگا کہ فلاں اور فلاں نے کہا ہے اور لکھا ہے کہ یہ سب راوی عادل و ثقہ و معتبر ہیں، اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ فلاں آدمی جو ان راویوں کو ثقہ کہہ رہا ہے کیا اس نے ان تمام راویوں کو دیکھا ہے ؟؟ لازمی طور پر اس کا جواب ہوگا کہ نہیں بلکہ بعض نے ان کو پرکھا پھر اس کے بعد آنے والے ایک دوسرے کے قول پر اعتماد کرتے رہے، پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اس قائل کے پاس اس قول کی صحت کی کوئی دلیل ہے ؟؟ لازمی طور پر اس کا جواب ہوگا کہ کوئی دلیل نہیں سوائے حسن ظن کے، اب سوال یہ ہے کہ تمام احادیث میں اسی طرح کا حسن ظن کرکے ان کو بیان کیا جاتا ہے، تو اس طرح ایک دوسرے کی تقلید کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی قول کی نسبت کرنا جائز ہے ؟؟ اور حدیث ہمارا دین ہے کیا کوئی ہے جو حدیث پر بغیر تقلید کے عمل کا دعوی کرسکے ؟؟ جب ائمہ فقہ کی تقلید ناجائز ہے تو یہ تقلید کیوں جائز ہوگئی ؟؟

خوب یاد رکھیں حدیث کے میدان میں تقلید کے بغیر کوئی شخص ایک قدم بھی نہیں چل سکتا، گذشتہ مثال ایک عقل مند کے لیئے کافی ہے۔

مزید وضاحت کے ساتھ دیکھیں مثلاً ایک نام نہاد غیر مقلد یہ حدیث پڑھے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خيركم من تعلم القرأن و علمه)

اب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ قول منسوب کرکے فرمایا،

ہم پوچھتے ہیں دلیل دو؟ وہ جواباً کہے کہ بخاری نے روایت کیا ہے،

ہم پوچھتے ہیں بخاری کس سے یہ حدیث بیان کرتا ہے ؟؟ مثلاً وہ جواباً کہے کہ حجاج بن منہال سے اس نے شعبۃ سے اس نے علقمۃ بن مرثد سے اس نے سعد بن عبیدۃ سے اس نے إبي عبد الرحمٰن السلمی سے اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو بیان کیا ہے،

اب سوال یہ ہے کہ حجاج بن منہال کون ہے ؟؟

شعبۃ کون ہے ؟؟

علقمۃ بن مرثد کون ہے ؟؟

سعد بن عبیدۃ کون ہے ؟؟

إبي عبد الرحمٰن السلمی کون ہے ؟؟

ان تمام سوالوں کا جواب سوائے حسن ظن اور تقلید کے کوئی نہیں دیکھ سکتا،
مثال کے طور پر اس حدیث کے ایک راوی شعبۃ کو لے لیجیئے اس کے پورے حالات واوصاف جاننے کے لیئے سوائے تقلید کے اور کوئی چارہ نہیں ہے، اور یہی حال ذخیرہ احادیث کو روایت کرنے والے تمام راویوں کا ہے، کیونکہ کسی بھی راویٔ حدیث کے احوال جاننے کے لیئے " کتب رجال ورُواۃ" کی طرف رجوع کیا جائے گا اور جو کچھ ائمہ اسلام نے ان کے احوال لکھے ہیں اسی کو ماننا پڑے گا، اور پھر خیر سے رجال کی تمام کتابیں جن ائمہ نے لکھی ہیں وہ سب کے سب مُقلد بھی ہیں، اور پھر کسی بھی راوی کے حالات کے ساتھ کوئی دلائل نہیں لکھے ہوئے کہ مثلا فلاں راوی بہت بڑا امام ثقہ عادل تھا اس کی دلیل یہ ہے وغیرہ بس محض حسن ظن و تقلید کے ساتھ ہی ائمہ رجال کے تحقیقات وتبصروں کو تسلیم کیا جاتا ہے، اب تمام اہل اسلام مسائل اجتہادیہ میں ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں اور یہ تقلید بھی دلیل وبرہان کی بنیاد پر ہے کیونکہ مسائل فرعیہ اجتہادیہ کے دلائل کتابوں میں مفصل طور پر موجود ہیں، تو اس عمل کو چند جاہل لوگ شرک وبدعت کہتے ہیں، اب سوال یہ ہے ائمہ اربعہ کی تقلید فروعی مسائل میں ناجائز ہے حالانکہ ہر مسئلہ کی دلیل بھی موجود ہے تو پھر یہی تقلید حدیث کے میدان میں کیوں جائز بلکہ واجب ہو جاتی ہے ؟؟؟
ایسے ہی جن لوگوں نے محض عوام کو دھوکہ دینے کے لیئے یہ اصول بنایا ہے کہ دین میں ہر مسئلہ اور ہر بات کی دلیل قرآن وحدیث سے دینا ضروری ہے، ایسے لوگ اپنے بنائے ہوئے اصول کے مطابق حدیث کے میدان میں مشرک وجاہل بن جاتے ہیں، جس کی مختصر تشریح آپ نے اوپر ملاحظہ کی۔
اور مزید یہ کہ حدیث کے تمام انواع واقسام اجتہادی ہیں، مثلا

((الحديث الصحيح ، صحيح لغيره ، المتواتر ،الغريب ،المنقطع،المتصل، الضعيف ، المرسل ، المرسل ، المسند ، صحيح لغيره ، الحسن ، حسن لغيره ، المقلوب،المنكر،
المشهور ، المعلق ، المعنن و المؤنن ، المتروك ، الافراد أو الآحاد ، المعضل ،المبهم ،المسلسل ، المطروح ، الموقوف ، المستفيض ، المدلس ، العالى ، الموضوع ، المقطوع ، العزيز ، المرسل الخفى ، النازل ،التابع ،الشاهد،المدبج،السابق واللاحق،المتفق والمفترق،المؤتلف والمختلف،رواية الأكابر عن الأصاغر،))
((الجوامع ،المسانيد ،السنن، المعاجم ،العلل ، الأجزاء ، الأطراف ، المستدركات ، المستخرجات ، الناسخ والمنسوخ ، مختلف الحديث ، الجرح والتعديل ، أصول الحديث ، غريب الحديث ، الأنساب والألقاب والكنى والأوطان والبلدان))وغيره ذالک
حدیث کے یہ چند اقسام واسماء بطور مثال ذکر کر دیئے ہیں محدثین نے اصول حدیث کی کتابوں میں بالتفصیل لکھے ہیں اور کوئی بھی طالب حدیث ان اقسام وانواع واسماء کو پڑھے بغیر علم حدیث کے میدان میں قدم ہی نہیں رکھ سکتا، اور یہ سب انواع واسماء اجتہادی ہیں، قرآن وحدیث سے کہیں ثابت نہیں ہیں۔ بعد میں آنے والے ائمہ حدیث نے اپنے ظن واجتہاد سے لکھے ہیں اور ساری دنیا کے

مسلمان مُحدثین کی تقلید میں اس کو پڑھتے پڑھاتے چلے آرہے ہیں۔
اسی طرح جرح وتعدیل کے احکام ومراتب واصول وقواعد سب محدثین کے اجتہاد کا ثمرہ ہیں، اور ساری دنیا کے مسلمان مُحدثین کی تقلید میں ہی ان کا تعلیم وتعلم کرتے ہیں۔
اسی طرح علم حدیث میں کتب وتصانیف کے انواع واسماء سب اجتہادی ہیں جیسا محدثین نے اپنی اجتہاد سے نام رکھے ہیں ساری دنیا ویسا ہی وہ نام تقلیدا استعمال کرتے ہیں، مثال کے طور پر
((الجوامع ،المسانيد ،السنن، المعاجم ،العلل ، الأجزاء ، الأطراف ، المستدركات ، المستخرجات ، الناسخ والمنسوخ ، مختلف الحديث ، الجرح والتعديل ، أصول الحديث ، غريب الحديث ، الأنساب والألقاب والكنى والأوطان والبلدان))وغيره ذالك
حاصل کلام یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید ہو یا مُحدثین کی تقلید ہو۔ یہ " تقلید فی الدین" کے قبیل ہے، اور جمیع اہل اسلام ائمہ اربعہ کی تقلید کے ساتھ محدثین کی بھی تقلید کرتے ہیں، لیکن فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث دین میں ائمہ اربعہ کی تقلید اور خصوصا امام اعظم کی تقلید کو شرک وبدعت وممنوع کہتے ہیں، اب یہی لوگ حدیث کے میدان میں محدثین کی تقلید کرتے ہیں اور جو کچھ ناجائز الفاظ ائمہ اربعہ کے مقلدین کے لیئے استعمال کرتے ہیں، حدیث کے میدان میں یہ لوگ خود ان الفاظ ولعن طعن کے مستحق بن جاتے ہیں کیونکہ حدیث کے میدان میں بغیر تقلید کے کوئ آدمی ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔
اللہ تعالی عوام الناس پر فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے ان وساوس کی حقیقت کھول دے.

وسوسه = قرآن وحديث پرعمل کرنے کے لیئے کسی امام کی تقلید کی کوئ ضرورت نہیں ھے بلکه ازخود ھرشخص مطالعه وتحقیق کرکے قرآن وحدیث پرعمل کرے

جواب = یہ باطل وسوسہ عوام الناس کو مختلف انداز سے سمجھایا جاتا ہے، اور مقصد اس کا یہ ہوتا ہے کہ عوام کو دین میں آزاد بنادیا جائے، اور سلف صالحین وعلماء حق کی اتباع سے نکال کر درپردہ چند جاہل لوگوں کی اتباع پر ان کو مجبور کیا جائے، یہ وسوسہ در حقیقت بڑا خطرناک وگمراہ کن ہے۔
کیا صرف مطالعہ کے ذریعہ علوم دینیہ کو حاصل کیا جاسکتا ہے ؟؟؟
کیا صرف مطالعہ کے ذریعہ قرآن وحدیث کی علم وسمجھ حاصل کی جاسکتی ہے ؟؟؟
یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے کون نہیں جانتا کہ ہر علم وفن میں کمال ومہارت حاصل کرنے کے لیئے اس علم وفن کے ماہر ومستند لوگوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور اس اس علم وفن کے تمام شروط ولوازم اصول وقواعد کی پابندی لازمی ہوتی ہے۔ ہر علم وفن کے اندر کچھ خاص محاورات واصطلاحات ہوتے ہیں اور اتار چڑہاو کا ایک خاص انداز ہوتا ہے جس کا سمجھنا بغیر کسی ماہر استاذ کے ممکن نہیں ہے

اور تو اور دنیوی فنون کو دیکھ لیجیئے کہ بزور مطالعہ کسی بھی فن میں مہارت نا قابل قبول سمجھی جاتی ہے جب دنیوی فنون کا یہ حال ہے جو انسانوں کی اپنی ایجاد کردہ ہیں تو اللہ ورسول کے کلام کو پڑہنے و سمجھنے کے لیئے صرف ذاتی مطالعہ کیونکر کافی ہوگا جب کہ اللہ ورسول کے بیان کردہ احکامات اور کلام وحی سے متعلق ہے جس میں انسانی عقل و سمجھ کو کوئی دخل نہیں ہے ۔ اسی لیئے ابتداء سے ہی اللہ تعالی نے انبیاء ورسل کا سلسلہ مبارکہ جاری فرمایا اور یہ سلسلہ مبارکہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے ختم ہو چکا ہے اگر صرف انسانی مطالعہ ہی کافی ہوتا تو اللہ تعالی بجائے نبی ورسول بھیجنے کے صرف کتابیں نازل کرتا اور انسان اس کی مدد سے ازخود اللہ تعالی کی معرفت اور اللہ تعالی کے کلام کی مراد و مقصود کی فہم حاصل کرتا لیکن تاریخ اور کتاب وسنت کی صریح نصوص سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالی نے کوئی ایسی کتاب نازل نہیں کی جس کے ساتھ مُعلم یعنی نبی کو نہ بھیجا ہو " تورات " کے ساتھ حضرت موسی " انجیل " کے ساتھ حضرت عیسی " زبور " کے ساتھ حضرت داود اور اسی طرح " صُحُف " حضرات ابراہیم کے ذریعہ لوگوں کو پہنچے

صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ۔ اور قرآن مجید جو سید الکتب ہے جناب خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئ ، کیا ان کتب الٰہیہ کے تصور کو بغیر انبیاء ورسل کے کوئی کامل و مکمل تصور کہا جاسکتا ہے ؟ یقینا کوئی بھی سنجیدہ انسان اس بات کا جواب اثبات میں نہیں دے سکتا ، اگر صرف کتابوں کے ذریعہ صحیح نتیجہ تک پہنچنا ممکن ہوتا اور خود ہی کتاب پڑھ کر اللہ تعالی کی مُراد و مقصود حاصل کرنا ممکن ہوتا تو ان انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی بعثت کیوں ضروری تھی ؟ قرآن مجید خاتم الکتب ہے جو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہم تک پہنچا اگر صرف کتاب کے ذریعہ صحیح نتیجہ تک پہنچنا ممکن ہوتا تو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں سے ایک اہم فرض تلاوت آیات اور تعلیم کتاب کیوں لازم کیا گیا ؟ آپ کی بعثت مبارکہ کیوں ضروری تھی اور اس قدر اذیت وتکلیف ومشقت کی تاریخ کیوں مرتب کی گئ ؟ کیا اہل مکہ عربی زبان نہیں سمجھتے تھے ؟ قرآن کسی ذریعہ سے نازل کردیا جاتا اور عوام وخواص اس کو پڑھ کر ازخود سمجھنے کی کوشش کرتے ، اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام کو درمیان میں کیوں واسطہ بنایا گیا خود براہ راست خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک قرآن مجید پہنچا دیا جاتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا جس میں واضح تعلیم ہے کہ بغیر استاذ و مُعلم صرف کتابوں کے ذریعہ قرآن وحدیث کا مقصد و مطلب و حقیقی مراد پالینا ممکن نہیں ہے ۔

اسی " سُنۃ اللہ " کے تناظر میں یعنی کتاب کے ساتھ مُعلم کا ہونا ضروری ہے علماء حق علماء دیوبند کا یہی مسلک ہے کہ دین صرف کتابی حروف ونقوش کا نام نہیں ہے اور نہ دین کو محض کتابوں سے سمجھا جاسکتا ہے ، اللہ تعالی نے ہمیشہ کتاب کے ساتھ رسول کو مُعلم بنا کر اس لیئے بھیجا تاکہ وہ اپنے قول وفعل وعمل سے کتاب کی تفسیر وتشریح کرے ، چنانچہ ایسی مثالیں تو ملتی ہیں کہ دنیا میں رسول بھیجے گئے مگر کتاب نہیں آئی ، لیکن ایسی مثال ایک بھی نہیں ہے کہ صرف کتاب بھیج دی گئ ہو اور اس کے ساتھ رسول مُعلم بن کرنہ آیا ہو ، اللہ تعالی کی یہ سنت بتلاتی ہے کہ دین کو سمجھنے سمجھانے اور پھیلانے پہنچانے کا راستہ وطریقہ صرف کتاب نہیں ہے بلکہ اس کے

ساتھ وہ اشخاص وافراد بھی ہیں جو کتاب کا عملی پیکر بن کر اس کتاب کی تشریح و تفسیر کرتے ہیں، لہٰذا دین کو سمجھنے کے لیئے " **کتابُ اللہ اور رجالُ اللہ** " لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں، ان میں سے ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا " **کتاب اللہ** " کو جناب خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر وتشریح کی روشنی میں اور سنت وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین وسلف صالحین کی تفسیر وتشریح وتحقیق کی روشنی میں ہی ٹھیک ٹھیک سمجھا جاسکتا ہے، اس کے بغیر دین کی اور قرآن وحدیث کی تعبیر وتشریح کی ہر کوشش گمراہی کی طرف ہی جاتی ہے

تمام صحابہ کرام اہل لسان تھے، عربی ان کی مادری زبان تھی مگر مقاصد قرآن سمجھنے کے لیئے جناب خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر وتشریح وتعلیم کے محتاج تھے اور آپ کی طرف ہی رجوع کرتے تھے اپنی سمجھ وفہم کو انہوں نے کافی نہیں سمجھا، اور صحابہ کرام اہل لسان ہونے کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت اور تمام دیگر صفات میں اعلی مقام رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود قرآن سمجھنے کے لیئے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی رجوع کرتے تھے،

تو معلوم ہوا کہ صرف عربی لغت پڑھ لینا بھی کافی نہیں اور نہ صرف مطالعہ کافی ہے اور تاریخ وتجربہ شاہد ہے کہ جس شخص نے بھی اساتذہ وماہرین کی مجلس میں بیٹھ کر باقاعدہ تمام اصول وقواعد کی روشنی میں علم دین حاصل نہیں کیا، بلکہ قوت مطالعہ کے ذریعے کتاب وسنت سمجھنے کی کوشش کی تو ایسا شخص گمراہی سے نہیں بچا، اسی طرح جس شخص نے اپنے ناقص عقل وفہم پر اعتماد کیا اور کسی ماہر مستند استاذ و مُعلم سے باقاعدہ علم حاصل نہیں کیا تو ایسا شخص خود بھی گمراہ ہوا اور دیگر لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ اور آج کے اس پرفتن دور میں لوگ اردو کے ایک دو رسالے پڑھ کر اور قرآن وحدیث کا اردو ترجمہ پڑھ کر بڑے فخر کرتے ہیں کہ اب ہم کو کسی امام ومعلم کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب ہم بڑے کامل ہوچکے ہیں ایسے جاہل لوگ اپنے ناقص عقل وفہم کی مدح سرائی کرتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں، اور آج کل جاہل عوام میں یہ وبا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی جانب سے پھیلائی جارہی ہے ہر جاہل ومجہول کو مُجتہد کا درجہ دیا ہوا ہے اور فی زمانہ وسائل اعلام (میڈیا کے ذرائع) کی کثرت کی بنا پر اس فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل ہر کس وناکس انتہائی دلیری کے ساتھ اپنی جہالت وحماقت وضلالت کو ہر ممکن ذریعہ سے پھیلا رہا ہے۔ احادیث صحیحہ میں ایسے شخص کے لیئے جہنم کی سخت وعید وارد ہوئی ہے کہ جو شخص اپنی خیال ورائی سے یا بغیر علم کے قرآن میں کوئی بات کرتا ہے، چند احادیث مبارکہ ملاحظہ کریں۔

1. عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار .

2. عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار .

3. عن جندب بن عبد الله البجلي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " من قال في القرآن برأيه فأصاب فقد أخطأ -

4. عن ابن عباس قال : من تكلم في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار (تفسير البغوي الجزء الأول)-

5. عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم : ((من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار ۔

(رواه الترمذي، كتاب تفسير القرآن باب ما جاء في الذي يفسر القرآن برأيه،)

خلاصہ ان روایات کا یہ ہے کہ جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے وخیال سے بات کی یا بغیر علم کے کوئی بات کی تو وہ شخص اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے یا قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کی اور بات صحیح بھی نکلے تب بھی اس نے خطا اور غلطی کی۔

یقینا اتنی سخت وعید سننے کے بعد ایک مومن آدمی قرآن میں اپنی رائے وخیال سے بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا، اور ان احادیث کی روشنی میں فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی حالت کو ملاحظہ کریں کہ ہر جاہل مجہول آدمی کو قرآن میں رائے زنی کا حق دیا ہوا ہے جب کہ اس فرقہ شاذہ میں شامل اکثری لوگوں کی حالت یہ ہے کہ قرآن کے علوم ومعارف پر دسترس تو کجا قرآن کی صحیح تلاوت بھی نہیں کر سکتے ،

ہمارے اسی زمانہ کے فتنوں کے سد باب اور روک تھام کے لیئے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمادیا تھا

عن معاوية رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين "(رواه في الصحيحين)-

وإنما العلم بالتعلم ، یعنی علم سیکھنے سے ہی حاصل ہوتا ہے

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (وإنما العلم بالتعلم) مرفوع حدیث ہے جس کو ابن ابی عاصم اور طبرانی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا

(يا أيها الناس تعلموا إنما العلم بالتعلم والفقه بالتفقه ومن يرد الله به خيرا يفقهه في الدين) . إسناده حسن. (فتح الباری ج1 ص147)

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

والمعنى ليس العلم المعتبر إلا الماخوذ من الأنبياء وورثتهم على سبيل التعلم

(فتح الباري ج 1 ص 148)

یعنی معنی اس حدیث (یا أیها الناس تعلموا إنما العلم بالتعلم الخ) کا یہ ہے کہ معتبر ومستند علم وہی ہے جو انبیاء اور ان کے ورثاء یعنی علماء سے بطریق تعلیم وتعلم حاصل کیا جائے ۔

یہاں سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو گیا کہ جو لوگ اردو کے چند رسائل پڑھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہم مجتہد وامام بن چکے ہیں اب ہمیں کسی امام کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب ہم نے خود ہی قرآن وحدیث کو سمجھنا ہے، ایسے لوگ درحقیقت بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور ایسے لوگوں کے ساتھ شیطان اس طرح کھیلتا ہے جس طرح بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں، لہٰذا لائق اعتماد اور قابل عمل وہی علم ہے جو انبیاء علیہم السلام سے بطور اسناد حاصل کیا گیا ہو، یہی وجہ ہے اہل حق کے یہاں مدارس ومکاتب میں آج تک یہی مبارک طریقہ رائج ہے اور عہد نبوی سے لے کر آج تک منزل بہ منزل اس کا باضابطہ سلسلہ چلا آرہا ہے اور اہل حق کے یہاں علم حدیث کی تعلیم کے لیئے " اجازت " کی ضرورت لازم ہوتی ہے، ایسا نہیں ہے کہ ہر شخص جاہل ومجہول اپنے آپ کو مُحدث، مُفسر، فقیہ وغیرہ القابات سے یاد کرے اور بغیر پڑھے لکھے اجتہاد وامامت کا دعوی کرے، تاریخ میں ایسے افراد کی کئی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے اپنے عقل وفہم اور قوت مطالعہ پر اعتماد کرکے قرآن وحدیث کو سمجھنے کی کوشش کی تو خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے ساتھ ایک خلق کثیر کو گمراہ کیا، اور اس باب میں ان لوگوں کے سینکڑوں واقعات ہیں جنہوں نے بغیر استاذ و مُعلم فقط ترجمہ یا ظاہری الفاظ کو پڑھ کر راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہ صحیح مفہوم کو نہ پاسکے بلکہ صحیح مفہوم ومراد کو اسی وقت پہنچے جب کسی اہل علم کی رجوع کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ گذشتہ تفصیل سے یہ بات خوب واضح ہوگئی اور یہ حقیقت بالکل عیاں ہوگئی کہ کسی بھی علم وفن کے حصول کے دو طریقے ہیں ۔

1. مطالعہ کے ذریعے بذات خود چند اردو یا عربی کتب ورسائل پڑھ کر۔
2. دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی باکمال وماہر استاذ و مُعلم کی مجلس میں باقاعدہ حاضر ہو کر بالمشافہ تمام شروط وآداب کی رعایت کرتے ہوئے سبقا سبقا اس علم کو پڑھا جائے۔

یقیناً ان دونوں طریقوں میں پہلا طریقہ بالکل غلط اور گمراہ کن ہے ۔

یقینی طور پر تحصیل علم کا مفید اور کامیاب اور قابل اعتماد طریقہ وہ دوسرا طریقہ ہے اسی طریقہ کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے تاریخ اور سلف صالحین کا عمل شاہد ہے کہ کسی بھی زمانہ اس کا خلاف نہیں کیا گیا، لہٰذا بطون کتب سے کوئی بھی قرآن وحدیث کو نہیں سمجھ سکتا، صحیح البخاری میں حضرت رضی اللہ عنہ کا قول ہے،

باب الاغتباط في العلم والحكمة وقال عمر تفقهوا قبل أن تسودوا (علم حاصل کرو فقہ حاصل کرو سردار و قائد بنائے جانے سے پہلے، امام ابو عبید نے اپنی کتاب (غریب الحدیث) میں فرمایا کہ معنی اس قول کا یہ ہے کہ بچپن میں علم اور فقہ حاصل کرو قبل اس کے کہ تم سردار ورئیس بن جاو تو پھر تم اپنے سے کم مرتبہ سے علم حاصل کرنے عار محسوس کرو تو اس طرح تم جاہل رہ جاوگے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا

وقد تعلم أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم بعد كبرسنهم

یعنی صحابہ کرام نے بڑی بڑی عمر میں علم حاصل کیا۔
اللہ تعالی عوام وخواص اہل اسلام کو صحیح سمجھ دے اور کتاب وسنت کو اس کے اہل لوگوں سے پڑہنے سمجھنے اوراس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

وسوسہ = یہود ونصاری اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہا مانتے تھے اس لیئے اللہ نے ان کومشرک فرمایا اور مقلدین بھی ان کی طرح اپنے اماموں کا کہا مانتے ھیں

جواب = یہ وسوسہ بہت کثرت کے ساتھ پھیلا یا گیااور یہود ونصاری کی مذمت میں وارد شدہ آیات کو ائمہ کے مقلدین کے حق میں بعض جہلاء نے استعمال کیا جو کہ سراسر جھوٹ اور دھوکہ ہے کیونکہ یہود ونصاری کو جواحکامات شریعت دیئے گئے اور جو کتب اللہ تعالی نے ان کی ہدایت کے واسطے نازل کیں توان احکامات شریعت وکتب ساویہ میں علماء یہود ونصاری نے کھل کر تغیر وتبدل کیا اور تحریف جیسے جرم عظیم کے مرتکب ہوئے اوراس جرم کا اصل سبب موجب تن آسانی اور راحت پسندی اور عیش وعشرت تھا جس حکم میں دشواری ودقت محسوس کرتے اس کو تبدیل کردیتے اور مقدس آسمانی کتب میں تحریف کرکے اپنی خواہش ومرضی کے موافق مضمون درج کردیتے تھے اس لیئے قرآن مجید نے ان کے قبیح حرکت کو ان الفاظ میں ذکر کیا

(يكتبون الكتاب بأيديهم ثم يقولون هذا من عند الله)

وہ (اہل کتاب) اپنے ہاتھوں سے کتاب (میں) لکھ ڈالتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔
قرآن مجید میں جابجا ان کی اس قبیح حرکت اور عظیم جرم کو بیان کیا گیااور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی اوران علماء سُوء کے کہنے پر چلے جو غلط ومُحرَّف احکام کی تعلیم دیتے تھے توایسے پیروکاروں کومشرك کہا گیا۔
لیکن ائمہ اربعہ کے مقلدین کو یہود ونصاری پر قیاس کرکے مشرك بتلانا قطعاً غلط ہےاور ایک جاہل واحمق دین سے بے خبر شخص ہی یہ بات کرسکتا ہےاس لیئے فقہاء امت محمدیہ وائمہ اسلام نے (معاذاللہ) وہ کام نہیں کیئے جو یہود ونصاری کے احبار ورُہبان کرتے تھے ،
کیا فقہاء وائمہ اسلام نے بھی یہود ونصاری کے علماء کی طرح دین میں تحریف کی ؟؟؟
کیا فقہاء وائمہ اسلام بھی اپنی طرف سے احکام گھڑ کرلوگوں کو تعلیم کرتے رہے ؟؟؟
کیا پورے تاریخ اسلام میں کسی بھی عالم وامام نے یہ کہا ہے کہ فقہاء وائمہ اسلام بھی یہود ونصاری کے علماء کی طرح تحریف وتبدیل کے جرم کاارتکاب کرتے رہے لہٰذاان کے مُقلدین وپیروکار مشرك ہیں ؟؟؟
فقہاء وائمہ اسلام نے کیا کام کیا ؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس کا جواب اس طرح دیتے ہیں

(ويفهمونهم مراده بحسب اجتهادهم واستطاعهم)

یعنی فقہاء کرام تو عام مسلمانوں کو اپنی اجتہاد وطاقت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی (احادیث کی) مراد بتلاتے ہیں۔

اور امت مسلمہ کے ائمہ مجتہدین کے بارے صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ

اگر وہ اجتہاد کرے اور اجتہاد درست ہو تو اس کے لیئے دو اجر ہیں اور اگر اجتہاد میں خطا و غلطی کر لے پھر بھی اس کے لیئے ایک اجر ہے

روى عمرو بن العاص ، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال : { إذا اجتهد الحاكم فأصاب فله أجران ، وإذا اجتهد فأخطأ فله أجر [متفق عليه]

امام البخاری رحمہ اللہ نے اس طرح باب قائم کیا

(باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ)

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام البخاری رحمہ اللہ اشارہ کر رہے ہیں اس بات کی طرف کہ جس مجتہد کا حکم یا فتوی بوجہ خطاء کے رد کر دیا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مُجتہد گناہگار ہوگا، بلکہ جب اس نے اپنی طاقت و کوشش اجتہاد میں صرف کی تو اس کو اجر دیا جائے گا اور اگر وہ مُصیب ہوا تو دوگنا اجر اس کو ملے گا، لیکن اگر بغیر علم فتوی و حکم دیا تو پھر گناہگار ہوگا۔ الخ

حاصل یہ کہ یہود ونصاری کے علماء اور فقہاء امت محمدیہ کے کام اور عمل میں فرق بالکل واضح ہے یہود ونصاری کے علماء دین میں تحریف و تبدیل کے مرتکب ہوئے اور فقہاء امت محمدیہ نے مُراد نبی کو امت کے سامنے واضح کیا اور انتہائی اخلاص وکامل امانت ودیانت کے ساتھ صحیح دین کو لوگوں تک پہنچایا، یہ حضرات تو امت کے مُحسن ہیں ان کے متّبعین ومُقلدین کو مشرک کہنے والے جاہل واحمق لوگ ہیں جو کہ عنداللہ اس جرم پر ماخوذ ہوں گے ، کیونکہ خود اللہ تعالی ان کی اتباع و پیروی کا حکم دیتا ہے

(يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم)

أولي الأمر " کی تفسیر میں بعض مفسرین نے " هم الأمراء " بھی لکھا ہے لیکن اکثر مفسرین نے اس سے " ألعلماء والفقهاء " مراد لیا ہے، اور اسی سے تقلید واتباع ائمہ اربعہ کا وجوب بھی ثابت ہوگیا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

1. فقال بعضهم: هم الأمراء-

2. وقال آخرون: هم أهل العلم والفقه "

اور یہ قول ہے جابر، ومجاهد، وابن أبي نجيح، وابن عباس ، وعطاء بن السائب، والحسن، وأبو العالية. رحمهم الله کا۔

شیخ الاِسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ

وأولوا الأمر هم: العلماء والأمراء، یعنی (واِولوا الأمر) سے مراد علماء وامراء ہیں ۔

اور ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

الأمراء کی اطاعت بھی علماء کی اطاعت کے تابع ہے۔

اللہ تعالی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور شیاطین الانس والجن کے وساوس محفوظ رکھے ۔

وسوسه = همارے اوپرشریعت نے کتاب وسنت کی اتباع کو لازم کیا هے نه که ائمه اربعه کی اتباع وکلام کو، لهذا ائمه اربعه کی پیروی کوچھوڑنا ضروری هے۔

جواب = دلائل شرعیہ صرف کتاب وسنت ہی نہیں بلکہ اجماع، وقیاس، وقول صحابی، وعرف، واستحسان، وغیر ذلک بھی اہل سنت کے نزدیک دلائل شرعیہ میں داخل ہیں، اور صرف کتاب وسنت کو ہی دلیل کہنا اور دیگر دلائل کو تسلیم نہ کرنا بہت بڑی خطا ہے،

اور جہاں تک تعلق ہے اِقوال ائمۃ مجتہدین کا تو وہ کتاب وسنت کے مخالف ومقابل نہیں ہیں بلکہ ان کے اِقوال کی حیثیت کتاب وسنت کے لیئے بمنزلہ تفسیر وبیان کے ہیں لہٰذا اِقوال الائمۃ کو لینا آیات واحادیث کے چھوڑنے کے مترادف ہر گز نہیں ہیں بلکہ بعینہٖ کتاب وسنت کا ہی تمسّک ہے کیونکہ آیات واحادیث انہی ائمۃ کرام کے واسطہ سے ہم تک پہنچی ہیں اور یہ ائمۃ کرام اور اسلاف عظام سب سے زیادہ کتاب وسنت کا علم رکھتے تھے ، صحیح وسقیم حسن وضعیف مرفوع ومرسل ومتواتر ومشہور وغیرہ احادیث ، متقدم ومتأخر کی تاریخ ، ناسخ ومنسوخ ،اِسباب ولغات ، ضبط وتحریر وغیرہ غرض یہ کہ تمام علوم میں اعلی درجہ کا کمال رکھتے تھے ، قرآن واحادیث کے علوم واسرار ومعارف کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے ، لہٰذا قرآن واحادیث سے ان ائمہ نے فوائد واِحکام ومسائل مستنبط کیئے اور لوگوں کے سامنے اس کو بیان کیئے اور ان کے گراں قدر خدمات اور قربانیوں نے ہی قرآن واحادیث اور دین پر عمل کو آسان بنایا، اور قرآن واحادیث میں وارد شدہ مشکل ومخفی مسائل کو حل کروایا، اور اللہ تعالی نے ان ائمہ کرام کے ذریعہ امت میں خیر کثیر کو پھیلایا ۔

وسوسہ = مقلدین همیشه اپنے امام ومذهب کی بات وقول پرعمل کرتے هیں اگرچه امام کا قول اللّٰہ ورسول کے قول وحکم کے مخالف کیوں نه هو ۔

جواب = یہ وسوسہ بالکل باطل وفاسد ہے کہ مقلدین امام کے قول کو اللہ ورسول کے حکم پر ترجیح دیتے ہیں، اور حقیقت حال یہ ہے کہ امام مجتہد کے قول کو اللہ ورسول کے حکم کے مخالف ظاہر کرنا عموما عوام الناس کو گمراہ کرنے اور ائمہ مجتہدین سے بغض وتعصب کی بناپر کیا جاتا ہے، کیونکہ عموما یہ بات کہنے والے لوگ کسی جاہل کی تقلید میں کہتے ہیں، باقی ان کے بقول مثلا امام کافلاں قول قرآن وحدیث کے خلاف ہے، اب اس کہنے والے کو نہ تو امام کے اس قول کا کچھ علم ہوتا ہے اور نہ آیت وحدیث کی کچھ خبر ہوتی ہے بس اندہی تقلید میں اس طرح کے وساوس اور بے سروپا باتیں یاد کرکے پھیلاتے رہتے ہیں، اور اگر بالفرض کسی جگہ امام کا قول بظاہر کسی حدیث کے خلاف بہی نظر آتا ہو لیکن امام کے پاس اپنے قول پر کسی دوسری حدیث وآیت وغیرہ سے دلیل موجود ہوتی ہے، لیکن جاہل شخص بوجہ اپنی جہالت کے اس کو نہیں جانتا لہٰذا وہ ان ائمہ کرام لعن طعن کرنا شروع کردیتا ہے۔

وسوسہ = مقلدین صرف ائمه اربعه کی تقلید کیوں کرتے هیں مجتهد تواوربهی هیں؟؟ لہذا مقلدین کا یه عمل بهی تقلید کی طرح بدعت هے ۔

جواب = یہ وسوسہ بھی باطل ہے کیونکہ کسی بھی امام مجتہد کی تقلید واتباع کے لیئے ضروری ہے کہ اس کے تمام اجتہادات محفوظ ومُدون ہوں، اوراس کے اقوال وفتاوی واحوال قطعیت وتواتر سے مشہور ومعلوم ہوں، اور یہ مرتبہ وشرف ائمہ اربعہ کے سوا کسی اور امام مجتہد کو حاصل نہیں ہوا، لہٰذا فروعی مسائل میں صرف ائمہ اربعہ کی طرف رجوع ہوگا، اور پھر ائمہ اربعہ دیگر فضائل واوصاف وکمالات کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ قول باری تعالی (واتبع سبيل من أناب إلي) کی عُموم میں داخل ہیں، کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں ہوگی کیونکہ " اتباع سَبیل " کے لیئے " علم سَبیل " ضروری ہے، اور یہ بات ثابت ہے کہ بجزائمہ اربعہ کے کسی اورامام مجتہد کی سبیل تمام جزئیات وفروعات کی تفصیل کے ساتھ معلوم نہیں تواس کی اتباع وتقلید کیسے ہوگی؟؟ پس اتباع وتقلید کا انحصار مذاہب اربعہ میں ثابت ہوا۔

وسوسہ = فرقه جدید اهل حدیث کا دعوی هے که همارا وجود عهد رسالت سے آج تک مسلسل هے ۔

جواب = اس وسوسہ کے تحت کچھ کلام غالبا گذشتہ سطور میں گذرچکا، مزید عرض ہے کہ اگر بالفرض فرقہ جدید اہل حدیث کا یہ دعوی مبنی برحقیقت ہوتا توہمیں اس کی تسلیم سے کوئی انکار نہیں، لیکن چونکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، بس جاہل عوام کو دھوکہ دینے کے لیئے یہ وسوسہ بڑا چلتا ہے، لیکن اہل نظر کے سامنے یہ وسوسہ محض باطل وفاسد اور یہ دعوی محض کاذب ہے، اگر بالفرض

یہی بات ہے تو فرقہ جدید اہل حدیث کا کوئی بھی فرد کم از کم کوئی حدیث کی ایسی سند پیش کردے جس کے راویوں میں کوئی بھی راوی مُقلد حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی نہ ہو ؟ اور ساتھ ہی کتب حدیث کے مولفین سے پہلے اور بعد میں جو لوگ آج کل کے نام نہاد اہل حدیث وغیر مقلد کی طرح خیالات و نظریات رکھتے ہوں، ان کی ایک مختصر فہرست ہی پیش کردیں ؟ ایک طرف تو آج کل فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے چند افراد جاہل عوام کو ورغلانے کے لیئے اپنی قدامت کے متعلق یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارا وجود عہد رسالت سے مسلسل چلا جارہا ہے، دوسری طرف اس فرقہ جدید کے مُوجدین واکابر یہ اقرار و تصریح کرتے ہیں کہ ہم نے اپنی جماعت کے لیئے اہل حدیث کا لقب ہندوستان میں انگریزی دور میں پنجاب کے انگریز گورنر کو باقاعدہ درخواست دے کر الاٹ کروایا،

مولوی عبدالمجید غیر مُقلد فرماتے ہیں کہ

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعتُ السُنۃ (رسالہ) کے ذریعہ اہل حدیث کی بہت خدمت کی لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا، آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر بھی پائی ۔

(حاشیہ سیرت ثنائ ص 452)

اس طرح کی تصریح فرقہ جدید کے دیگر کتب میں موجود ہے، اس بیان سے معلوم ہوا کہ ابتداء میں ان کو وہابی کہا جاتا تھا تو یہ لقب انہوں سے اپنے لیئے پسند نہیں کیا، دوسری یہ بات بھی بیان مذکور سے واضح ہے " اہل حدیث " لقب کی ابتداء اس فرقہ کے لیئے ہندوستان میں انگریزی دور سے ہوئی، اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر بالفرض اس فرقہ جدید اہل حدیث کا وجود عہد رسالت سے مسلسل چلا آرہا ہے تو انگریزی دور میں دوبارہ سرکاری کاغذات میں یہ لقب الاٹ کرنے کی کیا ضرورت ؟؟

بس حقیقت وہی ہے جو اس بیان میں مذکور ہوئی باقی سب جاہل عوام کو خوش کرنے کے لیئے محض وساوس کو پھیلایا جاتا ہے۔

وسوسہ = ہمارا وجود عہدرسالت سے چلا آرہا ھے اور مقلدین کا وجود بہت بعد میں نمودار ھوا ، اورتقلید کی بدعت بھی بعد کی پیداوار ھے ۔

جواب = نام ولقب بھی اہل حدیث ہے اور دعوی بھی یہ کہ ہمارا اوڑھنا بچھونا حدیث ہی ہے اور یہ دعوی بھی کہ ہمارا وجود عہد رسالت، عہد صحابہ، عہد تابعین و تبع سے باقاعدہ ہر زمانہ میں موجود چلا آرہا ہے، اب ہم اس دعوی کو سامنے رکھ حقائق کو دیکھتے ہیں تو جہاں پورے تاریخ اسلام میں اس فرقہ جدید کا نام ونشان ہمیں نظر نہیں آتا وہاں حدیث کے میدان میں بھی اس فرقہ جدید کے کچھ آثار وکارنامے نظر نہیں آتے ، تمام کتب حدیث اور شروح حدیث وحواشی اور حدیث واصول حدیث وعلوم حدیث کے تمام کتب لکھنے والے حنفی، شافعی، مالکی، یا حنبلی ہیں، جو بوجہ تقلید کے اس فرقہ جدید کے نزدیک مشرک وبدعتی ہیں، کیا مشرک کی کتاب سے استفادہ کرنا جائز ہے ؟؟

آپ یقین جانیں کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کبھی بھی اپنے اس موقف پر قائم نہیں رہ سکتا، بس عوام کو گمراہ کرنے کے لیئے زبانی دعوے کرتے رہتے ہیں، پھر ہندوستان میں اس فرقہ جدید کے جتنے بھی اکابر گذرے ہیں سب کی حدیث کی سند " حنفی مُقلد " کے واسطہ سے ائمہ حدیث تک جا پہنچتی ہے، اور ساتھ ہی یہ دعوی بھی کرتے ہیں کہ مُقلد مشرک وجاہل وبدعتی ہے، اس فرقہ جدید کے تمام اکابر کے حدیث کی سند صرف حضرت شاہ ولی اللہ حنفی کا واسطہ ہے، اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃاللہ علیہ حنفی مُقلد ہونے کے ساتھ ساتھ اشعری بھی تھے جیساکہ انہوں نے اپنی کتاب [الفضل المُبین] میں حدیث مُسلسل بالأشاعرة کے ابتدا میں لکھا ہے، اور اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃاللہ علیہ صُوفی بھی تھے اور تصوف میں " خرقہ " بھی انہوں نے پہنا تھا ،اب ایک مُقلد حَنفی اشعَری صُوفی کے واسطے بغیر اس فرقہ جدید کے بانیان واکابر کی سند حدیث ارباب صحاح ستہ پہنچ نہیں سکتی، اور دعوی یہ ہے کہ ہمارا وجود عہد رسالت، عہد صحابہ، عہد تابعین وتبع تابعین سے باقاعدہ ہر زمانہ میں موجود چلا آ رہا ہے، اور ساتھ ہی یہ دعوی بھی کہ مُقلد مشرک وجاہل وبدعتی ہوتا ہے، اب اس طرز وروش کو کیا جائے جہالت وحماقت یا ضد وتعصب وعداوت ؟؟
اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃاللہ علیہ کے تمام شیوخ واساتذہ جن سے آپ نے حرمین شریفین علم حدیث حاصل کیا وہ سب کے سب مُقلد تھے، شیخ ابو طاہر کُردي رحمۃاللہ علیہ جن سے شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے صحاح ستہ پڑھیں وہ شافعي المسلك مُقلد تھے، اور شیخ وفد اللہ المالکي رحمۃاللہ علیہ جن سے شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے **موطا مالك** پڑھی وہ مالکي المسلك مُقلد تھے، اور شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ سے لے کر امام بخاری تک صحیح بخاری کی سند میں شیخ احمد بن ابی طالب حجار حنفي المسلك مُقلد تھے، اور شاہ صاحب کی سند میں دوسرے رُواۃ بھی مُقلد ہیں، اور فرقہ جدید اہل حدیث کے مُوجدین واکابر کے پاس امام بخاری تک پہنچنے کے لیئے اور کوئی سند ہی نہیں ہے، یہ ہے اس فرقہ جدید کی حقیقی تصویر کہ احناف کو چھوڑ کر بخاری ومسلم تک پہنچنے کا ان کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے، لیکن جاہل عوام کو ورغلانے کے لیئے بڑے بلند بانگ جھوٹے دعوے کرتے ہیں،
اور باطل وساوس پھیلاتے ہیں، هدانا الله واياهم الى السواء السبيل
اب شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ خود بھی حنفي المسلك مُقلد اور ان کے شیوخ حدیث بھی مُقلد تھے، آج فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جُہلاء مُقلدین کو مشرك وجاہل وبدعتی پکارتے ہیں، اب اس طرز وروش کو کیا جائے جہالت وحماقت یا ضد وتعصب وعداوت ؟؟
اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃاللہ علیہ کی سند حدیث دو واسطوں سے آگے پہنچتی ہے، ایک حضرت شاہ اسحٰق رحمۃاللہ علیہ اور دوسرے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃاللہ علیہ اور اللہ کی شان یہ دونوں بزرگ بھی پکے حنفي المسلك مُقلد تھے، اور فرقہ جدید کے بانی میاں نذیر حسین دہلوی صاحب شاہ اسحٰق صاحب حنفی کے شاگرد وخلیفہ تھے۔
حاصل کلام یہ کہ فرقہ جدید کے سب اکابر کی سند حدیث حنفی مُقلدین کے واسطے سے ارباب صحاح ستہ تک پہنچتی ہے، اب اگر ہم آج کل کے فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جہلاء کے اس دعوی کاذبہ کو دیکھیں کہ مُقلد مشرک وجاہل وبدعتی وگمراہ ہوتا ہے تو پھر اس

فرقہ جدید کے تمام اکابر کا سند حدیث بھی باطل ہو جاتا ہے کیونکہ درمیان میں مُقلدین کا واسطہ ہے، تو اس فرقہ جدید کے اکابر کی سند حدیث ہی باطل وغیر معتبر ہوگئی، جب فرقہ جدید کے اکابر کا یہ حال ہے تو بعد میں آنے والے نام نہاد اہل حدیث کا کیا حال ہوگا؟؟

نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے

وجوب تقلید ائمہ مجتهدین اورتقلید کاعام فہم مفہوم

کسی بھی جاہل وعامی شخص کو جب ایک مسئلہ درپیش آتا ہے اوراس کو اس کا حکم معلوم نہیں ہوتا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ (جیسا کہ ایک عامی شخص کی تمام دینی مسائل میں یہی حالت ہوتی ہے) تو لازمی طور پر اس کو کسی عالم دین کی طرف رجوع کرنا پڑے گا تاکہ اس سے صحیح مسئلہ وحکم معلوم کرسکے، اور رجوع کرنے سے پہلے یہ شخص ضرور سوچے گا کہ میں ایسے عالم سے یہ مسئلہ دریافت کروں جو کہ علوم شریعت میں کامل وماہر ہو، اور متقی وپرہیزگار ونیک صالح وباعمل ہو، کیونکہ عالم میں اگر علم کامل نہیں تو جاہل سے کیا جواب بن سکے گا اور ایسا ہوگا کہ ایک جاہل شخص جاہل سے مسئلہ دریافت کرتا ہے تو ظاہر ہے اس کا نتیجہ سوائے خرابی ونقصان کے اور کیا ہوگا، اسی طرح اگر وہ عالم باعمل ومتقی ومتصف بصفات حمیدہ نہیں ہے تو پھر بھی کسی وجہ سے غلطی کا احتمال ہے، اور جب علوم شریعت میں کامل وماہر ومتقی وصالح وباعمل عالم مل جائے اوراس سے کوئی شرعی مسئلہ دریافت کرکے اس پر عمل کرے تو اسی کا نام "" **تقلید** "" ہے،

اور ایک عالم کامل وماہر پر اعتقاد پختہ ہوجائے اوراس سے مسئلہ دریافت کرے تو تو اسی کا نام "" **تقلید شخصی** "" ہے، اور اگر متعدد کاملین وماہرین علماء سے پوچھتا ہے تو یہ "" **تقلید غیرشخصی** "" ہے، اور ناواقف وعامی شخص کا اہل علم کی رجوع اوران سے مسئلہ دریافت کرکے عمل کرنے کا حکم قرآن وحدیث کی نصوص میں مذکور ہے

قال الله تعالى :: فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون :: سورة الأنبياء

امام العلامہ الشاطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

سائل کے لیئے یہ صحیح (جائز) نہیں ہے کہ وہ اس آدمی سے سوال کرے جس کا جواب شریعت میں معتبر نہیں ہے (جیسا کہ فی زمانہ میں بعض لوگوں نے ڈاکٹر، پروفیسر وغیرہ جاہل لوگوں کو شیخ کے نام سے مشہور کردیا)۔ کیونکہ یہ معاملہ کو نااہل کے سپرد کرنا ہے، اوراس طرز عمل کے غلط ہونے پر اجماع ہے، بلکہ واقعہ اور حقیقت میں بھی یہ ممکن نہیں ہے، کیونکہ سائل نااہل آدمی کو کہتا ہے جب وہ اس سے سوال کرتا ہے کہ تو مجھے خبر دے اس مسئلہ کے بارے میں جو تو نہیں جانتا اور میں اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں اس

مسئلہ میں جس میں ہم برابر کے جاہل ہیں، اور یقیناً اس قسم کا شخص عُقلاء کے زُمرہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔
(العلامہ الشاطبیؒ رحمہ اللہ نے بڑی خوبصورت بات لکھی ، آج کل ائمہ مجتہدین کی اتباع و تقلید کے منکر لوگوں کا یہی حال ہے)
قال الشاطبي رحمه الله : (ذلك أن السائل لا يصح أن يسأل من لا يعتبر في الشريعة جوابه، لأنه إسناد الأمر إلى غير أهله، والإجماع على عدم صحة مثل هذا، بل لا يمكن في الواقع؛ لأن السائل يقول لمن ليس بأهل لما سئل عنه: أخبرني عما لا تدري، وأنا أسند أمري لك فيما نحن بالجهل به على سواء، ومثل هذا لا يدخل في زمرة العقلاء (الموافقات 262/4.)

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وفي الآية دلالة على وجوب المُراجعة إلى العلماء فيما لايعلم ۰

اس آیت میں یہ دلالت ہے کہ جن مسائل واحکام کا علم نہ ہو تو علماء کرام کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔
(کیا ائمہ اربعہ کے علماء بلکہ سید العلماء ہونے میں کسی کو کوئی شک ہو سکتا ہے؟ جو اہل اسلام دین کے مسائل واحکام سمجھنے کے لیئے ائمہ اربعہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، کیا ان کا یہ طرز عمل اس آیت مبارکہ عین مطابق نہیں ہے؟)
لوگوں کی فلاح ونجات علماء کے وجود میں منحصر ہے، اور جب علماء نہیں رہیں گے تو لوگ جاہل لوگوں کو اپنے سردار (وشیخ وامام) بنالیں گے، پس ان سے سوال کیا جائے گا (شیخ صاحب میرا یہ سوال ہے وہ سوال ہے الخ) پس وہ بغیر علم فتوی دیں گے خود بھی گمراہ اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔
عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما ـ قال: سمعت رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ يقول: (إن الله لا يقبض العلم انتزاعًا ينزعه من العلماء ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يُبْق عالما، اتخذ الناس رؤوسًا جهالاً فسئلوا فأفتوا بغير علم، فضلوا وأضلوا) رواه البخاري .

علماء شریعت وائمہ مجتہدین کی اطاعت واجب ہے

قال تعالى : يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولو الأمر منكم سورة النساء الآية 59 ۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یعنی اہل الفقہ والدین واہل اللہ جو لوگوں کو ان کے دین کے معانی (مسائل واحکام) سکھاتے ہیں، اور ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں، پس اللہ تعالی نے ان (اہل الفقہ والدین واہل اللہ) کی اطاعت کو بندوں پر واجب کر دیا ہے۔
قال ابن عباس رضي الله عنه : (يعني أهل الفقه والدين وأهل الله الذين يعلمون الناس معاني دينهم، ويأمرونهم بالمعروف وينهونهم عن المنكر فأوجب الله طاعتهم على عباده (رواه الطبري في تفسيره 941/5 ، ويقول الإمام بن كثير عند تفسير الآية: (والظاهر والله أعلم أنها عامة في كل أولي الأمر من العلماء والأمراء (ابن كثير 815/1.)

مسألة: مفسر شہیر امام قُرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ
عوام پر علماء کی تقلید واجب ہونے پر علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ کے فرمان " فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون " میں یہی علماء ہی مراد ہیں، علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نابینا آدمی پر جب قبلہ کی سمت مشتبہ ہو جائے تو اس کے لیئے ایک ثقہ آدمی کی تقلید ضروری ہے، (تاکہ وہ اس کو قبلہ کی صحیح سمت بتلائے) اسی طرح جس کے پاس دین پر چلنے کے لیئے علم نہیں ہے (یعنی جاہل ہے) تو اس کے لیئے عالم (کامل وماہر) تقلید ضروری ہے، اسی طرح علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ عام لوگوں کے لیئے یہ جائز نہیں کہ وہ فتوی دیں۔

مسألة: لم يختلف العلماء أن العامة عليها تقليد علمائها، وأنهم المراد بقول الله عز وجل: "فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون" أجمعوا على أن الأعمى لا بدله من تقليد غيره ممن يثق بميزة بالقبلة إذا أشكلت عليه؛ فكذلك من لا علم له ولا بصر بمعنى ما يدين به لا بد له من تقليد عالمه، وكذلك لم يختلف العلماء أن العامة لا يجوز لها الفتيا؛ لجهلها بالمعاني التي منها يجوز التحليل والتحريم.
(تفسير القرطبي ، سورة الأنبياء)

[فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ]

قرآن مجید میں یہ قاعدۃ واصول وحکم دو مقامات پر ذکر ہوا ہے

1. سورة النحل، يقول تعالى: {وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (43) بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ} [النحل: 43، 44]
2. سورة الأنبياء، يقول سبحانه وتعالى: { وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ} [الأنبياء: 7]

چند فوائد اس آیت مبارکہ کی روشنی میں

1. اہل العلم کی مدح وتعریف وعظمت وعلو مرتبہ۔

2. جاہل و ناواقف شخص کے لیئے اہل العلم کی طرف رجوع لازم ہے۔
3. اسی طرح سوال واستفسار اِہل الذکر (قرآن وسنت کے ماہر وکامل) علماء سے ہوگا نہ کہ جاہل شخص سے۔
4. اس میں واضح دلیل ہے کہ تمام لوگوں پر اجتہاد واجب نہیں ہے بلکہ کچھ مجتہد ہوں گے، صاحب اجتہاد واستنباط ہوں گے باقی لوگ ان سے پوچھ کر اوران کی پیروی و تقلید میں قرآن وحدیث پر عمل کریں گے۔
5. اور اِہل الذکر یعنی علماء سے سوال کا قرآنی حکم واضح وروشن دلیل ہے کہ لوگ ان سے سوال کریں گے ان کی تقلید کریں گے لہٰذا ان عوام لوگوں کا فریضہ سوال ہوگا نہ کہ اجتہاد، یہ تو شریعت کا اور قرآن کا واضح فیصلہ ہوا، باقی عقل بھی اس کے موافق ہے کیونکہ سب لوگوں کا مجتہد بن جانا خارج از امکان ہے۔
6. اور اِہل الذکر (قرآن وسنت کے ماہر وکامل علماء) ہیں اور جو لوگ علوم قرآن وسنت تو در کنار بلکہ عربی عبارت تک نہ پڑھ سکتے ہو ان سے کوئی سوال واستفسار جائز نہیں ہے (جیسا کہ آج کل کے فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل نام نہاد شیوخ کا حال ہے) ۔

یہ حقیقت بھی ذہن میں رہے کہ سائل (قرآن وسنت کے ماہر وکامل) عالم وامام مجتہد سے کسی بھی مسئلہ ومعاملہ میں اللہ ورسول کا حکم دریافت کرتا ہے، عالم وامام سے اس کی اپنی خواہش ومرضی دریافت نہیں کرتا، لہٰذا دلائل بالا سے عوام کے لیئے تقلید کی ضرورت ثابت ہوگئی، اور یاد رہے کہ عوام سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اجتہاد سے عاجز و قاصر ہے۔

سوال = اگر عالم سے مسئلہ کے دلائل بھی پوچھ لے تو اچھا ہے تاکہ تقلید سے نکل جائے یعنی پھر تقلید کا ارتکاب لازم نہیں آئے

جواب = پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا مسئلہ کے ساتھ دلیل مانگنا بھی ضروری ہے؟؟ جو لوگ ضروری سمجھیں تو پھر ان پر لازم ہے کہ طلب دلیل کی فرضیت کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں اور یہ کہ جاہل وعامی شخص کا عالم وامام سے بغیر طلب دلیل کے مسئلہ پوچھنا حرام ہے؟؟

دوسری بات یہ ہے کہ اگر جاہل وعامی شخص دلیل پوچھ بھی لے، تو بھی اس کے لیئے عالم کے قول پر اعتماد کے بغیر چارہ نہیں ہے، حتی کہ دلیل کے دلیل بنتے تک جاہل وعامی کو پھر بھی تقریباً چھ امور میں عالم کی تقلید کرنا ہوگی۔

1. یہ آیت یا حدیث جو عالم نے پڑھی واقعی آیت یا حدیث ہے، خود ایک جاہل عامی شخص یہ بھی نہیں جان سکتا۔
2. پھر اس آیت یا حدیث کے ترجمہ اور مطلب میں بھی عالم کی تقلید کرنا ہوگی، کیونکہ جہالت کی وجہ سے ایک عامی شخص صحیح وغلط ترجمہ کی تمیز بھی نہیں کرسکتا۔
3. یہ حدیث یا آیت منسوخ تو نہیں۔
4. یہ کسی دوسری دلیل سے مُعارض تو نہیں ہے۔

5. یہ حدیث صحیح یا ضعیف یا موضوع تو نہیں ہے۔
6. قرآن وحدیث کے پورے ذخیرے میں اس دلیل سے زیادہ راجح یا قوی دلیل کوئی موجود نہیں ہے وغیرہ ذالک ۔
ایک مسئلہ میں تقلید سے بھاگے تو چھ مقامات پر تقلید کرنا پڑی، بارش سے بھاگے پر نالہ کے نیچے کھڑے ہو گئے ،
معلوم ہوا جو لوگ عوام الناس کو مختلف وساوس اور حیلوں بہانوں سے ائمہ مجتہدین کی تقلید سے منع کرتے ہیں
اور تقلید کو شرک وبدعت وغیرہ مذموم الفاظ سے یاد کرتے ہیں، یہ لوگ درحقیقت عوام الناس کو ائمہ مجتہدین
وسلف صالحین کی تقلید سے نکال کر اپنی تقلید کرواتے ہیں، آج جتنے عوام الناس فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل
ہیں سب کا یہی حال ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید سے نکل کر جُہلاء کی اندھی تقلید کرتے چلے جارہے
ہیں، لیکن بوجہ جہالت کے یہ بے چارے نہیں سمجھتے۔

خوب یاد رکھیں عامی وجاہل شخص کو تقلید کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے فرق صرف اتنا ہے کہ تمام مسلمانان عالم بمطابق حکم قرآن حقیقی اِہل الذکر (یعنی ائمہ اربعہ) کی تقلید کرتے ہیں، اور ایک شر ذمہ قلیلہ (مختصر جماعت) حقیقی اِہل الذکر (یعنی ائمہ اربعہ) کو چھوڑ کر چند جُہلاء کی تقلید کرتے ہیں۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث اور تقلید

عوام الناس کے سامنے تو اس فرقہ جدید کے علمبردار بڑے زور وشور سے تقلید ائمہ کی مذمت کرتے ہیں، اور اس کو شرک وبدعت وضلالت گردانتے ہیں، اور ہمارے عُرف میں اس فرقہ جدید کا نام تو غیر مُقلد مشہور ہو گیا لیکن درحقیقت یہ بھی مُقلد ہیں اور سب سے بڑے مُقلد ہیں، اس فرقہ جدید میں شامل جو لوگ ہیں بس انہیں کی اوہام ووساوس کو ہانکتے رہتے ہیں۔

یاد رہے کہ تقلید سے کسی کو کوئی مَفر نہیں ہے جس طرح یہ لوگ ایک طرف تو دین میں ائمہ کی تقلید کو حرام گردانتے ہیں، لیکن خود اسی تقلید میں مُبتلا نظر آتے ہیں، کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ تقلید کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ پھر عوام کے سامنے اس فرقہ جدید کے علمبردار تقلید کو شرک وبدعت وضلالت کیوں کہتے ہیں؟؟

اس کا واضح جواب یہ ہے کہ عوام کو اگر پوری حقیقت بتلادیں تو پھر تو اہل حق کے خلاف پروپیگنڈہ کا سارا سلسلہ بند ہو جائے ،
اور اگر عوام کو صحیح مسئلہ بتائیں تو اس فرقہ جدید کی ساری تحریک ہی ختم ہو جائے ، اس فرقہ جدید کا دعوی ہے کہ دین میں ائمہ کی تقلید ناجائز وحرام وبدعت ہے، اس لیئے مثلاً جو اہل اسلام امام ابو حنیفہ کی اجتہادی وفروعی مسائل میں تقلید کرتے ہیں، ان کو اس فرقہ جدید کی طرف سے کبھی مُشرک وبدعتی کا خطاب دیا جاتا ہے، کبھی احبار ورُہبان واکابر کا پجاری کہا جاتا ہے، کبھی تقلید کا مریض

کبھی تقلیدی امت وغیرہ القابات سے پکارا جاتا ہے، اور یہ سب کچھ تقلید ائمہ کی وجہ سے کہا جاتا ہے، اب جو فرقہ دوسروں کو تقلید کی وجہ سے اس درجہ شدید الفاظ سے پکارتا ہے، وہ فرقہ خود بھی تمام مسائل میں تقلید ہی کرتا ہے، لیکن اپنی تقلید کو وہ تقلید نہیں کہتے، اب اس طرز کو کیا کہا جائے جہالت وحماقت یا عداوت ومنافقت وشرارت ؟؟

فرقہ جدید کا دعوی ہے کہ دین میں ائمہ کی اجتہادات کی تقلید ناجائز وحرام وبدعت ہے، اب یہ فرقہ جدید اپنے اس اصول پر قائم نہیں ہے۔

میں اس ضمن میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ مُحدثین کرام نے محض اپنی اجتہادات سے " حدیث " کے مختلف اقسام ذکر کیئے ہیں، اور آج تک انہیں کی تقلید میں بلاچوں وچرا " حدیث " کے ان اقسام کو اس فرقہ جدید سمیت تمام اہل اسلام استعمال کرتے ہیں، مثلا

[[المتواتر ، متواتر لفظي، ومتواتر معنوي، المشهور، المستفيض ، الخبرالواحد ،العزيز ، التابع ، الشاهد ، الاعتبار ، الشاذ ، المحفوظ ، المنكر ، الغريب ، المعروف ، المضطرب ، المقلوب ، المدرج ، مدرج المتن، ومدرج الإسناد ، المصحَّف ، تصحيف السمع ، تصحيف البصر ، المعلل ، المعل في السند ، المعل في المتن ، المعل في السند والمتن ، المنقطع ، المرسل ، المعلق ، المعضل ، المدلس ، تدليسالإسناد ، تدليس الشيوخ ، المرسل الخفي ، المتصل ،المسند ، المعنعن ، المؤنئن ، المسلسل ، العالي ، النازل ، المزيد في متصل الأسانيد،الصحيح لذاته، الصحيح لغيره ، الحسن لذاته ،الحسن لغيره ، الضعيف ، الخ]]

یہ چند اقسام میں نے بطور مثال ذکر کیئے جس کو محدثین کرام متن وسند، رُواۃالحدیث، ومراتب حدیث، وغیرہ کے اعتبار سے استعمال کرتے ہیں، اور یہ تمام اقسام واسماء واصطلاحات خالص اجتہادی ہیں، محدثین کرام کے اجتہادات کا ثمرہ ہیں، اسی لیئے اس باب میں محدثین کرام کے مابین اختلاف بھی پایا جاتا ہے جس کی تفصیل " اصُول حدیث " کی کتب میں موجود ہے،

ایسا ہی " جرح وتعدیل " کے باب میں مُحدثین کرام نے اپنے اپنے ظن واجتہاد سے مختلف مراتب واصطلاحات مُقرر کیئے ہیں، اور آج تک انہیں کی تقلید میں بلاچوں وچرا ان اصطلاحات کو اس فرقہ جدید سمیت تمام اہل اسلام استعمال کرتے ہیں، مثلا

[[ثقة ، متقن ، ثبت ، جَيِّد الحَديثِ ، صدوق ، لا بأس به ، ليس به بأس ، حسن الحديث ، مقارب الحديث ، وَسَطٌ ، شيخ ، محدث ، صالح الحديث ، صويلح ، ملحه الصدق ، لَيِّنُ الحديث ، ليس بالحافِظ ، معروف ، يُكْتَبُ حديثُهُ ، يُعْتَبَرُ به ، لا يحتجُّ به ، ليس بذاك ، ليس بالقوي ، إلى الضَّعفِ ماهو ، تَعْرِفُ وَتُنْكِرُ ، سيء الحفظ ، فيه نظر ، ضعيف ، مضطرب الحديث ، يُخالِفَ الثِّقات ، لا يتابع على حَديثه ، روى مناكير أو روى أحاديث منكرة ، منكر الحديث ، روى أحاديث معضلة أويروي المعضلات ، أستخيرُ اللهَ فيه ، ليس بشيء ، لاشيء ، لايعتبرُ به ، ليس بثقة ، متروك الحديث ، تركه فلان ، لَمْ يحدث عنه فلان ، سكتوا عنه ، كذاب ، دجال ، واه ،ذاهب الحديث ، متهم بالكذب حديثه يهوي ، الخ]]

جرح وتعدیل کے چند اجتہادی اسماء واصطلاحات میں نے ذکر کیئے آج پوری امت حدیث کے باب میں اسی کی تقلید کرتی ہے، جرح

وتعدیل کے یہ اقسام بھی خالص اجتہادی ہیں ہر مُحدث کی اس باب میں اپنا ذوق واجتہاد ہے،
اب سوال یہ ہے کہ مُحدثین کے اس ذوق واجتہاد کی تقلید جائز ہے اور فقہاء کرام کی اجتہادات کی تقلید کیوں ناجائز وحرام ہے؟؟
کیا فرقہ جدید اہل حدیث نے اپنے لیئے " حدیث " کے باب میں اپنے اجتہادی اقسام واسماء متعین کیئے ہیں یا گذشتہ مُحدثین کے مُتعین کردہ اقسام واسماء کو ہی تقلیداً استعمال کرتے ہیں؟؟ جواب ظاہر ہے کہ فرقہ جدید اہل حدیث بھی محدثین کی تقلید میں " حدیث " کے اقسام واسماء صحیح، حسن، ضعیف، وغریب وغیرہ استعمال کرتے ہیں، یہی حال جرح وتعدیل ورجال وغیرہ میں ہے، یہ بھی یاد رہے کہ اصول حدیث وعلوم حدیث وجرح وتعدیل ورجال کی تمام کتب بھی مُقلدین کی لکھی ہوئی ہیں مثلا حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر، خطیب بغدادی، حافظ نووی، حافظ ابن الصلاح، حافظ العراقی، وغیرہم سب مُقلد ہیں، اب اس طرز وروش کو کہا جائے ایک طرف یہ دعوی کہ تقلید ناجائز وحرام وشرک دوسری طرف حدیث کے باب میں وہی تقلید جائز ولازم بن جائے، اور پھر وہ تقلید بھی مُقلدین کے کتب کی کیونکہ اس باب تمام کتب مُقلدین علماء کی ہیں، تو یہ دوہرا جرم ہوگیا فرقہ اہل حدیث کا کہ تقلید کرتے ہیں اور وہ بھی مقلدین کی۔ اللہ تعالی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔
اور یہ بھی یاد رہے کہ " جرح وتعدیل " کے مستند ائمہ میں سے یحی بن سعید القطان اور یحی بن مُعین رحمہما اللہ بھی ہیں، اور دونوں حنفی المسلک ہیں،

"جرح وتعدیل " کے ایک دوسرے امام حافظ ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب
[" الرواۃ الثقات المتکلم فیہم بمالایوجب " (30\1) :] میں فرماتے ہیں کہ

ان ابن معين كان من الحنفيّةِ الغُلاة في مذهبه ۰

بے شک یحی بن مُعین حنفیّہ میں سے تھے اور مذہب حنفی میں غالی (پکے اور سخت) تھے۔
حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے الفاظ پر غور کریں " مـن الحَـنـفِـيّـةِ الـغُــلاة " ایسے غالی اور پکے حنفی کا مرتبہ ومقام بھی مُلاحظہ کریں، محدثین لکھتے ہیں کہ
[كل حديث لايعرفه ابن معين فهوليس بحديث] یعنی إمامُ الجرح والتعدیل یحی ابن مُعین غالی حنفی کا مرتبہ ومقام اتنا بلند ہے اور حدیث کے میدان اتنا کامل و تبحر وعبور رکھتے ہیں کہ کوئی حدیث اگر یحی بن مُعین حنفی نہ پہچانے تو وہ حدیث ہی نہیں ہے، اور یہ قول بھی کسی عام مُحدث کا نہیں بلکہ امام المسلمين حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی حنفی کے شاگرد امام المسلمین احمد بن حنبل کا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب [سیر اعلام النبلاء (11|88)] میں فرماتے ہیں
کہ » كان أبو زكريا رحمه الله (ابن معين) حنفياً في الفروع.
یعنی إمامُ الجرح والتعدیل ابوزکریا یحیٰی بن معین رحمہ اللہ فروعی مسائل میں حنفی (مُقلد) تھے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے الفاظ کو غور سے پڑھیں

"حَـنـفِـيـاً فِـي الـفـرُوع " یہ حنفی المسلك اور بقول حافظ ذہبی غالی اور پکا حنفی مُقلدإمامُ الجرح والتعدیل ہے، اور بخاری، مسلم، ترمذی، اِبوداود، نسائی، ابن ماجۃ کا راوی ہے، اس امام عالی شان کا تفصیلی ترجمہ وسیرت تو تمام کتب رجال وثقات میں مُحدثین نے بالتفصیل کیا ہے، مثلا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب { تهذيب التهذيب } میں اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے { تاريخ بغداد } میں اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے { تذکرۃ الحفاظ وسیر اِعلام النبلاء } میں وغیرہم، چند اقوال إمامُ الجرح والتعدیل ابوزکریا یحیٰی بن معین حنفی رحمہ اللہ کے بارے مزید مُلاحظہ کریں،

حافظ ذهبی رحمه الله فرماتے ہیں ، الحافظ إمام المحدثين فضائله كثيرة ،

حافظ أبوبكرالخطيب بغدادى فرماتے ہیں، كان إماما ربانيا، عالما، حافظا، ثبتا، متقنا "على ابن المدينى فرماتے ہیں ، ما أعلم أحدا كتب ما كتب يحيى بن معين ،

قال على ابن المدينى : انتهى العلم بالبصرة إلى يحيى بن أبي كثير ، و قتادة و علم الكوفة إلى أبى إسحاق ، و الأعمش و انتهى علم الحجاز إلى ابن شهاب ، و عمرو بن دينار و صار علم هؤلاء الستة إلى اثني عشر رجلا منهم بالبصرة : سعيد بن أبي عروبة ، و شعبة ، و معمر ، و حماد بن سلمة ، و أبو عوانة . و من أهل الكوفة : سفيان الثوري ، و سفيان بن عيينة و من أهل الحجاز : إلى مالك بن أنس و من أهل الشام : إلى الأوزاعى . فانتهى علم هؤلاء إلى محمد بن إسحاق و هشيم ، و يحيى بن سعيد ، و ابن أبى زائدة ، و وكيع ، و ابن المبارك و هو أوسع علما ، و ابن آدم.

و صار علم هؤلاء إلى يحيى بن معين"

وقال عمرو الناقد :ما كان فى اصحابنا أعلم بالاسناد من يحيى بن معين. ما قدر أحد يقلب عليه اسنادا قط. الخ

اسی طرح " جرح وتعدیل " کے ایک دوسرے جلیل القدر امام إمام المحدثین وشیخ الجرح والتعدیل یحیٰی بن سعید القطان البصری بہی حنفی تہے امام اعظم کے اقوال پر فتوی دیتے تہے { يأخذ بأكثر أقوال أبي حنيفة { و يختار قوله (أي قول أبي حنيفة) من أقوالهم ،]

حافظ ذهبی رحمه الله { تذكرة الحفاظ } میں فرماتے ہیں

[ويُـفـتـي بـقول أبـي حـنـيـفــة.وكـان يُـفـتي بـرأي أبـي حـنـيـفــة]

یعنی إمام المحدثین وشیخ الجرح والتعدیل یحیٰی بن سعید القطان البصری امام اعظم أبـي حـنـيـفــة کے قول ورائے کے مطابق فتوی دیتے تہے۔

[تذكرة الحفاظ" للحافظ الذهبي (307|1)]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ [سیر اعلام النبلاء] میں ان کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں

يحيى القطان ع يحيى بن سعيد بن فروخ الإمام الكبير أمير المؤمنين في الحديث أبو سعيد التميمي مولاهم البصري الأحول القطان الحافظ الخ

مزید تفصیل کے لیئے بڑی کتب کی طرف رجوع کریں۔

ناقدین حدیث وائمہ رجال ومحدثین کبارکے چند اقوال آپ نے ملاحظہ کیئے ان دو حنفی بزرگوں کے بارے میں، پہلی بات تو یہ ہے اگر امام اعظم کا مذہب یعنی مذہب حنفی احادیث کے خلاف ہوتا تو کیا " جرح وتعدیل " کے یہ دو مستند امام امام اعظم ابوحنیفہ کے قول ورائے پر کیوں فتوی دیتے تھے ؟؟ اور یہ دونوں مستند امام فروعی مسائل میں امام اعظم ابوحنیفہ کی تقلید کیوں کرتے تھے ؟؟

اور پھر حافظ ذہبی وغیرہ جیسے عظیم ناقد حدیث وعالم رجال ان کو غالی حنفی بھی بتائے اور ساتھ الِامام الکبیر اِمیر المؤمنین فی الحدیث بھی بتلائے اوراِمام الجرح والتعدیل بھی بتائے ، اور دوسری طرف آج کل کے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء کا یہ وسوسہ کہ حنفی مشرک وجاہل وگمراہ ہیں (معاذاللہ) اب کس کی بات قابل قبول ہوگی ان ائمہ اعلام کی یا فرقہ جدید کے جہلاء کی ؟؟

کیا کوئی جاہل ومشرک بھی الِامام الکبیر اِمیر المؤمنین فی الحدیث اِمام الجرح والتعدیل جیسے عظیم القابات کا مستحق ہوسکتا ہے ؟؟

اللہ تعالی اس فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء کو ہدایت اور صحیح سمجھ دے۔

إن أريدُ إلا الإصْـلاحَ مـا استطعتُ وَمَا توفِـيـقـي إلاباللہ

سوال = کیا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث وغیرمقلدین کے ساتھہ اہل حق اہل سنت والجماعت کا صرف فروعی وجزئ اختلاف ھے یا اصولی اختلاف ھے ؟

جواب = اس سوال کا جواب امامنا ومولانا العلامة المحقق الكبيرالمفسرالعظيم الفقيه الجليل والبحاثة المدقق الثبت الحجة المحدث الأصولي البارع الأديب المؤرخ الزاهد الصوفى حكيم الأمة مجد د الملة الشاه أشرف علي التهانوي نورالله ومرقده کی زبانی نقل کرتا ہوں

حضرت حکیم الأمۃ مجدد الملۃ الشاہ اِشرف علی التھانوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ

ہمارا نزاع غیر مقلدوں سے بوجہ اختلاف فروع وجزئیات کے نہیں ہے اگر یہ وجہ ہوتی تو حنفیّہ ، شافعیہ ، کی کبھی نہ بنتی ، لڑائی دنگہ رہا کرتا ، حالانکہ صلح واتحاد رہا ، بلکہ نزاع ان لوگوں (فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث وغیر مقلدین) سے اصول میں ہوگیا ہے ، کیونکہ سلف صالحین کو خصوصا امام اعظم علیہ الرحمۃ کو طعن وتشنیع کے ساتھ ذکر کرتے ہیں ، اور چار نکاح سے زیادہ جائز رکھتے ہیں ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو در بارہ تراویح کے بدعتی بتلاتے ہیں (معاذاللہ) اور مُقلدوں کو مشرک سمجھ کر مقابلہ میں اپنا لقب مُوحّد رکھتے ہیں ، اور تقلید ائمہ کو مثل رسم جاہلان عرب کی کہتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے " وَجَدناَ عَلَيْهِ آبَائنَا " معاذاللہ

أستغفر الله ، خدا تعالی کو عرش پر بیٹھا ہوا مانتے ہیں ، فقہ کی کتابوں کو اسباب گمراہی سمجھتے ہیں ، اور فقہاء کو مُخالف سنت ٹھہراتے ہیں ، اور ہمیشہ جو یائے فساد و فتنہ انگیزی رہتے ہیں ، علی ہذاالقیاس بہت سے عقائد باطلہ رکھتے ہیں کہ تفصیل و تشریح اس کی طویل ہے ، اور محتاج بیان نہیں ، بہت بندگان خدا پر ظاہر ہے ، خاص کر جو صاحب ان کی تصنیفات کو ملاحظہ فرمائیں ان پر یہ اظہر من الشّمس (سورج سے زیادہ واضح) ہو جائے گا ، پھر اس پر عادت تقیہ کی ہے ، موقع پر چھپ جاتے ہیں ، اکثر باتوں سے مکر جاتے ہیں اور مُتکبر ہو جاتے ہیں ، پس بُوجوہ مذکورہ (یعنی مذکورہ بالا وجوہات کی بناپر) ان سے احتیاط سب امور دینی و دُنیاوی میں بہتر معلوم ہوتی ہے ، باقی لڑنا جھگڑنا کسی سے اچھا نہیں کہ انجام اس کا بجز خرابی کے کچھ نہیں ہوتا ، اور مخالف مُخاصم (جھگڑا کرنے والا) جھگڑنے سے راہ پر نہیں آتا ، تو پھر تکرار بے فائدہ سے کیا حاصل ۔

قال الله تعالى يأيها الذين آمنوا عليكم أنفسكم لا يضركم من ضل اذاهتديتم الاية

ولله ولي التوفيق والسلام على من اتبع الهدى ۱۰هـ

(امداد الفتاوی معروف به فتاوی أشرفيه جلد چهارم صفحه 562 ، والعنوان من اختياري أما الجواب فهومنقول بألفاظه)

حضرت حکیم الأمۃ مجد د الملۃالشاہ اِشرف علی التھانوی رحمہ اللہ کا یہ مبنی بر حقیقت تبصرہ وکلام فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث وغیر مقلدین کی حقیقی تصویر ہے ، اور حضرت حکیم الأمۃ رحمہ اللہ اس فرقہ کے یہ عقائد واحوال اپنے زمانہ میں بیان کر رہے ہیں ، اور آج تو یہ فرقہ کئی فرقوں کا مجموعہ بننے کے ساتھ ساتھ عقائد و مسائل کے اعتبار سے بہت مختلف ہو گیا ہے ، جیساکہ اس فرقہ کا لٹریچر پڑھنے والے حضرات خوب جانتے ہیں ۔

فرقه جدید نام نہاد اهل حدیث کے چهه نمبر

حضرت العلامة الفهامة المحقق المدقق الفقيه المحدث النظار شيخ الشيوخ وعمدة أهل التحقيق والرسوخ صاحب التصانيف الكثيرة المفيدة القيمة ألشيخ محمد أمين صفدر ألأوكاروي رحمه الله رحمة واسعة کی پوری زندگی دین اسلام اور مذہب احناف اور مسلک حق مسلک علماء دیوبند کی نصرت وحمایت ونشرواشاعت سے عبارت ہے ، اور ردفرق باطلہ وضالہ ومُبتدعہ میں آپ کی خدمات جلیلہ ایک روشن باب ہے ، اور بالخصوص فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے وساوس واکاذیب وافترآت کی تردید میں آپ کی تالیفات و تصانیف ایک نسخہ کیمیا ہیں ، حضرت کے افادات میں کئی مرتبہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے چھ نمبر میں نے پڑھے ، جو بعینہٖ اس فرقہ نو مولود کی حقیقی مشن کی سچی تصویر ہے ۔ لہٰذا بغرض فائدہ وعبرت اس کا تذکرہ کرتا ہوں ، اور یہ بھی یاد رہے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ایک عرصہ تک عملی طور پر فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں رہ چکے ہیں اور ان کے تمام وساوس واکاذیب وافترآت کو خوب جانتے تھے ، اور عربی کے مشہور مقولہ (صَاحبُ البيتِ أدرى بمَا فِيه) کے مصداق تھے ۔ اس سلسلے میں حضرت فرماتے تھے کہ ہمارے استاذ جی (غیر مُقلد

فرماتے تھے کہ حنفیوں کو زچ کرنے کے لیئے قرآن، حدیث، فقہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، ہر ان پڑھ ان کو تنگ کر کے سو (100) شہید کا ثواب لے سکتا ہے۔

چھہ نمبر یا چھہ وساوس

1. جب کسی حنفی سے ملو تو پہلے ہی اس پر سوال کر دو کہ آپ نے جو گھڑی باندھی ہے، اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟؟ اس قسم کے سوال کے لیئے کسی علم کی ضرورت نہیں، آپ ایک چھ سالہ بچے کو میڈیکل سٹور میں بھیج دیں وہ ہر دوائی پر ہاتھ رکھ کر یہ سوال کر سکتا ہے کہ اس دوا کا نام کس حدیث میں ہے؟؟ اس سوال کے بعد آکر مسجد میں بتانا ہے کہ میں نے فلاں حنفی مولوی صاحب سے حدیث پوچھی وہ نہیں بتا سکے، پھر ہر غیر مقلد بچے اور بوڑھے (اور جوان) کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر ہر گلی (ہر وقت ہر جگہ) میں پروپیگنڈہ کرے کہ فلاں حنفی مولوی صاحب کو ایک حدیث بھی نہیں آئی۔

2. دوسرا نمبر یہ ہے کہ خدانخواستہ اگر تم کہیں پھنس جاو اور تمہیں (جوابا) کوئی کہے کہ تم نے جو جیب میں پین (قلم) لگا رکھا ہے، اس کا نام حدیث میں دکھاو تو گھبرانا نہیں " فورا" ان سے پوچھو کہ کس حدیث میں یہ منع ہے؟؟ اور شور مچادو کہ منع کی حدیث نہیں دکھا سکے، اب سب (نام نہاد) غیر مقلد یہ پروپیگنڈہ کریں گے جی کہاں سے (حنفی) بے چارے حدیث لائیں، فقہ ہی تو ساری عمر پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

3. اگر کسی جگہ پھنس جاو کہ (مثلا) کوئی صاحب کوئی حدیث کی کتاب لے کر آئیں کہ تم اہل حدیث ہو دیکھو کتنی احادیث ہیں جن پر تمہارا عمل نہیں؟؟ تو گھبرانے کی ضرورت نہیں " فورا" ایک قہقہ لگا کر کہا کرو لو جی یہ حدیث کی پتہ نہیں کون سی کتاب لے آئے، ہم تو صرف بخاری مسلم اور زیادہ مجبوری ہو تو صحاح ستہ کو مانتے ہیں، باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کرو بلکہ استہزاء بھی کرو اور اتنا مذاق اڑاو کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپالے اور آپ کی جان چھوٹ جائے۔

4. اگر بالفرض کوئی (حنفی) ان چھ کتابوں (بخاری، مسلم، ابوداو، ترمذی، نسائیؒ، ابن ماجہ،) میں سے کوئی حدیث دکھا دے جو تمہارے خلاف ہو تو " فورا" کوئی شرط اپنی طرف سے لگا دو کہ فلاں لفظ دکھاو تو ایک لاکھ روپیہ انعام، جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ ان الفاظ میں حدیث دکھاو کہ مسیح ابن مریم
علیہ السلام اسی جسد عنصری (اصلی) کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مرجوح ہو، یا (نام نہاد) غیر مقلد کہتے ہیں کہ رفع یدین کے ساتھ منسوخ کا لفظ (حدیث) میں دکھاو اور اس اپنے لفظ پر اتنا شور مچاو کہ وہ خود ہی خاموش ہو کر رہ جائے۔

5. اگر بالفرض وہ لفظ ہی مل جائے اور مخالف (حنفی) دکھادے کہ دیکھو جس لفظ کا تم نے مطالبہ کیا تھا، تو پورے زور سے تین مرتبہ اعلان کردو

ضعیف ہے ضعیف ہے ضعیف ہے

اب حدیث بھی نہ ماننی پڑے اور رعب بھی قائم ہوگیا کہ دیکھو (حنفی) مولوی صاحبان کو تحقیق ہی نہیں تھی، اس ان پڑھ (نام نہاد) غیر مقلد کو پتہ چل گیا کہ حدیث **ضعیف** ہے۔

6. چھٹا اور آخری نمبر استاذ جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھو، ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو اس کو ضرور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔

بس یہ چھ نمبر ہمارے علم کلام کا محور (دارو مدار) تھے، والد صاحب رحمہ اللہ پابند صوم وصلوۃ تہجد گزار اور عابد زاہد آدمی تھے، روز ان سے جھگڑا ہوتا کہ نہ تمہاری نماز ہے نہ تمہارا دین ہے نہ تمہاری تہجد مقبول ہے نہ کوئی اور عبادت، والد صاحب رحمہ اللہ فرماتے لڑا نہیں کرتے تیری نماز بھی ہو جاتی ہے اور ہماری بھی، میں کہتا کتنا بڑا دھوکہ ہے کیا خدا نے دو نمازیں اتاری ہیں، ایک مدینہ میں، ایک کُوفہ میں، ہماری نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم والی ہے جو ہمیں جنت لے کر جائے گی، تمہاری نماز کوفے والی نماز ہے یہ تمہیں سیدھا جہنم لے جائے گی (والعیاذ باللہ) الخ۔[نقلامن افادات الشيخ الأوكاروي المسماة بـــ مجموعه رسائل ، والعبارات بين القوسين من صنيع الراقم]

یقیناً حضرت کے بیان کردہ ان چھ نمبروں میں اس فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی سچی تصویر نمایاں ہے، اور وہ لوگ جو ان کے وساوس میں مبتلا ہیں ان کے لیئے اس میں بڑی عبرت ہے، اور یہ بھی یاد رہے کہ الحمد للہ ہمارا اور ہمارے اکابر و مشائخ کا اس فرقہ جدید یا دیگر فرق باطلہ کے ساتھ کوئی ذاتی جھگڑا و تعصب نہیں ہے، بلکہ ہمارا مقصد وحید تو یہ ہے کہ از اول تا آخر فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے ساتھ تمام اصول وفروع میں سختی کے ساتھ پابند و قائم رہنا ہے، اور جو شخص یا جماعت اہل سنت والجماعت سے کسی بھی اعتبار سے انحراف کرے یا عوام کو مختلف وساوس اور حیلوں بہانوں سے گمراہ کرے اور ائمہ اسلام سے متنفر کرے تو دلیل وبرہان کے ساتھ اس کا رد وتعاقب کرنا ہمارا اور جمیع اہل سنت اور بالخصوص علماء حق علماء دیوبند کا شیوہ ہے، باقی حق بات قبول کروانا اور منوانا تو ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں۔

إن أريدُ إلا الإصْـلاحَ مـَا استطعتُ وَمَاتوفِـيقـي إلاباللهِ ٠

››

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث اورعلماء دیوبند

اس فرقہ جدید کے اکابر و بانیان حضرات اکابر علماء دیوبند کے ہم عصر تھے اور ایک ہی ملک کے رہنے والے تھے، یقیناً اس فرقہ جدید کے اکابر نے تقلید وغیرہ کئی مسائل میں اہل سنت سے اختلاف کیا لیکن میری ناقص معلومات کے مطابق انہوں نے اکابر علماء دیوبند کے عقائد کے کفریہ شرکیہ ہونے کا فتوی نہیں لگایا، لیکن وقت گذرنے کے ساتھ اس فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی بطن سے کئی اور فرقے بھی نکلتے رہے اور ساتھ ہی اس فرقہ جدید میں ایسے لوگ بھی شامل ہوتے رہے جو اپنے ہی اکابر کے طریق وراہ سے بھی دور جانکلے، حتی ایک صاحب نظر شخص جب اس فرقہ جدید کے ہم نواوں کا قدیم وجدید مواد ولٹریچر پڑھتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ان کا آپس میں عقائد و مسائل میں اتنا شدید اختلاف و تضاد ہے کہ سوائے حیرانی وپریشانی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

آج کل اسی فرقہ جدید کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے چند جہلاء وسفہاء نے بڑے زور وشور سے یہ نعرہ لگانا شروع کیا کہ علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں، اور عوام الناس کو یہ باور کراتے ہیں علماء دیوبند مشرک بدعتی قبرپرست اور گمراہ ہیں، اور ایسی ہی نامراد کوشش ان جہلاء وسفہاء نے مختلف ذرائع استعمال کرکے عرب کے سلفی علماء کے سامنے بھی کی اور ان کو بھی یہ باور کرایا کہ علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں۔

توحید وسنت کے ان نام نہاد علمبرداروں نے علماء دیوبند کو مشرک وگمراہ ثابت کرنے کے لیئے اور اپنے اس مذموم ہدف کے حصول کے لیئے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جہلاء وسفہاء وحاسدین وحاقدین حضرات اکابر علماء دیوبند کی مختلف کتب ورسائل سے کوئی واقعہ، حکایت، کرامت، کسی بزرگ کا مقولہ، تصوف وصوفیہ کی کوئی اصطلاحی بات، کوئی مُحتمل عبارت لیتے ہیں پھر اپنی طرف سے اس کا خود ساختہ معنی ومطلب متعین کرتے ہیں اور پھر اس پر علماء دیوبند کے عقیدہ کا لیبل لگادیتے ہیں، عوام کی ایک کثیر تعداد کو انہوں نے انہی وساوس کے ذریعہ سے اہل حق علماء دیوبند سے برگشتہ کیا، لہٰذا ان اکابر اعلام پر لعن طعن اور ان کے خلاف بکواسات کرنے کو اور مختلف اکاذیب ووساوس پھیلانے کو چند جاہل ومجہول افراد نے اپنا دن رات کا مشغلہ ہوا بنایا ہے اور اس طرح

ناواقف لاعلم عوام کو گمراہ کرتے ہیں، اور یہی ناکام کوشش عرب کے سلفی علماء کے حلقوں میں بھی کی گئ، لیکن ان پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہیں جاسکتا۔

الحمد للہ حضرات اکابر علماء دیوبند دین حق دین اسلام کے حقیقی عالم وخادم ہیں، عقائد اسلامیہ اور سرحدات اسلام کے سچے محافظ ہیں، منہج سلف کے حقیقی پاسدار ہیں، انبیاء علیہم السلام کے سچے وارث ہیں، ہندوستان کے ظلمت کدہ میں میں خصوصا اور پوری دنیا میں عموما توحید واسلام کا پرچم بلند کرنے والے ہیں، اکابر علماء دیوبند ایک روشن وتابناک تاریخ ایک عظیم کردار ایک بے مثال وعظیم علمی وعملی ودینی وتبلیغی کارناموں کے حامل شخصیات کا نام ہے، اور اکابر علماء دیوبند اپنے مسلک کے اعتبار سے حقیقی وکلی طور پر اہل سنت والجماعت ہیں، اور اہل سنت کا بھی وہ اصل حصہ ہیں کہ جو اہل سنت والجماعت کے تمام عقائد واصول وقوانین کے ازاول تاآخر پابند رہے اور اب بھی ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی رہیں گے، اور اکابر علماء دیوبند خود رو قسم کے اہل سنت نہیں ہیں بلکہ ان کا استناد اور سندی سلسلہ سلف صالحین وائمہ اہل سنت سے ملا ہوا ہے، اس لیئے مسلک کے اعتبار سے نہ وہ کوئی جدید فرقہ ہیں اور نہ بعد کی پیداوار ہیں، بلکہ وہی قدیم اہل سنت والجماعت کا مسلسل سلسلہ ہے جو اوپر سے تسلسل واستمرار اور سند متصل کے ساتھ چلا آرہا ہے، لہٰذا حضرات اکابر علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کا اصل طبقہ ہیں، اور ان اکابر اعلام کا مسلک بعینہٖ اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے، اور ان اکابر اعلام کا مسلک جامع ومعتدل ترین ہے جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط ہے نہ مبالغہ ہے نہ غلو وتجاوز ہے بلکہ پورے مسلک میں کمال جامعیت واعتدال کا جوہر پیوستہ ہے۔

علماء دیوبند کے خلاف فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے بعض جہلاء کا ہر وقت طعن وتشنیع کرنا اور ان کے خلاف وساوس واکاذیب پھیلانا محبوب ترین مشغلہ ہے، لہٰذا خوب یاد رکھیں ہم نے ان کے تمام وساوس واکاذیب کو تحقیقی نظر سے دیکھا ہے جو صرف اور کذب وافتراء ودجل وفریب ہے، لیکن عوام کے پاس چونکہ علم وفہم کی کمی ہوتی ہے لہٰذا وہ ان وساوس کو جلد قبول کرتے ہیں، اور علماء دیوبند کے خلاف ان کے وساوس چند عبارات کے گرد گھومتے ہیں، اور وہ جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا کہ کوئ واقعہ، حکایت، کرامت، کسی بزرگ کا مقولہ، تصوف وصوفیہ کی کوئ اصطلاحی بات، کوئ مُحتمل عبارت، پھر اپنی طرف سے اس کا خود ساختہ معنی ومطلب متعین کرکے اس پر علماء دیوبند کے عقیدہ کا لیبل لگا دینا، لہٰذا وہ ناواقف لوگ جو ان وساوس کو قبول کرچکے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ ان وساوس کی حقیقت ہے جو عقیدہ تو کیا ہوتے بلکہ تصوف کے غیر ضروری مسائل ہیں، لہٰذا حقیقت واضح ہونے کے بعد بھی یہ لوگ اگر انہی وساوس کی تقلید کرتے ہیں تو ان کی اپنی مرضی ہے بہر حال ہماری طرف سے ان پر حجت تمام ہوچکی ہے، اور علماء دیوبند کے خلاف ان وساوس واکاذیب پھیلانے والوں کو صرف یہ کہتا ہوں،

ولله درمن قال

يا ناطح الجبل العالي ليكلّمه *** أشفق على الرأس لا تشفق على الجبل

اے وہ شخص جو بلند ترین فلک شگاف پہاڑ پر اپنا سر مار رہا تاکہ پہاڑ کو زخمی کرے، اے وہ شخص اپنے سر پر رحم کرنہ کہ پہاڑ پر

ولوم الخفاش لاتضرالشمس ،

چمگادڑ اگر سورج کو ملامت کرے تو یہ سورج کو کچھ نقصان نہیں دیتا ۔

وسوسہ = علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ھیں ۔ معاذاللّٰہ۔

جواب = امام اعظم ابو حنیفہ اور فقہ حنفی اور علماء احناف اور تقلید وغیرہ کے متعلق فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی طرف سے بہت وساوس پھیلائے گئے جن میں سے کچھ مشہور وساوس کا تذکرہ گذشتہ سطور کیا گیا باقی کا ذکر بھی ان شاء اللہ ہوتا رہے گا، آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس فرقہ کے مُوجدین اور بانی مبانی حضرات اور اس فرقہ کو معرض وجود میں لانے والے اکابر کے عقائد و نظریات ومسائل میں اور اس فرقہ کی آج کل کی جو نئی ایڈیشن ہے ان کے عقائد و نظریات ومسائل میں بہت سخت اختلاف ہے، اس فرقہ کی آج کل کی نئی ایڈیشن میں شامل طالب الرحمٰن نامی ایک جاہل و مجہول وکذاب شخص بھی ہے اس آدمی کا رات دن کا مشغلہ یہ ہے کہ علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں ((معاذاللہ)) اس آدمی کے اس بہتان ووسوسہ کو بھی بعض جاہل عوام نے قبول کیا ہوا ہے اور وہ بھی اس کی تقلید میں یہی کہتے پھرتے ہیں ، بغرض اصلاح وارشاد اس وسوسہ وبہتان کی حقیقت واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں عجب نہیں کہ اس وسوسہ سے متأثر لوگوں کو ہدایت ہو جائے اور وہ اس جاہل کذاب آدمی کی اندھی تقلید سے توبہ کرلیں، اس ضمن میں یہ جاہل شخص علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہونے پر اپنے زعم میں پہلا ثبوت اس طرح دیتا ہے کہ

علماء دیوبند نے اپنی کتاب (اِلمُہند علی المُفند) میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے لیئے جہت ثابت نہیں وہ جہت سے پاک ہے، اور یہ قول وعقیدہ طالب الرحمٰن نامی جاہل آدمی کے نزدیک کفریہ شرکیہ ہے، اور یہ جاہل آدمی اس جھوٹ پر مزید جھوٹ اس طرح بولتا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے بھی علماء دیوبند کو بھی کافر ومشرک کہا ہے (معا ذاللہ) اور اس جھوٹ پر اپنے زعم میں ثبوت اس طرح دیتا ہے کہ ابن اِبی العز نے اپنی کتاب ــ شرح العقیدۃ الطحاویۃ ــ میں اِبی مطیع البلخی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے امام اِبو حنیفۃ رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو یہ کہے کہ میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں ہے تو امام اِبو حنیفۃ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس شخص نے کفر کیا کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے {الرَّحۡمَٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوَىٰ} [سورۃ طہ] اور عرش اس کا سات آسمانوں سے اوپر ہے الخ۔ اب غور طلب باتیں دو ہیں ایک تو یہ کہ (اِلمُہند علی المُفند) میں لکھی ہوئی بات صحیح ہے یا ــ شرح العقیدۃ الطحاویۃ ــ والی بات لہٰذا انہی دو باتوں پر روشنی ڈالتے ہیں ان شاء اللہ آپ کے سامنے طالب الرحمٰن نامی جاہل وکاذب شخص کا کذب واضح ہو جائے گا۔

1. طالب الرحمٰن نامی جاہل وکاذب شخص نے علماءِ دیوبند کے عقائد کو کفریہ شرکیہ کہا ہے۔ابن إبي العز کی ۔شرح العقیدۃ الطحاویۃ۔ سے إبي مطیع البلخی کی روایت کو بنیاد بنا کر۔اب اسے طالب الرحمٰن کی جہالت کہیں یا ضد وتعصب کہ جس کتاب سے إبو مطیع البلخی کی روایت نقل کر رہا ہے اس کتاب کا مصنف یعنی ابن إبي العز،إبو مطیع البلخی کے بارے میں اس طرح رقمطراز ہے ۔ وأما أبو مطيع فهو الحكم بن عبد الله بن مسلمة البلخي ، ضعفه أحمد ابن حنبل ويحيى بن معين وعمرو بن علي الفلاس والبخاري وأبو داود وأبو حاتم الرازي وأبو حاتم محمد بن حبان البستي وابن عدي والدار قطني وغيرهم اهـ

یعنی إبو مطیع وہ حکم بن عبد اللہ بن مسلمۃ البلخی ہے امام إحمد ابن حنبل ویحیٰی بن معین وعمرو بن علی الفلاس والبخاری وإبو داود وإبو حاتم الرازی وإبو حاتم محمد بن حبان البستی وابن عدی والدار قطنی وغیر ہم نے اس کو ضعیف راوی قرار دیا ہے۔

اور مزید یہ کہ رجال کی دیگر کتب (لسان المیزان) »(میزان الاعتدال) اس سے سخت جرح اس پر موجود ہے،

اسی طرح (الفقہ الأکبر) کے متن میں بھی یہ کلام موجود نہیں ہے، اور بتقدیر صحت کلام الإمام ابن عبد السلام نے کتاب (حل الرموز) میں یہ جواب دیا ہے جس کو علامہ الإمام مُلا علی القاری نے (شرح الفقہ الأکبر 271) پر نقل کیا ہے کہ (جو یہ کہے کہ میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں ہے تو اس شخص نے کفر کیا) کیونکہ اس قول سے یہ وہم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے لیئے مکان ثابت ہے اور جو یہ وہم کرے کہ اللہ تعالی کے لیئے مکان ثابت ہے تو وہ مشبہ ہے اھ-

مُلا علی القاری نے اس کلام کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ

ولا شك أن ابن عبد السلام من أجل العلماء وأوثقهم فيجب الاعتماد على نقله لا على ما نقله الشارح يعني شارح الطحاوية مع أن أبا مطيع رجل وضّاع عند أهل الحديث كما صرح به غير واحد اهـ

مُلا علی القاری فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ (الإمام) ابن عبد السلام بہت بڑے اور ثقہ علماء میں سے ہیں لہٰذا انہوں نے جو جواب دیا ہے اس پر اعتماد ضروری ہے اور جو بات شارح الطحاویۃ (ابن إبي العز) نے نقل کی ہے اس پر کوئی اعتماد نہ کرنا چاہیئے، جب کہ إبا مطیع إہل الحدیث (محدثین) کے نزدیک وضّاع (جھوٹی روایات بیان کرنے والا) ہے اور اس بات کی تصریح ایک زیادہ (علماءِ امت) نے کی ہے۔

اور مزید یہ کہ (متن العقیدۃ الطحاویۃ) کے پہلے سطر میں الامام العلامۃ حُجۃُ الاسلامِ ابو جعفر الوراقُ الطحاویُّ الحنفی رحمہُ اللہ فرماتے ہیں کہ

هذا ذِكرُ بيانِ عقيدةِ أهلِ السنّةِ والجماعةِ على مذهبِ فُقهاءِ المِلّةِ: أبي حنيفةَ النعمانِ ابنِ ثابتٍ الكوفيّ، وأبي يوسفَ يعقوبَ بنِ إبراهيمَ الأنصاريّ، وأبي عبدِ الله محمدِ ابنِ الحسنِ الشيْبانيّ، رِضوانُ اللهِ عليهم أجمعينَ، وما يعتقدونَ من أصولِ الدينِ، ويَدينون بهِ لربّ العالمين ،

یعنی یہ بیان ہے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کا فقہاء الملۃ ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت الکوفی، اور ابی یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاریؒ، اور ابی عبد اللہ محمد ابن الحسن الشیبانیؒ، رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذہب کے مطابق اور اصول الدین میں اور اللہ ربُ العالمین کے بارے جو عقائد وہ رکھتے ہیں اس کا ذکر و بیان ہے۔

امام الطحاویؒ الحنفی رحمہ اللہ چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ

(وتعالى عن الحدودِ والغاياتِ والأركانِ والأعضاءِ والأدوات، لا تحويهِ الجهاتُ الستُّ كسائرِ المبتدعات)

اللہ تعالی بلند و برتر ہے حدود و غایات سے اور ارکان و اعضاء و ادوات سے، چھ (6) جہات اللہ تعالی کو حاوی نہیں ہیں دیگر تمام مخلوقات کی طرح۔

(الغايات) یعنی النہایات معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی کے لیئے کوئی نہایۃ نہیں ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس کے لیئے نہایۃ وانتہاء ہو تو وہ محدود ہوگی اور اس کے لیئے مخصوص مقدار بھی ہوگا اور اللہ تعالی اس سے مُنزہ ہے،

(الأركان) کا معنی ہے الجوانب اور یہ بھی جسم کے صفات میں سے ہے اور اللہ تعالی جسم سے مُنزہ ہے،

(الأعضاء) کا معنی ہے بڑے اجزاء جیسے سر، ہاتھ، پیر وغیرہ

(الأدوات) کا معنی ہے چھوٹے اجزاء جیسے زبان وغیرہ

(لا تحويه الجهات الست كسائر المبتدعات)

معنی اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالی موجود ہے بلا جہ و بلا مکان کے اور جہات ستہ (اوپر نیچے، آگے پیچھے، دائیں بائیں) سے مُنزہ ہے جیسا کہ دیگر تمام مخلوقات کے لیئے یہ صفات ہوتی ہیں اللہ تعالی مخلوق کی ان اوصاف سے مُبرّا و مُنزہ ہے۔

غور فرمائیں امام الطحاویؒ الحنفی رحمہ اللہ نے کتاب کے شروع میں کہا تھا کہ یہ عقائد فقہاء الملۃ ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت الکوفی اور ابی یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاریؒ اور ابی عبد اللہ محمد ابن الحسن الشیبانیؒ کے مذہب کے مطابق بیان کیئے جائیں گے۔

تو امام اعظم ابو حنیفہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی موجود ہے بلا جہۃ و بلا مکان کے الخ اور یہی عقیدہ (**المُہند علی المُفند**) میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالی کے لیئے جہت ثابت نہیں وہ جہت سے پاک ہے۔

تو ثابت ہوگیا کہ طالب الرحمٰن نامی جاہل آدمی کا یہ کہنا کہ امام ابو حنیفہ نے بھی علماء دیوبند کو بھی کافر و مشرک کہا ہے (معا ذاللہ) کتنا بڑا جھوٹ و بہتان عظیم ہے اور ناواقف عوام کو گمراہ کرنے کی ایک ناجائز و نامراد کوشش ہے۔

2. دوسری بات جو عقیدہ (**المُہند علی المُفند**) میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے لیئے جہت ثابت نہیں وہ جہت سے پاک ہے، جس کو طالب الرحمٰن نامی جاہل و کذاب آدمی کفریہ شرکیہ عقیدہ کہتا ہے، کیا یہ عقیدہ صرف (**المُہند علی المُفند**) میں لکھا ہے یا

دیگر اسلاف و علماء اہل سنت والجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے؟؟ خوب یاد رکھیں کہ جو عقیدہ (**المُہند علی المُفند**) میں لکھا ہے تمام اہل سنت کا وہی عقیدہ ہے، اس ضمن میں بحیثیت طالب العلم میرے پاس سلف صالحین وائمہ اسلام کے تقریبا **اڑھائی سو (۲۵۰)** سے زیادہ اقوال ہیں، جن میں سے چند کا تذکرہ بغرض دلیل وشہادت کروں گا، اوراس سے آپ طالب الرحمٰن نامی جاہل وکذاب شخص کی جہالت وحماقت کا اندازہ بھی لگالیں گے کہ ضد وتعصب وعداوت کی بناپر علماء دیوبند کے اس عقیدہ کو کفریہ شرکیہ کہتا ہے، کیااس شخص کے اس بکواس کی زد میں وہ اسلاف وائمہ بھی نہیں آئیں گے جن کا عقیدہ وہی ہے جو (**المُہند علی المُفند**) میں لکھا ہے؟؟

اور ساتھ ہی ان ناواقف عوام پر حُجت تمام ہوگئی ہے جو اس جاہل آدمی کی ہاں میں ملاتے ہیں اوراس کی اندھی تقلید کرتے ہیں ۔

أهل السنة والجماعة کا عقیده اللّه تعالى بلا مكان وبلاجهة موجود هے

سب سے پہلے " مكان وجِهَة " کی تعریف ملاحظہ کریں۔

1. مشہور لغوی عالم امام إبوالقاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانی اپنی کتاب (المفردات في غريب القرءان) میں فرماتے ہیں کہ

(المكان عند أهل اللغة الموضع الحاوي للشيء)

یعنی مکان إہل اللغۃ کے نزدیك اس جگہ کوکہتے ہیں جو کسی چیز کو حاوی (گھیراہوا) ہو۔

2. مشہور لغوی عالم علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزء ابادی صاحب القاموس اپنی کتاب **(القاموس المحيط)** میں فرماتے ہیں کہ

(المكان: الموضع، ج: أمكنة وأماكن)

یعنی مکان جگہ کوکہتے ہیں اور إمكنۃ وإماكن اس کی جمع ہے۔

3. العلامۃ کمال الدین إحمد بن حسن البیاضی الحنفی **(إشارات المرام)** میں فرماتے ہیں کہ

(المكان هو الفراغ الذي يشغله الجسم)

یعنی مکان اس خالی جگہ کوکہتے ہیں جس کو جسم گھیرتا ہے۔

4. الشیخ یوسف بن سعید الصفتی المالکی فرماتے ہیں کہ

(قال أهل السنة: المكان هو الفراغ الذي يحل به الجسم)

یعنی مکان وہ خالی جگہ ہے جس میں جسم سماتا ہے۔

5. الحافظ المحدث الفقیہ اللغوی الحنفی السید مرتضی الزبیدی اپنی کتاب (تاج العُروس) میں فرماتے ہیں کہ

(المكان: الموضع الحاوي للشيء)

یعنی مکان وہ جگہ ہوتی ہے جو کسی چیز کو حاوی ہو۔

یہ چند اقوال تو مکان کی تعریف سے متعلق تھے۔

چند اقوال جِہَة کی تعریف کے متعلق ملاحظہ کریں۔

1. الامام اللغوی الشیخ محمد بن مکرم الافریقی المصری المعروف بابن منظور علم نحو وصرف وادب ولغت عرب کے مشہور ومستند عالم ہیں اپنی مشہور کتاب (لسان العرب) میں فرماتے ہیں کہ

(والجهة والوِجْهة جميعاً: الموضع الذي توجه إليه وتقصده)

یعنی جِہَة اور وِجہَة سب اس جگہ کو کہتے ہیں جس کی طرف تو متوجہ ہو اور جس کا تو قصد وارادہ کرے۔

2. علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز ابادی صاحب القاموس اپنی کتاب (القاموس المحیط) میں فرماتے ہیں کہ

(والجهة: الناحية، ج: جهات)

اور جِہَة کہتے ہیں کنارے وطرف کو جمع اس کی جہات ہے۔

3. علامہ الشیخ عبد الغنی النابلسی فرماتے ہیں کہ

(والجهة عند المتكلمين هي نفس المكان باعتبار إضافة جسم ءاخر إليه)

اورجِہَة متکلمین کے نزدیک مکان ہی ہے اس کی طرف دوسرے جسم کے اضافہ کے اعتبار سے۔

4. العلّامۃ کمال الدین إحمد بن حسن المعروف بالبیاضی فرماتے ہیں کہ

والجهة اسم لمنتهى مأخذ الإشارة ومقصد المتحرك فلا يكونان إلا للجسم والجسمانيّ، وكل ذلك مستحيل ـ أي على الله ـ اهـ

اللّٰہ تعالی " مَکان وَجِہَة " سے پاک ومُنزہ ومُبرَّا ہے ﷻ

اب میں سلف صالحین وائمہ اسلام کی صرف اصل عبارات کا تذکرہ کروں گا اوران تمام عبارات کا معنی و مفہوم مشترک یہی ہے کہ اللہ تعالی **مکان وجہـــة** سے پاک ومُنزہ ومُبرّا ہے، اس لیئے مستقل ترجمہ کرنے سے بات بہت طویل ہو جائے گی، لہٰذا اصل عبارات کے ذکرپر اکتفاء کرتا ہوں۔

1. **قال الصحابي الجليل والخليفة الراشد سيدنا علي رضي الله عنه ما نصه**

كان الله ولا مكان ، وهو الان على ماعليه كان اهـ أي بلا مكان.

(الفرق بين الفرق لأبي منصور البغدادي [ص / 333])

2. **وقال أيضا"** : إن الله تعالى خلق العرش إظهاراً لقدرته لا مكانا لذاته" أ هـ

(الفرق بين الفرق لأبي منصور البغدادي [ص / 333])

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالی نے عرش کو اپنی قدرت کی اظہار کے لیئے پیدا کیا ہے اپنی ذات کے لیئے مکان نہیں بنایا ۔

3. **وقال التابعي الجليل الإمام زين العابدين علي بن الحسين بن علي** رضي الله عنهم **ما نصه**

أنت الله الذي لا يحويك مكان" أ هـ[إتحاف السادة المتقين (4/ 380)] ۔

4. **قال الإمام الأعظم المجتهد الأكبرأبو حنيفة النعمان بن ثابت رضي الله عنه**

"والله تعالى يُرى الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه ولا كميّة، ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة " اهـ

[ذكره في الفقه الاكبر، انظر شرح الفقه الاكبر لملا علي القاري (ص/ 136، 137)].

5. **وقال أيضا في كتابه الوصية"** :

ولقاء الله تعالى لأهل الجنة بلا كيف ولا تشبيه ولا جهة حق "اهـ

[الوصية: (ص/ 4)، ونقله ملا علي القاري في شرح الفقه الاكبر (ص/138)]

6. **وقال أيضا** " :قلت: أرأيت لو قيل أين الله تعالى؟ فقال أي أبو حنيفة: يقال له كان الله تعالى ولا مكان قبل أن يخلق الخلق، وكان الله تعالى ولم يكن أين ولا خلق ولا شىء، وهو خالق كل شيء" اهـ .[الفقه الأبسط ضمن مجموعة رسائل أبي حنيفة بتحقيق الكوثري (ص/ 25)]

7. **وقال أيضاً"** : ونقر بأن الله سبحانه وتعالى على العرش استوى من غير أن يكون له حاجة إليه واستقرار عليه، وهو حافظ العرش وغير العرش من غير احتياج، فلو كان محتاجا لما قدر على

إيجاد العالم وتدبيره كالمخلوقين، ولو كان محتاجا إلى الجلوس والقرار فقبل خلق العرش أين كان الله، تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا" اهـ.

[كتاب الوصية، ضمن مجموعة رسائل أبي حنيفة بتحقيق الكوثري (ص/ 2) ، وملا علي القاري في شرح الفقه الاكبر (ص/ 75) عند شرح قول الامام: ولكن يده صفته بلا كيف"].

اِمام الأعظم اِبو حنیفۃ رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی عرش پر مُستوی ہوا لیکن وہ عرش کا محتاج نہیں اور نہ اس نے عرش پر قرار پکڑا ہے، اور وہ عرش کا بھی مُحافظ ہے اور عرش کے علاوہ ہر چیز کا محافظ ہے بغیر محتاجی کے، اگر وہ محتاج ہوتا تو کائنات کے ایجاد وتدبیر پر قادر نہ ہوتا جیساکہ مخلوق محتاج ہوتی ہے، اور اگر وہ جلوس (کسی جگہ بیٹھنے) کا اور قرار (کسی جگہ ٹھہرنے) کا محتاج ہوتا تو پھر عرش کی پیدائش سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالی کہاں تھا؟ اور اللہ سبحانہ وتعالی اس بات سے بلند وبرتر ہے

8. وقال الإمام المجتهد محمد بن إدريس الشافعي رضي الله عنه إمام المذهب الشافعي ما نصه:

" إنه تعالى كان ولا مكان فخلق المكان وهو على صفة الأزلية كما كان قبل خلقه المكان لا يجوز عليه التغيير في ذاته ولا التبديل في صفاته " اهـ[إتحاف السادة المتقين (2/ 24)]

9. وأما الإمام المجتهد الجليل أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني إمام المذهب الحنبلي فقد ذكر الشيخ ابن حجر الهيتمي أنه كان من المنزهين لله تعالى عن الجهة والجسمية، ثم قال ابن حجر ما نصه : " وما اشتهر بين جهلة المنسوبين إلى هذا الإمام الأعظم المجتهد من أنه قائل بشيء من الجهة أو نحوها فكذب وبهتان وافتراء عليه " اهـ .

(الفتاوي الحديثية / 144)

10. شيخ المحدثين الإمام أبو عبد الله محمد ابن إسماعيل البخاري صاحب الصحيح

کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی " مكان وجهة " سے پاک ومُنزہ ومُبرا ہے

جیساکہ بخاری شریف کے شُراح فرماتے ہیں۔

قال الشيخ علي بن خلف المالكي المشهور بابن بطال أحد شراح البخاري (449هـ)ما نصه

"غرض البخاري في هذا الباب الرد على الجهمية المجسمة في تعلقها بهذه الظواهر، وقد تقرر أن الله ليس بجسم فلا يحتاج إلى مكان يستقر فيه، فقد كان ولا مكان، وانما أضاف المعارج اليه إضافة تشريف، ومعنى الارتفاع إليه اعتلاؤه أي تعاليه مع تنزيهه عن المكان " اهـ[فتح الباري (416/13)]

11. وقال الشيخ ابن المنيِّر المالكي (695 هـ) ما نصه:

"جميع الأحاديث في هذه الترجمة مطابقة لها إلا حديث ابن عباس فليس فيه إلا قوله "رب العرش" ومطابقته، والله أعلم من جهة أنه نبه على بطلان قول من أثبت الجهة أخذا من قوله (ذِى المَعَارِجِ) (سورة المعارج/3) ، ففهم أن العلو الفوقي مضاف إلى الله تعالى، فبيَّن المصنفء يعني البخاريء أن الجهة التي يصدق عليها أنها سماء والجهة التي يصدق عليها أنها عرش، كل منهما مخلوق مربوب محدث، وقد كان الله قبل ذلك وغيره، فحدثت هذه الأمكنة، وقدمه يحيل وصفه بالتحيز فيها" اهـ، نقله عنه الحافظ ابن حجر وأقره عليه .[فتح الباري (13/ 418، 419)]

بخاری شریف کے شارح الشیخ العلامہ ابن المنیّر المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے اس ترجمہ کے تحت جتنی احادیث نقل کی ہیں سب ترجمہ کے مطابق ہیں، صرف ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد یہ قول " رب العرش" اس قول کی ترجمہ کے ساتھ مطابقت یہ ہے کہ امام بخاری اس سے تنبیہ کر رہے ہیں ان لوگوں کے قول کے باطل ہونے پر جنہوں نے (اللہ تعالی کے لیئے) جہت کو ثابت کیا، اور اللہ تعالی کے فرمان (ذِی المَعَارِج) سے استدلال کیا، اور اس سے یہ جانا کہ عُلو فَوقِی (اوپر کی بلندی) منسوب ہے اللہ تعالی کی طرف، تو مصنف یعنی امام بخاری نے یہ بیان کیا کہ وہ جہت جس پر بلندی صادق آتی ہے اور وہ جہت جس پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ عرش ہے لہٰذا یہ دونوں جہتیں مخلوق ہیں اور اللہ تعالی ان دونوں سے اور ان کے علاوہ دیگر مخلوقات سے پہلے بھی موجود تھا، پھر یہ سب جگہیں اللہ تعالی نے پیدا کیئے، اور اللہ تعالی قدیم ذات ہے لہٰذا اس کو کسی جہت میں رہنے کے ساتھ موصوف کرنا محال وناممکن ہے۔

العلامہ ابن المنیّر المالکی رحمہ اللہ کی یہ تصریح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (فتح الباری شرح بخاری) میں نقل کی اور ان کے اس کلام وتصریح کی تائید بھی کی۔

12. **وقال الإمام الحافظ الفقيه أبو جعفر أحمد بن سلامة الطحاوي الحنفي (321 هـ) في رسالته (العقيدة الطحاوية) ما نصه:** "وتعالى أي الله عن الحدود والغايات والأركان والأعضاء والأدوات، لا تحويه الجهات الست كسائر المبتدعات " اهـ.

امام الطحاوي الحنفي کبار علماء السلف میں سے ہیں اپنی کتاب **(العقيدة الطحاوية)** میں یہ اعلان کر رہے کہ اللہ تعالی " **مكان وجِـهَـة** " سے پاک ومُنزہ ومُبرا ہے، اور اللہ تعالی کی شان ہے کہ آج پوری دنیا کے مدارس ومکاتب ومعاہد ومساجد میں **(العقيدة الطحاوية)** ہی کی تعلیم دی جاتی ہے، حتی کہ عرب کے اندر تمام سلفی مدارس وکلیات میں **(العقيدة الطحاوية)** کی تعلیم دی جاتی ہے، اور عرب کے تمام سلفی علماء نے اس کے شروحات لکھے ہیں، اور تمام نے **(العقيدة الطحاوية)** کو اہل سنت والجماعت کی عقائد کی مستند ومعتبر کتاب قرار دیا ہے،

اور **(العقيدة الطحاوية)** پڑھنے والے تمام لوگ کتاب کو کھولتے ہی یہ اعلان کرتے ہیں

هذا ذِكرُ بيانِ عقيدةِ أهلِ السنّةِ والجماعةِ على مذهبِ فُقهاءِ المِلّةِ: أبي حنيفةَ النعمانِ ابنِ ثابتٍ الكوفيّ، وأبي يوسفَ يعقوبَ بنِ إبراهيمَ الأنصاريّ، وأبي عبدِ الله محمدِ ابنِ الحسنِ الشيْبانيّ، رِضوانُ اللهِ عليهم أجمعينَ، وما يعتقدونَ من أصولِ الدينِ، ويَدينون بهِ لربِّ العالمين.

(ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء)

13. وقال إمام أهل السنة أبو الحسن الأشعري (324ھ) ما نصه : " كان الله ولا مكان فخلق العرش والكرسي ولم يحتج إلى مكان، وهو بعد خلق المكان كما كان قبل خلقه " اهـ أي بلا مكان ومن غير احتياج إلى العرش والكرسي. نقل ذلك عنه الحافظ ابن عساكر نقلا عن القاضي أبي المعالي الجويني [تبيين كذب المفتري (ص/ 150)]

إمام اہل السنۃ ابو الحسن الاشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی موجود تھا اور مکان نہیں تھا پس عرش و کرسی کو اللہ تعالی نے پیدا کیا اور وہ مکان کا محتاج نہیں ہے اور وہ مکان کو پیدا کرنے کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ مکان کو پیدا کرنے سے پہلے تھا۔ یعنی اللہ تعالی بلا مکان موجود ہے عرش و کرسی وغیرہ کا محتاج نہیں ہے ۔

14. وقال إمام أهل السنة أبو منصور الماتريدي (333 هـ) ما نصه : "إن الله سبحانه كان ولا مكان، وجائز ارتفاع الأمكنة وبقاؤه على ما كان، فهو على ما كان، وكان على ما عليه الان، جل عن التغير والزوال والاستحالة" اهـ يعني بالاستحالة التحول والتطور والتغير من حال إلى حال وهذا منفي عن الله ومستحيل عليه سبحانه وتعالى [كتاب التوحيد (ص/ 69)]

15. وقال الحافظ محمد بن حبان (354 هـ) صاحب الصحيح المشهور بصحيح ابن حبان ما نصه : "الحمد لله الذي ليس له حد محدود فيحتوى، ولا له أجل معدود فيفنى، ولا يحيط به جوامع المكان ولا يشتمل عليه تواتر الزمان [الثقات (1/ 1)]

16. وقال أيضا ما نصه" : كان الله ولا زمان ولا مكان" اهـ [صحيح ابن حبان، أنظر الإحسان بترتيب-[صحيح ابن حبان (8/ 4)]

17. وقال الشيخ أبو سليمان حمد بن محمد الخطابي الشافعي (388 هـ) صاحب "معالم السنن" ما نصه

" وليس معنى قول المسلمين إن الله على العرش هو أنه تعالى مماس له أو متمكن فيه أو متحيز في جهة من جهاته، لكنه بائن من جميع خلقه، وإنما هو خبر جاء به التوقيف فقلنا به ونفينا عنه التكييف إذ (لَيسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ البَصِيرُ)ا هـ [أعلام الحديث: كتاب بدء

الخلق، باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ: (هُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ) [(سورة الروم/27)
(147،/2)]

الشیخ إبو سلیمان حمد بن محمد الخطابی الشافعی صاحب "مَعَالِمُ السُنَن" رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ قول کہ اللہ تعالی عرش پر ہے اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ عرش کے ساتھ ملا ہوا ہے یا عرش میں رہتا ہے یا جہات میں سے کسی جہت میں رہتا ہے، لیکن وہ اپنی تمام مخلوق سے جدا ہے الخ۔

.18 وقال القاضي أبو بكر محمد الباقلاني المالكي الأشعري (403) ما نصه:

" ولا نقول إن العرش لهء أي اللهء قرار ولا مكان، لأن الله تعالى كان ولا مكان، فلما خلق المكان لم يتغير عما كان "اهـ [الانصاف فيما يجب اعتقاده ولا يجوز الجهل به (ص/65)].

امام القاضی إبو بکر محمد الباقلانی المالکی الأشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ عرش اللہ تعالی کا قرار (ٹھہرنا) ہے یا مکان ہے کیونکہ اللہ تعالی تو اس وقت بھی موجود تھا جب مکان نہیں تھا، پھر جب اللہ تعالی نے مکان کو پیدا کیا تو وہ جیسا تھا (یعنی بلا مکان) اب بھی ویسا ہی ہے ۔

.19 وذكر الشيخ أبو الطيب سهل بن محمد الشافعي مفتي نيسابور (404 هـ) ما نقله عنه الحافظ البيهقي:

" سمعت الشيخ أبا الطيب الصعلوكي يقول: "تُضامّون" بضم أوله وتشديد الميم يريد لا تجتمعون لرؤيتهء تعالىء في جهة ولا ينضم بعضكم إلى بعض فإنه لا يرى في جهة" اهـ، ذكر ذلك-[الحافظ ابن حجر فتح الباري (11/447)].

.20 وقال أبو بكر محمد بن الحسن المعروف بابن فورك الاشعري (406 هـ) ما نصه" لا يجوز على الله تعالى الحلول في الأماكن لاستحالة كونه محدودا ومتناهيا وذلك لاستحالة كونه محدثا" اهـ.[مشكل الحديث (ص/ 57)]

.21 وقال الشيخ الإمام أبو منصور عبد القاهر بن طاهر التميمي البغدادي الإسفراييني (429 هـ) ما نصه "وأجمعوا (أي أهل السنة)على أنه أي الله لا يحويه مكان ولا يجري عليه زمان " اه-[الفرق بين الفرق (ص/ 333)]

.22 وقال أبو محمد علي بن أحمد المعروف بابن حزم الأندلسي (456 هـ)

"وأنه تعالى لا في مكان ولا في زمان، بل هو تعالى خالق الأزمنة والأمكنة، قال تعالى: (وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيراً)(سورة الفرقان/2)، وقال (خلقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا)(سورة

الفرقان/59)، والزمان والمكان هما مخلوقان، قد كان تعالى دونهما، والمكان إنما هو للاجسام" اهـ.(أنظر كتابه علم الكلام: مسألة في نفي المكان عن الله تعالى (ص/ 65)

.23 **وقال الحافظ أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي الشافعي (458 هـ) ما نصه** " والذي روي في أخر هذا الحديث إشارة إلى نفي المكان عن الله تعالى، وأن العبد أينما كان فهو في القرب والبعد من الله تعالى سواء، وأنه الظاهر فيصح إدراكه بالأدلة، الباطن فلا يصح إدراكه بالكون في مكان. واستدل بعض أصحابنا في نفي المكان عنه بقول النبي (صلّى الله عليه و سلّم) "أنت الظاهر فليس فوقك شيء، وأنت الباطن فليس دونك شيء"، وإذا لم يكن فوقه شيء ولا دونه شيء لم يكن في مكان " اهـ(الأسماء والصفات (ص/ 400)

.24 **وقال الفقيه المتكلم أبو المظفر الإسفراييني الأشعري (471 هـ) ما نصه** " الباب الخامس عشر في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة: وأن تعلم أن كل ما دل على حدوث شيء من الحد، والنهاية، والمكان، والجهة، والسكون، والحركة، فهو مستحيل عليه سبحانه وتعالى، لأن ما لا يكون محدثا لا يجوز عليه ما هو دليل على الحدوث " اهـ(التبصير في الدين (ص/ 161)

.25 **وقال الفقيه الإمام الشيخ أبو إسحاق الشيرازي الشافعي الأشعري (476 هـ) في عقيدته ما نصه** "وان استواءه ليس باستقرار ولا ملاصقة لأن الاستقرار والملاصقة صفة الأجسام المخلوقة، والرب عز وجل قديم أزلي، فدل على أنه كان ولا مكان ثم خلق المكان وهو على ما عليه كان " اهـ [أنظر عقيدة الشيرازي في مقدمة كتابه شرح اللمع (1/ 101)]

الفقیہ الإمام الشیخ إبو إسحاق الشیرازی الشافعی الأشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کا استواء استقرار (کسی جگہ قرار پکڑنا اور ٹھہرنا) نہیں ہے اور مُلاصِقۃ (کسی چیز سے مِلنا مُتصل ہونا) بھی نہیں ہے، کیونکہ استقرار و مُلاصِقۃ اجسام مخلوقہ کی صفت ہے، اور رب تعالی عز و جل قدیم و ازلی ذات ہے، پس یہ دلالت ہے اس بات پر کہ اللہ تعالی تو اس وقت بھی موجود تھا جب مکان نہیں تھا، پھر جب اللہ تعالی نے مکان کو پیدا کیا تو وہ جیسا تھا (یعنی بلا مکان) اب بھی ویسا ہی ہے ۔

.26 **وقال إمام الحرمين أبو المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني الأشعري (478 ه- (ما نصه** "الباريء سبحانه وتعالى قائم بنفسه، متعال عن الافتقار إلى محل يحله أو مكان يقله " اهـ.[الإرشاد إلى قواطع الأدلة (ص/ 53)]

.27 **وقال الفقيه المتكلم أبو سعيد المتولي الشافعي الأشعري (478 هـ** (أحد أصحاب الوجوه في المذهب الشافعي ما نصه (ثبت بالدليل أنه لا يجوز أن يوصف ذاته تعالى بالحوادث، ولأن الجوهر متحيز، والحق تعالى لا يجوز أن يكون متحيزا" اهـ.
[الغنية في أصول الدين (ص/83)].

28. وقال الشيخ أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الشافعي الاشعري (505 هـ (ما نصه : " (تعالى أي الله عن أن يحويه مكان، كما تقدس عن أن يحده زمان، بل كان قبل أن خلق الزمان والمكان وهو الان على ما عليه كان " اهـ.

[إحياء علوم الدين: كتاب قواعد العقائد، الفصل الأول (1/ 108)]

29. وقال لسان المتكلمين الشيخ أبو المعين ميمون بن محمد النسفي (توفي 508 هـ (مانصه "القول بالمكان – اي في حق الله – منافيا للتوحيد "[تبصرة الأدلة (1/ 171 و 182)]

30. وقال أبو الوفاء علي بن عقيل البغدادي شيخ الحنابلة في زمانه (513 هـ (ما نصه "تعالى الله أن يكون له صفة تشغل الأمكنة، هذا عين التجسيم، وليس الحق بذي أجزاء وأبعاض يعالج بها" اهـ.[الباز الأشهب: الحديث الحادي عشر (ص/ 86)]

31. وقال القاضي الشيخ أبو الوليد محمد بن أحمد قاضي الجماعة بقرطبة المعروف بابن رشد الجد المالكي (520 هـ (ما نصه: "ليس الله في مكان، فقد كان قبل أن يخلق المكان) اهـ ذكره ابن الحاج المالكي في كتابه "المدخل "

[المدخل: فصل في الاشتغال بالعلم يوم الجمعة (2/149)]

32. وقال المحدث أبو حفص نجم الدين عمر بن محمد النسفي الحنفي (537 هـ) صاحب العقيدة المشهورة بـ"العقيدة النسفية " ما نصه "والمحدث للعالم هو الله تعالى، لا يوصف بالماهية ولا بالكيفية ولا يتمكن في مكان " انتهى باختصار

[العقيدة النسفية (ضمن مجموع مهمات المتون) (ص/28)]

33. وقال القاضي أبو بكر بن العربي المالكي . الأندلسي (543 هـ) ما نصه

" البارى تعالى يتقدس عن ان يحد بالجهات أو تكتنفه الأقطار"

[القبس في شرح موطأ مالك بن انس (396/1)]

34. وقال أيضا ما نصه" الله تعالى يتقدس عن أن يحد بالجهات

[المصدر السابق (395/1)]

35. وقال القاضي عياض بن موسى المالكي (544) ما نصه

"اعلم أن ما وقع من إضافة الدنو والقرب هنا من الله او إلى الله فليس بدنو مكان ولا قرب مدى، بل كما ذكرنا عن جعفر بن محمد الصادق: ليس بدنو حد، صفة المجد والعلاء، فإنه تعالى فوق كل موجود بالقهر والاستيلاء"[الشفا: فصل في حديث الاسراء (205/1)]

36. وقال الشيخ محمد بن عبد الكريم الشهرستاني الشافعي (548هـ)ما نصه : "فمذهب أهل الحق أن الله سبحانه لا يشبه شيئا من المخلوقات ولا يشبهه شيء منها بوجه من وجوه

المشابهة والمماثلة"لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ البَصِيرُ" (سورة الشورى/11). فليس الباريء سبحانه بجوهر ولا جسم ولا عرض ولا في مكان ولا في زمان " اهـ.[نهاية الأقدام (ص/ 103)]

37. **قال الإمام الحافظ المفسر عبد الرحمن بن علي المعروف بابن الجوزي الحنبلي (597 هـ) ما نصه** " الواجب علينا أن نعتقد أن ذات الله تعالى لا يحويه مكان ولا يوصف بالتغير والانتقال" اهـ.[دفع شبه التشبيه (ص/58). (2) صيد الخاطر (ص/ 476)]

38. **وقال الشيخ تاج الدين محمد بن هبة الله المكي الحموي المصري (599 هـ)** في تنزيه الله عن المكان ما نصه وصانع العالم لا يحويه قطر تعالى الله عن تشبيه قد كان موجودا ولا مكانا وحكمه الان على ما كانا سبحانه جل عن المكان وعز عن تغير الزمان" اهـ

[منظومته "حدائق الفصول وجواهر الأصول" في التوحيد، التي كان أمر بتدريسها السلطان المجاهد صلاح الدين الأيوبي (ص13) النهاية في غريب الحديث (مادة ق ر ب، 4/ 32)]

39. **وقال المبارك بن محمد المعروف بابن الأثير (606 ص) ما نصه :** "المراد بقرب العبد من الله تعالى القرب بالذكر والعمل الصالح، لا قرب الذات والمكان لأن ذلك من صفات الأجسام، والله يتعالى عن ذلك ويتقدس " اهـ

[تفسير الرازي المسمى بالتفسير الكبير (سورة الملك/ أية 16، 30/ 69)]

40. **وقال المفسر فخرالدين الرازي (6 0 6 هـ) ما نصه** "واعلم أن المشبهة احتجوا على إثبات المكان لله تعالى "أأمنتم من في السماء "اهـ أي أن اعتقاد أن الله في مكان فوق العرش أو غير ذلك من الأماكن هو اعتقاد المشبهة الذين قاسوا الخالق على المخلوق وهو قياس فاسد منشؤه الجهل واتباع الوهم "اهـ.[المصدر السابق (سورة الشورى أية 4، 27/ 144)]

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (المشبهة فرقه) نے اللہ تعالی کے لیئے مکان ثابت کرنے پر قول باری تعالی" أمنتم من في السماء "سے استدلال کیا یعنی یہ عقیدہ کہ اللہ تعالی عرش کے اوپر مکان میں ہے یا اس کے علاوہ دیگر اماکن میں ہے، یہ (المُشَبهة فرقه) کا عقیدہ ہے جنہوں نے خالق کو مخلوق پر قیاس کیا اور یہ ایک فاسد (وباطل) قیاس ہے اور سبب اس قیاس کا جہالت ہے اور وہم وخیال کی اتباع ہے

41. **وقال الشيخ أبو منصور فخر الدين عبد الرحمن بن محمد المعروف بابن عساكر (620 هـ) عن الله تعالى ما نصه** "موجود قبل الخلق ليس له قبل ولا بعد، ولا فوق ولا تحت، ولا يمين ولا شمال، ولا أمام ولا خلف، ولا كل ولا بعض، ولا يقال متى كان، ولا أين كان ولا

كيف، كان ولا مكان، كون الأكوان، ودبر الزمان، لا يتقيد بالزمان، ولا يتخصص بالمكان "
اهـ.[أنظر شرحه على العقيدة الطحاوية المسمى بيان اعتقاد أهل السنة (ص/ 45)]

42. وقال الشيخ إسماعيل بن إبراهيم الشيباني الحنفي (629 ص)ما نصه "مسألة: قال أهل الحق: إن "الله تعالى متعال عن المكان، غير متمكن في مكان، ولا متحيز إلى جهة خلافا للكرامية والمجسمة... والذي يدل عليه قوله تعالى "ليس كمثله شيء وهو السميع البصير "[أبكار الأفكار (ص/ 194، 195)، مخطوط]

43. وقال المتكلم سيف الدين الآمدي (631 هـ) ما نصه "وما يروى عن السلف من ألفاظ يوهم ظاهرها إثبات الجهة والمكان فهو محمول على هذا الذي ذكرنا من امتناعهم عن إجرائها على ظواهرها والإيمان بتنزيلها وتلاوة كلأية على ما ذكرنا عنهم، وبين السلف الإختلاف في الألفاظ التي يطلقون فيها، كل ذلك اختلاف منهم في العبارة، مع اتفاقهم جميعا في المعنى أنه تعالى ليس بمتمكن في مكان ولا متحيز بجهة، الخ

44. وقال الشيخ جمال الدين محمود بن أحمد الحصيري شيخ الحنفية في زمانه (636 ص) بعد أن قرأ فتوى ابن عبد السلام في تنزيه الله عن المكان والحروف والصوت ما نصه "هذا اعتقاد المسلمين، وشعار الصالحين، ويقين المؤمنين، وكل ما فيهما صحيح، ومن خالف ما فيهما وذهب إلى ما قاله الخصم من إثبات الحرف والصوت فهو حمار" ا.هـ
[طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة عبد العزيزبن عبد السلام (8/ 237)].

45. وقال الشيخ جمال الدين أبو عمرو عثمان بن عمر المعروف بابن الحاجب المالكي (646 هـ) مثنيا على العقيدة التي كتبها الشيخ عبد العزيز ابن عبد السلام ومما جاء في هذه العقيدة قول ابن عبد السلام: "كان ء اللهء قبل أن كون المكان ودبر الزمان، وهو الآن على ما عليه كان " اهـ ومن جملة ما ذكره في ثنائة قوله : "ما قاله ابن عبد السلام هو مذهب أهل الحق، وأن جمهور السلف والخلف على ذلك، ولم يخالفهم إلا طائفة مخذولة، يخفون مذهبهم ويدسونه على تخوف إلى من يستضعفون علمه وعقله " اهـ
[طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة عبد العزيزبن عبد السلام (8/ 237)]

46. وقال الشيخ عبد العزيز بن عبد السلام الأشعري الملقب بسلطان العلماء (660 ص) ما نصه
"ليسء أي اللهء بجسم مصوَّر، ولا جوهر محدود مُقدَّر، ولا يشبه شيئا، ولا يُشبهه شيءٌ، ولا تحيط به الجهات، ولا تكتنفه الأرضون ولا السموات، كان قبل أن كوَّن المكان ودبَّر الزمان،

وهو الآن على ما عليه كان" ا.هـ
[طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة عبد العزيز بن عبد السلام (8/ 219)]

47. وقال المفسّر محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي المالكي (671 هـ (ما نصه
"والعليّ " يراد به علو القدر والمنزلة لا علو المكان، لأن الله منزه عن التحيز "
[الجامع لأحكام القرآن سورة البقرة، أية/ 55 2 (3/ 278)]

48. وقال ابو الحافظ أبو زكريا محيي الدين بن شرف النووي الشافعي الأشعري
(676 (ما نصه إن الله تعالى ليس كمثله شيء ، منزه عن التجسيم والانتقال والتحيز في جهة وعن سائر صفات المخلوق "اهـ[شرح صحيح مسلم (3/19)]

49. وقال الحافظ ابن حجر العسقلاني الشافعي الأشعري (852 هـ (ما نصه "ولا يلزم من كون جهتي العلو والسفل محالا على الله أن لا يوصف بالعلو، لأن وصفه بالعلو من جهة المعنى، والمستحيل كون ذلك من جهة الحس، ولذلك ورد في صفته العالي والعلي والمتعالي، ولم يرد ضد ذلك وإن كان قد أحاط بكل شيء علما جلّ وعز"اهـ[فتح الباري (3/ 30)]

50. وقال الشيخ بدر الدين محمود بن أحمد العَيْني الحنفي (855 هـ (في شرحه على صحيح البخاري ما نصه "ولا يدل قوله تعالى :" وكان عرشه على الماء " على، أنهء تعالىء حالّ عليه، وإنما أخبر عن العرش خاصة بأنه على الماء، ولم يخبر عن نفسه بأنه حال عليه، تعالى الله عن ذلك، لأنه لم يكن له حاجة إليه " ا.هـ.[عمدة القاري (مجلد 12/ 25/ 111)]

کبار ائمہ اسلام محدثین ومفسرین وفقہاء ومحققین وسلف صالحین کے (50) پچاس اقوال میں نے باحوالہ ان کی اصل عبارات میں ذکر کیئے ہیں، باقی اقوال بخوف طوالت میں نے ذکر نہیں کیئے، ان سب ائمہ اسلام کا اجماعی فیصلہ یہ ہے کہ اللہ تعالی " **مکان وجہة** " سے اور دیگر مخلوقات کی صفات ومشابہت سے پاک ومبرا ومنزہ وبلند وبرتر ہے اور یہی جمیع اہل سنت سلف وخلف کا عقیدہ ہے، اور یہی عقیدہ اکابر علماء دیوبند کی اجماعی کتاب اِلمُہند علی المُفند) میں لکھا ہے، جس کو طالب الرحمٰن نامی جاہل ومجہول آدمی کفریہ شرکیہ عقیدہ کہتا ہے، کیا اس جاہل ومجہول آدمی کی اس بکواس کی زد میں یہ سارے کبار ائمہ اسلام نہیں آئیں گے ؟؟ کیا سارے کبار ائمہ اسلام وسلف صالحین کفریہ شرکیہ عقیدہ رکھتے تھے ؟؟ (معاذاللہ)
کیا کوئی عقل مند آدمی اس کے بعد بھی اس جاہل ومجہول آدمی کی بات کا اعتبار کرے گا اور اس کی اندھی تقلید میں سرگرداں رہے گا ؟؟

اللہ تعالی عوام الناس کو صحیح سمجھ دے اور اس جاہل وکذاب شخص کی حقیقت ان پر کھول دے۔
(إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وماتوفيقي إلاباللہ)

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جاہل لوگ جن کو دین کے بنیادی احکامات ومسائل کا کچھ پتہ نہیں ہوتا، اللہ تعالی کے فرائض واحکام سے غافل ہوتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن مبارکہ سے بالکل نابلد ہوتے ہیں، ایسے جاہل لوگ اللہ تعالی کی ذات وصفات کے بارے اپنی خیالات کے گھوڑے دوڑاتے ہیں، کئی جگہ دیکھا گیا کہ کچھ جاہل لوگ بلا علم ودلیل اللہ تعالی کی ذات وصفات کے متعلق اپنی رائے وخیال کے خاکے پیش کرتے ہیں، لہٰذا عوام الناس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے جاہل لوگوں سے نہ الجھیں اور نہ اس موضوع پر یا دیگر کسی مسئلہ شرعی میں اپنے خیال ورائے سے بات کریں، اور خصوصا اللہ تعالی کی ذات میں تفکر کرنا ممنوع ہے، ایک حسن حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں میں (مخلوقات میں) تفکر کرو اور اللہ تعالی کی ذات میں تفکر نہ کرو۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم

" تفكروا في آلاء الله ولا تفكروا في الله " (أخرجه أبو الشيخ والطبراني)

اور اس بات کی دلیل قرآن مجید اس آیت سے بھی ہے کہ جب فرعون نے موسی علیہ السلام سے پوچھا: (وما رب العالمين) تو موسی علیہ السلام نے جواب دیا (رب السماوات والأرض وما بينهما) فرعون نے اللہ تعالی کی ذات کے متعلق سوال کیا اور موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کی صفات کے ساتھ جواب دیا۔

"ليس كمثله شيء وهو السميع البصير "

"إن في خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهار لآيات لأولي الألباب"

وسوسه = احناف ماتریدی عقیدہ رکھتے ھیں اوردیگر مقلدین اشعری عقیدہ رکھتے ھیں ، اور اشاعرہ وماتریدیہ دونوں کے عقائد غلط وگمراہ کن ھیں ۔

جواب = یہ باطل وسوسہ بھی عوام الناس کو مختلف انداز سے یاد کرایا جاتا ہے، اور فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جاہل شیوخ اپنے جاہل مقلد عوام کو وسوسہ پڑھا دیتے ہیں اور وہ بے چارے اس وسوسہ کو یاد کرلیتے ہیں، اور آگے اس کو پھیلاتے ہیں، فرقہ جدید اہل حدیث کے عوام کو تو اشعری وماتریدی کا نام پڑھنا بھی نہیں آتا، اور یہی حال ان کے خواص کا ہے ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ

ماتریدی کون تھا، اشعری کون تھا، ان کے کیا عقائد و تعلیمات ہیں؟ بس احناف سے ضد کی بنا پر انہوں سب کچھ کرنا ہے۔ اس وسوسہ کے تحت کسی قدر تفصیل سے بات کرنا چاہتا ہوں

تاریخ علم الکلام

کون نہیں جانتا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارک سے پہلے دنیا کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا، انسانیت میں انتشار وافتراق تھا نفرت وعداوت تھی، تمام اعمال رزیلہ موجود تھے، عقائد واخلاق کا کوئی ضابطہ نہ تھا، عبد و معبود کا صحیح رشتہ ٹوٹ چکا تھا، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے خزاں رسیدہ انسانیت بہار کے ہم آغوش ہوئی، قلوب انسانی کی ویران کھیتیاں لہلہا اٹھیں، انسانیت نے سر اٹھایا، واخلاق واعمال کی پاکیزگی، عقائد حقہ کی پختگی اور عبادات وطاعات کی لذت سے کائنات کا ذرہ ذرہ آشنا ہو گیا ،، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے جانثار اصحاب بھی پورے کائنات انسانی کے لیئے آپ کی سیرت و کردار کامل و مکمل نمونہ تھے، لیکن صحابہ کرام کا مبارک دور گذرنے کے بعد حالات مختلف ہوئے، اموی دور خلافت کے اخیر میں علم وفن کی خدمت کے نام پر غیر دینی علوم کا ترجمہ شروع ہوا، فلاسفہ کی ایک جماعت نے عبرانی اور قبطی زبانوں سے ہیئت و کیمیا کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا، اسی طرح ارسطو کے کچھ رسائل کو اور فارسی زبان کی بعض کتب کو عربی میں منتقل کیا گیا، پھر جب اسلام کو وسعت حاصل ہوئی اور ایرانی، قبطی، یونانی وغیرہ اقوام حلقہ بگوش اسلام ہوئیں تو انھوں نے مسائل عقائد میں نکتہ آفرینیاں اور بال کی کھال نکالنا شروع کردی، اسلامی عقائد کا جو حصہ ان کے قدیم عقیدہ سے کسی درجہ میں ملتا جلتا نظر آیا تو قدرتی طور پر انہوں نے اسی رنگ میں اس کی تشریح پسند کی، پھر عقل ونقل کی بحث نے اس خلیج کو اور وسیع کیا، یہ سلسلہ چل ہی رہا کہ اموی خلافت کی جگہ دولت عباسیہ نے لے لی اور اس نے دوسری مختلف زبانوں کے ساتھ حکمت وفلسفہ یونان کا سارا ذخیرہ عربی میں منتقل کرکے مسلمانوں میں پھیلا دیا، یونانی فلسفہ کے پھیلنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات میں کمزوری کے ساتھ ساتھ باہم مذہبی اختلاف اور گروہ بندی کا دروازہ بھی کھل گیا، جس کے نتیجہ میں الحاد وزندقہ نے بال وپر نکالنے شروع کردیئے، اب تک عقائد سے متعلقہ مسائل کو ذہن نشین کرنے کا جو فطری طریقہ کتاب وسنت کی بنیاد پر قائم تھا، حکمت وفلسفہ کی موشگافیوں اور کچھ دیگر انسانی اصطلاحات و قواعد رواج پاجانے کے بعد علماء امت کی نظر میں کچھ زیادہ موثر نہیں رہا، اس طرح کے حالات وماحول میں جب کہ شکوک وشبہات اور الحاد وزندقہ وگمراہی کے پاوں جمنے شروع ہوچکے تھے،

اور خلیفہ مہدی جو (۱۵۷ھ) میں تخت نشین ہوا' کے دور خلافت میں ملحدین وزنادقہ کی رد میں کتب لکھوانے کی ضرورت محسوس ہونے لگی اور حکومت کی سرپرستی میں ایسی چند کتب لکھی گئیں یہ " علم کلام " کی پہلی بنیاد تھی جو مسلمانوں میں قائم ہوئی، پھر حالات کے پیش نظر دن بدن اس کام کی اہمیت بڑہتی ہی گئی، حتی کہ علماء اسلام کی ایک مخصوص جماعت مجبور ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو اس کام

لیئے وقف کردیں، لہٰذا امامون الرشید نے ایسے علماء کی بڑھ چڑھ کر حوصلہ افزائی کی، اور حکومت وقت کی حوصلہ افزائی دیکھ کر علماء کا ایک ذہین طبقہ معقولات کی تحصیل میں ہمہ تن مشغول ہوگیا اور اس فن میں انہوں نے مہارت تامہ حاصل کی، لیکن ان علماء میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو " مسلک اعتزال " سے وابستہ تھے کیونکہ حکومت وقت کامزاج ومسلک بھی یہی (مُعتزلہ والا) تھا انہی علماء کی کدوکاوش نے (علم کلام) کو ایک خاص فن کا درجہ دیا اور انہوں نے ہی اس فن کی جمع وتدوین کی،

علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ

ثم طالع بعد ذالك شيوخ المعتزلة كتب الفلاسفة حين فسرت أيام المامون فخلطت مناهجها مناهج الكلام وأفردتها فنا من فنون العلم و سميتها با سم الكلام ،

(الملل والنحل ج 1 ص 32)

یعنی " معتزلة " کے اکابر نے فلاسفہ کی تصنیفات کا مطالعہ کیا اور اس طرح کلام وفلسفہ کی مختلف راہیں ایک ہوگئیں اور ایک نیا فن (علم کلام) کے نام سے ایجاد ہوا۔

علم کلام کی وجہ تسمیہ (یہ نام کیوں رکھاگیا) ؟

علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ

أما لأن أظهر مسئلة تكلموا فيها وتقابلوا عليها هي مسئلة الكلام فسمى النوع با سمها وأما لمقابلتهم الفلاسفة فى تسميتهم فنا من فنون علمهم بالمنطق والمنطق والكلام مترا دفان

(الملل والنحل ج 1 ص 33)

علم کلام کا اہم ترین موضوع بحث اللہ تعالی کا کلام ہی تھا، اسی وجہ سے اس فن کا نام (علم کلام) رکھاگیا۔الخ

تاريخ الفرقة المعتزلة

معتزلہ کا سردار وپیشوا ابوالہذیل علاف تھا اور اس نے اس فن میں بہت سی کتب بھی لکھیں،

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

أبوالهذيل العلاف شيخ المعتزلة ومُصنف الكتب الكثيرة فى مذاهبهم كان خبيث القول فارق اجماع

المسلمين ورد نص كتاب الله وجحد صفات الله تعالى عما يقول علوا كبيرا وكان كذاباً أفاكاً مات سنة سبع وعشرين ومأتين ٠

(لسان الميزان ص 413 ج 5)

إبوالہذیل العلاف مُعتزلہ فرقہ کے شیوخ میں سے تھا جس نے اعتزال کے رنگ میں ڈوبی ہوئی بہت سی کتب لکھیں، یہ پہلا شخص ہے جس نے نصوص قطعیہ کا انکار کیا۔ صفات باری تعالی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا، جھوٹا، لغو گو، اور بدترین خلائق انسان تھا۔

علامہ شہر ستانی نے بھی یہی بات لکھی ہے

فكان أبوالهذيل العلاف شيخهم الأكبر وافق الفلاسفة وأبدع بدعا فى الكلام والإرادة وأفعال والقول بالقدر والآجال والأرزاق ٠

(الملل والنحل ج 1 ص 33)

إبوالہذیل العلاف مُعتزلہ فرقہ معتزلہ کا سب سے بڑا شیخ تھا، فلاسفہ کا موافق تھا، افعال عباد، ارادہ، تقدیر، رزق، تمام مسائل میں امت کے قطعی نظریات سے صاف پھر گیا تھا۔

حافظ ذہبی نے بھی اپنی کتاب (سير أعلام النبلاء) میں تقریباً یہی بات لکھی ہے

أبو الهذيل العلاف ورأس المعتزلة أبو الهذيل محمد بن الهذيل البصري العلاف صاحب التصانيف الذي زعم أن نعيم الجنة وعذاب النار ينتهي بحيث إن حرمات أهل الجنة تسكن وقال حتى لا ينطقون بكلمة وأنكر الصفات المقدسة حتى العلم والقدرة وقال هما الله وأن لما يقدر الله عليه نهاية وآخرا وأن للقدرة نهاية لو خرجت إلى الفعل فإن خرجت لم تقدر على خلق ذرة أصلا وهذا كفر وإلحاد ٠ (سير أعلام النبلاء ؛ أبو الهذيل العلاف)

اورفرقہ معتزلہ کا بانی و موسس **واصل بن عطاء البصري** تھا، پھر اس کے بعد **أبو الهذيل حمدان بن الهذيل العلاف** ہے جو شیخ المعتزلة، ومقدم الطائفة، ومقرر الطريقة، والمناظر کے القاب سے معروف ہے، اس نے مذہب الاعتزال **عثمان بن خالد الطويل** سے بطریق **واصل بن عطاء** کے حاصل کیا۔(الشهرستاني: الملل والنحل ج1ص 64) اور (فرقة الهُذيلية.) اسی کی طرف منسوب ہے۔

اسی طرح **إبراهيم بن يسار بن هانئ النظّام** نے کتب فلاسفہ کا بکثرت مطالعہ کیا اور فلاسفہ کا کلام معتزلہ کے کلام کے ساتھ ملایا اور (فرقة النظاميّة) اسی کی طرف منسوب ہے۔(الشهرستاني: الملل والنحل ج1ص 64)

اسی طرح **معمر بن عباد السلمي** ہے جس کی طرف(فرقة المعمرية.) منسوب ہے۔

اسی طرح **عيسى بن صبيح المكنى بأبي موسى الملقب بالمردار** اس کو **راهب المعتزلة** کہا جاتا تھا (فرقة المردارية) اس کی طرف منسوب ہے۔

اسی طرح **ثمامة بن أشرس النميري** یہ آدمی بادشاہ **المأمون** اور **المعتصم** اور **الواثق**، کے عہد میں (قدرية) فرقہ کا سربراہ تھا، اور اس کے فرقہ کو (الثماميّة) کہا جاتا ہے۔

اسی طرح **أبو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ** فرقۃ معتزلۃ کے بہت بڑے لکھاری تھا اور کتب فلاسفہ سے خبر دار اور ادب و بلاغت میں ماہر تھا (الجاحظية) فرقہ اسی کی طرف منسوب ہے۔

اسی طرح **أبو الحسين بن أبي عمر الخياط** ہے جو بغداد کا معتزلی ہے (الخياطية) اسی کی طرف منسوب ہے۔

اسی طرح **القاضي عبد الجبار بن أحمد بن عبد الجبار الهمداني** یہ متاخرین معتزلہ میں سے تھا اور اپنے زمانہ کے بہت بڑا شیوخ المعتزلۃ میں سے تھا اور مذہب معتزلہ کے اصول وافکار وعقائد کو بڑا پھیلایا، اور معتزلہ کا بڑا مشہور مناظر تھا۔

حاصل کلام یہ کہ (فرقۃ معتزلۃ) کے کل بائیس بڑے فرقے بن گئے تھے، ہر فرقہ سب کی تکفیر کرتا تھا، ان فرقوں کی کچھ تفصیل میں نے لکھ دی ہے، اجمالی طور پر ان کے اسماء درج ذیل ہیں

(الواصلية، والعمرية، والهذيلية، والنظامية، والأسوارية، والمعمرية، والإسكافية، والجعفرية، والبشرية، والمردارية، والهشامية، والتمامية، والجاحظية، والحايطية، والحمارية، والخياطية، وأصحاب صالح قبة، والمويسية، والشحامية، والكعبية، والجبابية، والبهشمية المنسوبة إلى أبي هاشم بن الحبالى .)

(البغدادي: الفرق بين الفرق ص104)

جس علم کی تدوین کے بنیادی اراکین میں ابو الہذیل العلاف جیسے لوگ شامل ہوں تو پھر اس کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ کیسے ہوں گے ؟

پھر اس فن کے لیئے جو اصول وضوابط نافذ کیئے گئے وہ اسلام کے اصل نہج سے کتنے دور ہوں گے ؟

علماء اسلام نے بعد میں معتزلہ کے رواج دیئے ہوئے نظریات کو مٹانے کی کوشش کی لیکن جو خمیر معتزلہ ڈال چکے تھے وہ مکمل طور پر پاک نہ ہوسکا، لہٰذا قدیم علم کلام کی کتب میں اس طرح مباحث بکثرت موجود ہیں، پھر اس فلسفیانہ طرز استدلال ونظریہ نے جو نقصان پہنچایا وہ بالکل ظاہر ہے، حتی کہ آج بھی آزاد طبع لوگ معتزلی نظریات کو قبول کرلیتے ہیں، بہر حال علم کلام ترقی کرتا رہا، علم کلام کی تاریخ کے سلسلہ میں

علامہ شہرستانی جیسا مستند وذمہ دار آدمی رقمطراز ہے کہ

أما رونق علم الكلام فابتداءه من الخلفاء العباسية هارون والمامون والمعتصم والواثق والمتوكل وأما إنتهائه فمن صاحب ابن عباد وجماعة من الديالمة -(ألملل والنحل ج 1 ص 39)

علم کلام کی ابتداء خلفاء عباسیہ خصوصا ہارون اور مامون کے دور میں ہوئی، اور معتصم، واثق، متوکل کے عہد سلطنت میں بھی اس فن کو عروج حاصل ہوا، اور پھر یہ فن صاحب بن عباد اور دیالمہ کے وقت میں انتہائی حدود میں داخل ہوگیا۔

ان گھمبیر حالات میں جس کی سرسری جھلک گذشتہ سطور میں آپ نے ملاحظہ کی کہ معتزلہ اور ذیلی گمراہ فرقوں کے نظریات پھیلتے جارہے تھے
اللہ تعالی نے أمة محمديه کی ہدایت وراہنمائی کے لیے ایسے رجال وافراد کو منتخب کیا جنہوں نے دین حنیف اور عقائد حقہ کی حفاظت وحمایت وصیانت کاکام بڑے اعلی درجات اور منظّم طریقہ سے انجام دیا، اور ملحدین وزنادقہ وفرق ضالہ کے اوہام ونظریات کاادلہ وبراہین کے بھرپور رد کیا، اور معتزلہ اور دیگر فرق ضالہ کے انتشار کے بعد اللہ تعالی نے شیخ أبو الحسن الأشعري اور شیخ أبي المنصور الماتريدي کو پیدا کیا، لہٰذا ان دونوں بزرگوں نے عقائد اہل سنت کی حفاظت وحمایت کاکام بڑی محنت شاقہ کے ساتھ شروع کیا، اور صحابہ وتابعین وتبع تابعین کے عقائد کی حفاظت وصیانت کاذمہ اٹھایا، اور اپنے زبان وقلم سے دلائل نقلیہ وعقلیہ سے اس کااثبات کیا، اور مستقل کتب وتالیفات میں عقائد اہل سنت کو جمع کیا، اور ساتھ ساتھ معتزلہ اوران سے نکلنے والے دیگر فرق ضالہ کے شبہات ونظریات کابڑے زور وشور سے رد کیا، لہٰذا اس کے بعد تمام اہل سنت اشعری یاماتریدی کہلانے لگے، اور یہ نسبت اس لیئے ضروری تھی تاکہ دیگر فرق ضالہ سے امتیاز وفرق واضح رہے،، لہٰذا اس کے بعد ان دوائمہ کے منہج پر چلنے لوگ اہل سنت کہلائے

....

الإمام أبو الحسن الأشعري رحمه الله

ترجمہ:

أبو الحسن علي بن إسماعيل بن أبي بشر إسحاق بن سالم بن إسماعيل بن عبد الله بن موسى بن بلال بن أبي بُردَةَ عامر ابن صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أبي موسى الأشعري.

تاریخ ولادت ووفات :

آپ کی ولادت(260 ہ) میں ہوئی، بعض نے (270 ھ) بتایا، اور آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض نے (333 ھ) بعض نے (326 ھ)، بعض نے (330 ھ)۔ بغداد میں آپ فوت ہوئے مقام (الكرخ اور باب البصرة)کے درمیان مدفون ہوئے۔

ابتداء حیات میں آپ نے مذہب اعتزال ابي علي الجبّائي معتزلی سے پڑھااور ایک مدت تک اسی پر رہے، پھر آپ نے مذہب اعتزال سے توبہ کیااور بالکلیہ طور پر اس کو خیر باد کہہ دیا، اور بصرہ کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن کرسی ومنبر پرچڑھ کر بآواز بلند بانگ دہل یہ اعلان کیاکہ اے لوگو جس نے مجھے پہچانا اس نے مجھے پہچانااور جس نے مجھے نہیں پہچانا میں اس کو اپنی پہچان کراتا ہوں لہٰذا میں فلان بن فلان قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل تھا، اور یہ کہ اللہ تعالی رویت آخرت میں آنکھوں کے ساتھ نہیں ہوسکتی، اور یہ کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں، اور اب میں مذہب اعتزال سے توبہ کرتا ہوں اور میں معتزلہ کے عقائد پر رد کروں گااور ان کے عیوب وضلالات کاپردہ چاک کروں گا، اور میں نے اللہ تعالی سے ہدایت طلب کی اللہ تعالی نے مجھے ہدایت دی، اور میں اپنے گذشتہ تمام نظریات کو اس طرح اتارتا ہوں جس یہ کپڑا اتارتا ہوں، پھر اس کے بعد بطورمثال اپنے جسم پر جو چادر تھی اس اتار کر پھینک دیا، پھر لوگوں کو وہ کتابیں دیں جو مذہب اہل الحق اہل السنہ کے مطابق تالیف کیں۔

الإمام الأشعری کے تلامذہ :

ایک کثیر مخلوق نے آپ سے استفادہ کیا، بڑے بڑے أعلام الأمة أكابر العلماء نے آپ کے مسلک کی اتباع کی اور نصرۃ عقائد اہل السنۃ میں آپ کے اصول کو اپنایا، اور آپ کے تلامذہ کی تعداد وتذکرہ علماء امت نے مستقل طور پر آپ کے سوانح میں کیا، قاضي القضاة الشيخ تاج الدين ابن الامام قاضي القضاة تقي الدين السبكي الشافعي نے اپنی کتاب (طبقات الشافعية) میں ایک خاص فصل میں آپ کا تذکرہ کیا۔

امام سبکی الشافعي نے آپ کے ترجمہ کی ابتداء ان الفاظ میں کی۔

شيخنا وقدوتنا إلى الله تعالى الشيخ أبو الحسن الأشعري البصري شيخ طريقة أهل السنة والجـماعة وإمام المتكلمين وناصر سنة سيد المرسلين والذاب عن الدين والساعي في حفظ عقائد المسلمين سعيًا يبقى أثره إلى يوم يقوم الناس لرب العالمين، إمام حبر وتقي بر حمى جناب الشرع من الحديث المفترى وقام في نصرة ملّة الإسلام فنصرها نصرًا مؤزراً وما برح يدلج ويسير وينهض بساعد التشمير حتى نقَّى الصدور من الشُّبه كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس ووقى بأنوار اليقين من الوقوع في ورطات ما التبس فلم يترك مقالاً لقائل وأزاح الأباطيل،

والحق يدفع ترهات الباطل " اهـ.

اسی طرح مؤرخ الشام اور حافظ الحديث الشيخ أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عساکر نے الشيخ أبي الحسن الأشعري کی مناقب ومؤلفات وسوانح پر مستقل کتاب لکھی اور دیگر تمام علماء امت نے بھی اپنی کتب میں آپ کا تذکرہ کیا، اور سب نے آپ کو اہل سنت کا امام قرار دیا۔

المؤرخ الحافظ ابن العماد الحنبلي نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ۔

الإمام العلامة البحر الفهامة المتكلم صاحب المصنفات، ثم قـال: "وممّا بيض به وجوه أهل السنة النبوية وسود به رايات أهل الاعتزال والجهمية فأبان به وجه الحق الأبلج، ولصدور أهل ا لإيمان والعرفان أثلج، مناظرته مع شيخه الجبائي التي قصم فيها ظهر كل مبتدع مرائي " اهـ.

(شذرات الذهب (2/ 303، 305)).

امام شمس الدين بن خلكان نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ۔

صاحب الأصول، والقائم بنصرة مذهب أهل السنة، وإليه تنسب الطائفة الأشعرية، وشهرته تغني عن الإطالة في تعريفه " اهـ

(وفيات ا لأعيان (3/ 284ء286))

امام أبو بكر بن قاضي شهبة نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا

الشيخ أبو الحسن الأشعري البصري إمام المتكلمين وناصر سنة سيد المرسلين، والذاب عن الدين" ا.هـ.(طبقات الشافعية (1/ 113))

علامه يافعي شافعي نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا

الشيخ الإمام ناصر السنة وناصح الأمة، إمام الأئمة الحق ومدحض حجيج المبدعين المارقين، حامل راية منهج الحق ذي النور الساطعوالبرهان القاطع " ا.هـ

(مرأة الجنان (2/ 298))

علامه القرشي الحنفي نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا

صاحب الأصول الإمام الكبير وإليه تنسب الطائفة الأشعرية"

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية 21/ 544، ه 54).

علامہ الأسنوي الشافعي نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا

هو القائم بنصرة أهل السنة القامع للمعتزلة وغيرهم من المبتدعة بلسانه وقلمه، صاحب التصانيف الكثيرة، وشهرته تغني عن ا لإطالة بذكره -

(طبقات الشافعية (1/ 47)

خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اسلام کے اقوال وآراء تعریف وتوصیف الإمام الأشعرى اورالإمام أبو منصور الماتريدي کے متعلق بیان کروں تو ایک مستقل کتاب تیار ہو جائے، بطور مثال چند ائمہ کے اقوال ذکر کردیئے تاکہ ان لوگوں کو ہدایت ہو جائے، جو جہلاء کی اندھی تقلید میں امت مسلمہ کے کبار ائمہ پر لعن طعن کرتے ہیں، جب ان جہلاء کی اپنی حالت یہ ہے کہ الف باء سے واقف نہیں۔ فالى الله المشتكى -

مؤلفات الإمام أبوالحسن الأشعري :

آپ کی کتب وتالیفات بہت زیادہ ہیں، بطور مثال چند کتب کا ذکر کرتا ہوں

1. إيضاح البرهان في الرد على أهل الزيغ والطغيان.
2. تفسير القرءان، وهوكتاب حافل جامع.
3. الرد على ابن الراوندي في الصفات والقرءان.
4. الفصول في الرد على الملحدين والخارجين عن الملّة.
5. القامع لكتاب الخالدي في الارادة
6. كتاب الاجتهاد في الأحكام.
7. كتاب الأخبار وتصحيحها.
8. تاب الإدراك في فنون من لطيف الكلام.
9. كتاب الإمامة.
10. التبيين عن أصول الدين.
11. الشرح والتفصيل في الرد على أهل الإفك والتضليل.
12. العمد في الرؤية.
13. كتاب الموجز.
14. كتاب خلق الأعمال.

15. كتاب الصفات، وهو كبير تكلم فيه على أصناف المعتزلة والجهمية.
16. كتاب الرد على المجسمة .
17. اللمع في الرد على أهل الزيغ والبدع.
18. النقض على الجبائي.
19. النقض على البلخي.
20. جمل مقالات الملحدين.
21. كتاب في الصفات وهو أكبر كتبه نقض فيه ءاراء المعتزلة وفند أقوالهم وأبان زيغهم وفسادهم.
22. أدب الجدل.
23. الفنون في الرد على الملحدين.
24. النوادر في دقائق الكلام.
25. جواز رؤية الله تعالى بالأبصار.
26. كتاب الإبانة.

الإمام أبو منصور الماتريدي

ترجمہ

هو أبو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتريدي السمرقندي،

ماتریدی نسبت ہے ماترید کی طرف اور یہ سمرقند ماوراء النہر میں ایک مقام کا نام ہے۔ اور امام ابو منصور الماتریدی کو بھی علماء امت نے "إمام الہدی" و "إمام المتکلمین" و "إمام إہل السنہ" وغیر ذلک القابات سے یاد کیا۔

آپ کی تاریخ ولادت کے متعلق کوئی متعین تاریخ تو نہیں ملتی مگر علماء کرام نے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت عباسی خلیفۃ المتوکل کے عہد میں ہوئی، اور آپ کی ولادت الإمام إبی الحسن الاشعری سے تقریبا بیس سال قبل ہوئی ہے۔

اور آپ نے جن مشائخ سے علم حاصل کیا ان سب کی سند **الإمام الجلیل الإمام الاعظم أبي حنیفۃ النعمان** سے جا ملتی ہے،

اور آپ علوم القرإن الکریم وإصول الفقہ وعلم الکلام والعقائد کے بے مثال و مستند امام ہیں، اور آپ کی پوری زندگی حمایۃ الإسلام ونصرۃ عقیدۃ أھل السنۃ والجماعۃ سے عبارت ہے، اور آپ بالاتفاق إہل السنۃ والجماعۃ کے امام جلیل محافظ العقائد إہل السنۃ، وقاطع الاعتزال والبدع قرار پائے، معتزلہ اور دیگر فرق ضالہ کا اپنی مناظرات ومحاورات میں اور تصنیفات وتالیفات میں بھرپور رد وتعاقب کیا، اور تمام عمر عقائد إہل السنۃ کی حفاظت وصیانت وتبلیغ وتشہیر کی۔

مؤلفات الإمام أبو منصور الماتريدي

آپ کے کئی مؤلفات ہیں جن کا تذکرہ علماء امت نے آپ کے ترجمہ میں کیا ہے ۔ جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں
کتاب "التوحيد"

1. كتاب "المقالات"
2. كتاب "الرد على القرامطة"
3. كتاب "بيان وهم المعتزلة"
4. كتاب "رد الأصول الخمسة لأبي محمد الباهلي"
5. كتاب "أوائل الأدلة للكعبي"
6. كتاب "رد كتاب وعيد الفساق للكعبي"
7. كتاب "رد تهذيب لجدل للكعبي"
8. كتاب "الجدل"
9. وكتاب "مأخذ الشرائع في أصول الفقه"
10. كتاب "شرح الفقه الأكبر"
11. كتاب "تأويلات أهل السنة"

بعض نسخوں میں اس کتاب کا نام "تاويلات الماتريدي في التفسير" ہے۔الامام عبد القادر القرشی المتوفی سنۃ 775ھ۔۔اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ایسی کتاب ہے کہ اس فن میں لکھی گئ پہلی کتابوں میں سے کوئی کتاب اس کے برابر بلکہ اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اس کتاب کے مقدمہ کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے

"قال الشيخ الإمام الزاهد علم الدين شمس العصر، رئيس أهل السنة والجماعة أبو بكر محمد بن أحمد السمرقندي رحمه الله تعالى: إن كتاب التاويلات المنسوب إلى الشيخ الإمام أبي منصور الماتريدي رحمه الله كتاب جليل القدر، عظيم الفائدة في بيان مذهب أهل السنة والجماعة في أصول التوحيد، ومذهب أبي حنيفة وأصحابه رحمهم الله في أصول الفقه وفروعه على موافقة القرأن". ا.هــ

صاحب کتاب "کشف الظنون" نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ کتاب آٹھ جلدوں میں ہےاور الشیخ علاء الدین بن محمد بن احمد نے اس کو جمع کیا ہے۔

حاصل یہ کہ بطور مثال آپ کے علمی میراث کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ کی، اور جیساکہ میں گذشتہ سطور میں عرض کرچکا ہوں کہ ان دو جلیل القدر ائمہ اہل سنت کے ترجمہ وسوانح وکمالات وکارناموں پر مستقل کتب موجود ہیں، یہاں تواختصارکے ساتھ ان کا

تذکرہ مقصود ہے، تاکہ ایک صالح متدین آدمی کے علم میں اضافہ ہو اور اس کے دل میں ان جلیل القدر ائمہ اہل سنت کا احترام وعظمت زیادہ ہو جائے، اور جو شخص جہل کی وجہ سے ان کے ساتھ بغض رکھتا ہے ان پر لعن طعن کرتا ہے اس کی اصلاح ہو جائے۔

الإمام الماتريدي کی تاریخ وفات:

صاحب کتاب "کشف الظنون" نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی وفات (332ھ) میں ہوئی ہے، دیگر کئی مؤرخین نے سنہ وفات (333ھ) بھی لکھی ہے۔علامہ عبداللہ القرشی نے بھی "الفوائد البهية" میں سنہ وفات (333ھ) بتائی ہےاور آپ کی قبر سمرقند میں ہے۔

امت مسلمہ کے کبارمحدثین ومفسرین وفقہاء وائمہ اشعری وماتریدی ہیں

بطور مثال چند کا تذکرہ پیش خدمت ہے

1. الإمام الحافظ أبو الحسن الدارقطني رحمه الله تعالى ،

تفصیل دیکھئے، (تبيين كذب المفتري 255، السير 558/17، أثناء ترجمة الحافظ أبي ذر الهروي، وتذكرة الحفاظ 1104/3)

2. الحافظ أبو نعيم الأصبهاني رحمه الله تعالى، صاحب حلية الأولياء،

اِلإمام الأشعری کے متبعین میں سے ہیں۔

(تبيين كذب المفتري 246، الطبقات الكبرى للتاج السبكي 370/3)۔

3. الحافظ أبو ذر الهروي عبد بن أحمد رحمه الله تعالى،

تفصیل دیکھئے گذشتہ حوالے اور ، (الطبقات الكبرى للتاج السبكي 370/3)۔

4. الحافظ أبو طاهر السلفي رحمه الله تعالى، (الطبقات 372/3)-

5. الحافظ الحاكم النيسابوري رحمه الله تعالى صاحب المستدرك على الصحيحين،

اپنے زمانہ کے إمام أہل الحدیث ہیں کسی تعارف محتاج نہیں ہیں۔اور علماء امت کا اتفاق ہے کہ امام حاکم ان بڑے علم والے ائمہ میں سے ایک ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالی نے دین متین کی حفاظت کی۔(تبيين كذب المفتري ص/227)۔

6. الحافظ ابن حبان البستي رحمه الله تعالى صاحب الصحيح وكتاب الثقات وغيرها، الإمام الثبت القدوة إمام عصره ومقدم أوانه-

7. الحافظ أبو سعد ابن السمعاني رحمه الله تعالى، صاحب كتاب الأنساب.
(الطبقات 372/3)۔
8. الإمام الحافظ أبو بكر البيهقي رحمه الله تعالى صاحب التصانيف الكثيرة الشهيرة۔
9. الإمام الحافظ ابن عساكر رحمه الله تعالى ۔
10. الإمام الحافظ الخطيب البغدادي رحمه الله تعالى، (التبيين ص / 268)۔
11. الإمام الحافظ محي الدين يحيى بن شرف النووي محي الدين رحمه الله تعالى۔

امام نووی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، دنیا کا کون سا حصہ ایسا ہے جہاں آپ کی کتاب ریاض الصالحین اور کتاب الأذکار اور شرح صحیح مسلم نہیں ہے؟؟

12. شيخ الإسلام الإمام الحافظ أبو عمرو بن الصلاح رحمه الله تعالى ۔
13. الإمام الحافظ ابن أبي جمرة الأندلسي مسند أهل المغرب رحمه الله تعالى ۔
14. الإمام الحافظ الكرماني شمس الدين محمد بن يوسف رحمه الله ، صاحب الشرح المشهور على صحيح البخاري ۔
15. الإمام الحافظ المنذري رحمه الله تعالى صاحب الترغيب والترهيب.
16. الإمام الحافظ الأبي رحمه الله تعالى شارح صحيح مسلم.
17. الإمام الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمه الله تعالى (امام حافظ ابن حجر کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں)
18. الإمام الحافظ السخاوي رحمه الله تعالى.
19. الإمام الحافظ السيوطي رحمه الله تعالى.
20. الإمام القسطلاني رحمه الله تعالى شارح الصحيح.
21. الإمام الحافظ المناوي رحمه الله تعالى

خلاصہ کلام یہ کہ اگر اشاعرہ وماتریدیہ علماء امت کی صرف اسماء کو بھی جمع کیا ہے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے، مذکورہ بالا ائمہ میں اکثر شافعی المسلک ہیں، اس کے بعد احناف، مالکیہ، حنابلہ، کے تمام حفاظ حدیث وائمہ اسلام جو کہ اشاعرہ وماتریدیہ ہیں ان کا تذکرہ ہماری بس سے باہر ہے، کیونکہ علماء اسلام کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جنہوں نے عقائد واصول میں الإمام ابو الحسن الأشعری اور الإمام ابو منصور الماتریدی کی اتباع کی، یہاں سے آپ ان جاہل لوگوں کی جہالت وحماقت کا اندازہ بھی لگالیں، جو یہ کہتے ہیں کہ اشعری وماتریدی تو گمراہ ہیں (معاذاللہ) کیا اتنے بڑے کبار ائمہ گمراہوں لوگوں کی اتباع کرنے والے تھے؟
بس جہالت اور اندھی تقلید کی زندہ مثالیں کسی نے دیکھنی ہو تو وہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل عوام وخواص کو دیکھ لے، کوئی کسی شخص یا کسی مسئلہ کے بارے علم نہیں ہوتا لیکن ضد وتعصب واندھی تقلید میں اس کو پھیلاتے جاتے ہیں، اور دلیل یہ ہوتی

ہے کہ فلاں شیخ صاحب سے سنا ہے، اب اگر اس جاہل شیخ کی غلطی کوئی ظاہر کر بھی دے پھر بھی یہ بے وقوف لوگ اس جاہل شیخ کی دم نہیں چھوڑتے، اور جواب بزبان حال و قال یہی دیتے ہیں کہ خبر دینے والا نائی بڑا پکا ہے، آخر ایسی ضد وجہالت کا علاج کس کے پاس ہے؟؟

وسوسہ= اشاعرہ اور ماتریدیہ میں مسائل عقیدہ میں اختلاف ہے توپھر ان میں حق پرکون ہوا؟؟

جواب= اشاعرہ اور ماتریدیہ میں اصول عقیدہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے، چند فروعی مسائل میں اختلاف ہے جو کہ مضر نہیں ہے یہ ایسا اختلاف نہیں ہے جس کی بنا پر ان میں سے کوئی فرقہ ناجیہ ہونے سے نکل جائے، لہٰذا الإمام الأشعری اور الإمام الماتریدی کے مابین بعض جزئی اجتہادی مسائل میں خلاف ہے، اور علماءِ امت نے ان مسائل کو بھی جمع کیا ہے، الإمام تاج الدین السبکی رحمہ اللہ نے ان مسائل کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہ کل تیرہ مسائل ہیں،
تفحصت كتب الحنفية فوجدت جميع المسائل التى فوجدت جميع المسائل التى بيننا وبين الحنفية خلاف فيها ثلاث عشرة مسائل منها معنوي ست مسائل والباقي لفظي وتلك الست المعنوية لا تقتضي مخالفتهم لنا ولا مخالفتنا لهم تكفيراً ولا تبديعاً، صرّح بذلك أبو منصور البغدادي وغيره من أئمتنا وأئمتهم (طبقات الشافعية ج 3 ص 38)

امام تاج الدین سُبکی شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے احناف کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا تو میں نے صرف تیرہ مسائل کو پایا جن میں ہمارا اختلاف ہے اور ان میں چھ مسائل میں تو محض معنوی (تعبیر کا) اختلاف ہے اور باقی (سات) مسائل میں محض لفظی اختلاف ہے، اور پھر ان چھ مسائل میں معنوی (تعبیر کا) اختلاف کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کی تکفیر اور تبدیع (بدعت کا حکم) کریں، استاذ ابو منصور البغدادی وغیرہ نے ہمارے ائمہ میں اور اسی طرح ائمہ احناف نے بھی یہی تصریح کی ہے۔

بالکل یہی بات علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی کی ہے
وقال العلامة على القارى فى المرقات
وماوقع من الخلاف بين الماتريدية والأشعرية فى مسائل فهى ترجع الى الفروع فى الحقيقة فانها لفظيات فلم تكن من الإعتقادات المبينة على اليقينيات بل قال بعض المحققين ان الخُلف بيننا فى الكل لفظي اهـ-
(ج 1 ص 306)

اشعریہ وماتریدیہ کے مابین بعض مسائل میں اختلاف حقیقت میں فروعی اختلاف ہے، اور یہ ظنی مسائل ہیں ان اعتقادی مسائل میں سے نہیں ہیں جو یقینیات کے اوپر مبنی ہیں، بلکہ بعض محققین نے تو یہ کہا ہے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان سب مسائل

خلافیہ میں محض لفظی اختلاف ہے۔

لہٰذا اشاعرہ اور ماتریدیہ عقائد میں ایک ہیں اور ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ اشعری ماتریدی ہے اور ماتریدی اشعری ہے، کیونکہ ان دونوں جلیل القدر ائمہ نے تو عقائد حقہ کو جمع ونشر کیا ہے اور اصول عقائد ان کے پاس وہی ہیں جو صحابہ تابعین وتبع تابعین کے تھے، بس ان دواماموں نے توان عقائد کی تبلیغ وتشہیر ونصرت وحفاظت وحمایت کی تو جیسا کہ صحابہ تابعین وتبع تابعین عقائد تھے وہی اشاعرہ اور ماتریدیہ کے عقائد ہیں، اب وہ لوگ کتنے خطرے میں ہیں جو احناف اور امام ابوحنیفہ سے ضد وتعصب کی بناپر اشاعرہ اور ماتریدیہ کے عقائد کو گمراہ وغلط کہ دیتے ہیں۔

اگر امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں صحیح احادیث کو جمع کرنے کا اہتمام کیا تواب اگر کوئی بے وقوف شخص امام بخاری کے ساتھ عداوت وتعصب کی بناپر صحیح بخاری کاانکار کرے یااس کو غلط کہے توایسا شخص حقیقت میں احادیث رسول کے انکار کاارتکاب کررہاہے، کیونکہ امام بخاری نے تو صرف احادیث رسول کی حفاظت وصیانت کی اور ان کو اپنی کتاب میں جمع کردیا، بعینہٖ یہی حال ہے الإمام الأشعری اور الإمام الماتریدی کا ہے کہ ان دوائمہ نے صحابہ تابعین وتبع تابعین کے عقائد حقہ کی حفاظت وحمایت کی اور اپنی کتابوں میں اس کو لکھ کر آگے لوگوں تک پہنچادیا، اب کوئی جاہل کوڑ مغز اشاعرہ اور ماتریدیہ کے عقائد کو گمراہ کہے تواس کی اس بکواس کاپہلا نشانہ کون بنتا ہے؟؟

سوال = الإمام أبو الحسن الأشعري اور الإمام أبو منصور الماتريدي کے بعد لوگ اپنے آپ کو اشعری وماتریدی کیوں کہنے لگے ؟؟ اور اشاعرہ وماتریدیہ کی نسبت کیوں اختیار کی گئ ؟؟

جواب = اس سوال کاجواب چوتھی صدی ہجری کے عالم اور امت مسلمہ کے مستند ومعتبر امام وفقیہ ومحدث ومفسر حفظ واتقان وضبط میں سب سے فائق مرجع العوام والخواص تمام علوم الشرعیۃ کے بے مثل امام، میری مراد الإمام الحافظ إبو بکر إحمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ تعالی ہیں، جن کے متعلق حدیث ورجال کے مستند امام الحافظ الذہبی اس طرح تبصرہ کرتے ہیں، کہ اگر امام البیہقی چاہتے تو اپنا ایک مستقل اجتہادی مذہب ومسلک بنالیتے کیونکہ اجتہاد پر قادر تھے اور علوم میں وسعت رکھتے تھے اور اختلاف کی معرفت رکھتے تھے۔ یعنی امام البیہقی میدان اجتہاد کے شہسوار تھے لیکن باوجود اس اہلیت وکمال کے دین میں امام شافعی کی راہنمائی وتقلید کادامن پکڑا، خیر میں نے یہ چند کلمات اس لیئے عرض کیئے تاکہ امام البیہقی کامرتبہ پہلے ذہن نشین ہوجائے، اب میں مذکورہ سوال کا جواب اسی امام کی زبانی نقل کرتاہوں،

وقال الحافظ أبو بكر البيهقي رحمه الله تعالى

إلى أن بلغت النوبة إلى شيخنا أبي الحسن الأشعري رحمه الله فلم يحدث في دين الله حَدَثاً، ولم يأت فيه ببدعة، بل أخذ أقاويل الصحابة والتابعين ومن بعدهم من الأئمة في أصول الدين فنصرها بزيادة شرح وتبيين،الخ (تبيين

كذب المفتري 103، الطبقات الكبرى للتاج السبكي 397/3)

یہاں تک کہ نوبت ہمارے شیخ اِبي الحسن الاشعری رحمہ اللہ تک جا پہنچی پس اس (اِبي الحسن الاشعری) نے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد نہیں کی، اور نہ کوئی بدعت لے کر آئے، بلکہ صحابہ وتابعین و تبع تابعین اور ان کے بعد آنے والے ائمہ اصول الدین کے اقوال (وعقائد) کو لیا اور اس کی بھرپور نصرت کی اور اس کی مزید شرح و تبیین و تفسیر کی۔

دیگر ائمہ نے بھی یہی بات کہی ہے، کہ اشعری وماتریدی کی طرف نسبت وانتساب کی حقیقت صرف یہی ہے کہ ان دو ائمہ نے اپنی پوری زندگی عقائد اہل سنت کی حفاظت وصیانت ودفاع وجمع وتدوین و تبلیغ و تشہیر میں صرف کردی، لہٰذا تمام اہل سنت ہر زمانہ میں ان کے بعد ان کی طرف نسبت کرنے لگے، تاکہ دیگر گمراہ وبدعتی افراد وجماعات سے امتیاز وفرق رہے

اللہ تعالی تمام اہل اسلام کو صحیح سمجھ وہدایت نصیب کرے اور ہر قسم کے شیطانی وساوس سے محفوظ رکھے۔

الأشاعرة والماتريدية أهل السنة والجماعة

فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جہلاء عوام الناس کو ایک وسوسہ پڑھا دیتے ہیں، اور جاہل اندھے مقلد عوام اسی وسوسہ کو یاد کرکے رات دن گردانتے رہتے ہیں، اور اپنے زعم میں بڑے خوش ہوتے ہیں کہ اب ہم نے صراط مستقیم پالیا ہے، ہمارا عمل تو صرف قرآن وحدیث پر ہے۔ انہی وساوس میں سے ایک وسوسہ کاذبہ یہ بھی ہے اشاعرہ وماتریدیہ گمراہ ہیں، اب جاہل آدمی کو کچھ پتہ نہیں کہ اشاعرہ وماتریدیہ کون ہیں؟ ان کے کیا عقائد و نظریات ہیں؟ ان کی کیا تاریخ ہے؟ ان کا کون سا عقیدہ گمراہ ہے؟

بس اس جاہل کے پاس دلیل و ثبوت یہی ہے کہ فلاں شیخ صاحب نے کہا ہے، کذب وجہالت کی اندھی تقلید کی جیتی جاگتی تصویر کسی نے دیکھنی ہو تو وہ آج کل کے فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل عوام دیکھ لے، ان بے چاروں کی حالت بہت قابل رحم ہے کیونکہ ان کو قرآن وحدیث کے نام پر فرقہ جدید اہل حدیث میں داخل کیا جاتا ہے اور پھر درپردہ چند جہلاء کی اندھی تقلید کرائی جاتی ہے جن کو شیخ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور یہی وساوس ان کو یاد کروائے جاتے ہیں، آپ از راہ امتحان کسی عامی نام نہاد اہل حدیث یا غیر مقلد سے پوچھ لیں کہ فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل ہونے کے بعد کتنا قرآن سیکھا؟ کتنی سنتیں سیکھی؟ کتنی احادیث یاد کیں؟ کتنی مسنون دعائیں یاد کیں؟ کتنے آداب شرعیہ سیکھ لیئے؟ جواب زیرو ہوگا۔

گذشتہ سطور میں اشاعرہ وماتریدیہ کی تعریف وحقیقت وتاریخ وعقائد کے حوالہ سے کچھ تفصیل پیش کی گئی، خوب یاد رکھیں کہ امت مسلمہ میں الإمام إبي الحسن الاشعری اور الإمام إبي منصور الماتریدی کے مذہب کے ظہور کے بعد تمام کبار اہل العلم مفسرین ومحدثین وفقہاء واصولیین ومتکلمین وإہل اللغۃ ومؤرخین وقائدین ومصلحین وغیرہم إشاعرۃ یا ماتریدیۃ ہی کہلائے، کیونکہ ان دو جلیل القدر اماموں نے عقائد صحابہ وتابعین وتبع تابعین ہی کو جمع کیا، اسی طرح بعد میں آنے والے عوام وخواص مسلمین نے عقائد واصول میں انہی دو اماموں کی طرف اپنی نسبت کی، بطور مثال چند ائمہ اسلام کے اسماء گرامی پیش خدمت ہیں جو اشعری یا ماتریدی کہلائے،

أهل التفسير ومفسرين وعلماء علوم القرآن:

القرطبي = وابن العربي = والرازي = وابن عطية = المحلي = البيضاوي = الثعالبي = أبو حيان = ابن الجزري = الزركشي = السيوطي = الآلوسي = الزرقاني = النسفي = القاسمي وغيرهم كثير رحمهم الله

أهل الحديث ومحدثين وعلماء علوم الحديث

الحاكم = البيهقي = الخطيب البغدادي = ابن عساكر = الخطابي = أبو نعيم الأصبهاني = القاضي عياض =ابن الصلاح =المنذري =النووي =العز بن عبد السلام =الهيثمي =المزي =ابن حجر =ابن المنير =ابن بطال اورشراح الصحيحين = اورشراح السنن = العراقي وابنه =ابن جماعة =العيني =العلائي =ابن فورك =ابن الملقن =ابن دقيق العيد =ابن الزملكاني =الزيلعي =السيوطي =ابن علان =السخاوي =المناوي =علي القاري =البيقوني =اللكنوي =الزبيدي وغيرهم رحمهم الله

أهل الفقه وفقهاء وعلماء اصول الفقه

الحنفية:

ابن نجيم =الكاساني =السرخسي =الزيلعي =الحصكفي =الميرغناني =الكمال بن الهمام =الشرنبلالي =ابن أمير الحاج =البزدوي =الخادمي =عبد العزيز البخاري وابن عابدين =الطحطاوي وغيرهم كثير رحمهم الله

المالكية:

ابن رشد =القرافي =الشاطبي =ابن الحاجب =خليل =الدردير =الدسوقي =زروق =اللقاني =الزرقاني =النفراوي =ابن جزي =العدوي =ابن الحاج =السنوسي =ابن عليش وغيرهم كثير رحمهم الله

الشافعية:

الجويني وابنه =الرازي =الغزالي =الآمدي =الشيرازي =الاسفرائيني =الباقلاني =المتولي =السمعاني =ابن الصلاح =النووي =الرافعي =العز بن عبد السلام =ابن دقيق العيد =ابن الرفعة =الأذرعي =الإسنوي =السبكي وابنه =البيضاوي =الحصني =زكريا الأنصاري =ابن حجر الهيتمي =الرملي =الشربيني =المحلي =ابن المقري =البجيرمي =البيجوري =ابن القاسم =قلوبي =عميرة =الغزي =ابن النقيب =العطار =البناني =الدمياطي =آل الأهدل وغيرهم كثير رحمهم الله

أهل التواريخ وسير وتراجم

القاضي عياض =المحب الطبري =ابن عساكر =الخطيب البغدادي =أبو نعيم الأصبهاني =ابن حجر =المزي =السهيلي =الصالحي =السيوطي =ابن الأثير =ابن خلدون =التلمساني =الصفدي =ابن خليكان وغيرهم كثير رحمهم الله

أهل اللغة وعلماء علوم اللغة

الجرجاني =الغزويني =ابن الأنباري =السيوطي =ابن مالك =ابن عقيل =ابن هشام =ابن منظور =الفيروزآبادي =الزبيدي =ابن الحاجب =الأزهري =أبو حيان =ابن الأثير =الجرجاني =الحموي =ابن فارس =الكفوي =ابن آجروم =الحطاب =الأهدل وغيرهم كثير.رحمهم الله

یہ چند مشہور ائمہ اسلام ومشاہیر اسلاف امت کی اسماء طرف ایک اشارہ کر دیا، ان میں سے ہر ایک عالم وامام اپنی ذات میں ایک انجمن ہے اور علم ومعرفت کا ایک خزانہ ہے، یہ سب ائمہ اسلام اور ان کے علاوہ سب اِشاعرۃ یا ماتریدیۃ تھے، اور اگر تمام علماء اِشاعرۃ وماتریدیۃ کے صرف اسماء کو بھی جمع کیا جائے تو بڑے بڑے دفتر تیار ہو جائیں، حاصل یہ کہ علماء حنفیۃ ماتریدیۃ ہیں، علماء مالکیۃ وشافعیۃ اِشعریۃ ہیں، اور علماء حنابلۃ اِثریۃ ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جن مشاہیر ائمہ کے اسماء ہم نے ذکر کئے ہیں، اور جن کے نام ذکر نہیں کیئے وہ بھی بہت زیادہ ہیں، کیا یہ سب گمراہ اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج تھے ؟؟ (معاذاللہ)

الإمام محمد السفاريني الحنبلي (صاحب العقيدة السفارينية) فرماتے ہیں اپنی کتاب **(لوامع الأنوار)** میں کہ اہل سنت کی تین جماعتیں ہیں ،

1 = **الأثرية** ، ان کا امام اِحمد بن حنبل رحمہ اللہ ہے

2 = **الأشعرية** ،ان کا امام اِبوالحسن الاٴشعری رحمہ اللہ ہے

3 = **الماتردية** ، ان کا امام اِبو منصور الماتریدی رحمہ اللہ ہے ۔

قال الإمام محمد السفاريني الحنبلي صاحب العقيدة السفارينية : حيث قال في كتابه لوامع الأنوار شرح عقيدته (1/ 73) أهل السنة والجماعة ثلاث فرق ،

الأثرية وإمامهم أحمد بن حنبل رحمه الله

والأشعرية وإمامهم أبوالحسن الأشعري رحمه الله ،

والماتردية وإمامهم أبو منصور الماتريدي رحمه الله اهـ

وسوسه = علماء دیوبند قبور سے فیض حاصل کرنے کا عقیدہ رکھتے ھیں جوکہ ایک شرکیہ عقیدہ ھے ۔

جواب = فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں فی زمانہ کچھ نام نہاد شیوخ عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لیئے یہ وسوسہ استعمال کرتے ہیں، ان کا دجل وفریب اس طرح ہوتا ہے کہ حکایات وسوانح اور وعظ ونصیحت وتصوف وغیرہ کسی کتاب ورسالہ سے کوئی بات لیتے ہیں اور کوئی مُحتمل ومُشتبہ عبارت پیش کرتے ہیں اور پھر عوام سے کہتے ہیں کہ یہ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے، اوراس طرح کرکے جاہل عوام کو ورغلاتے ہیں، خوب یاد رکھیں ہمارے اکابر ومشائخ حضرات علماء دیوبند (کثر ہم اللہ سوادہم) کامسلک ومنہج تمام امور میں افراط وتفریط سے پاک اور مبنی براعتدال ہے اوراعتدال کی یہ شان ان اکابراعلام کاایک خصوصی وصف وامتیاز ہے، لیکن اعتدال کا یہ طریق اختیار کرنے کی وجہ سے کچھ جہلاء نے بوجہ جہالت وتعصب وحسد کے ان اکابراعلام کو افراط وتفریط میں مبتلاقرار دیا، چند جہلاء مذکورہ بالا وسوسہ پیش کرکے عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ قبور سے فیض کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قبرپرست ہیں، قبور کا طواف کرتے ہیں، اہل قبور سے استمداد کرتے ہیں، ان کو مشکل کشا حاجت روا سمجھتے ہیں وغیرہ (معاذاللہ)

خوب یادر کھیں ہمارے اکابر و مشائخ حضرات علماء دیوبند میں سے کسی نے بھی یہ تعلیم نہیں دی بلکہ قبور واہل قبور سے متعلق بھی ان کا مسلک اعتدال والا ہے نہ تو اتنی تفریط ہے کہ اہل قبور کی زیارت ودعا وایصال ثواب کو بھی منع کردیں، اورنہ اتنا افراط ہے کہ قبور سے متعلق تمام مُروجہ بدعات وخرافات کو جائز قرار دیں، لہٰذا احادیث مبارکہ سے قبور کی زیارت ودعاء مسنون وایصال ثواب برائے اہل قبور ثابت ہے، تویہی تعلیم وطریق علماء دیوبند کا بھی ہے، باقی اس سے زیادہ اگر کوئی شخص وساوس پیش کرے تو اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ وساوس کا اصل علاج عدم التفات ہے ۔

انبیاء واولیاء وصالحین کی قبورسے فیض حاصل کرنے کا عام فہم مطلب

حدیث میں آتا ہے کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گھڑوں میں سے ایک گھڑا ہے ۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ، أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ۔

(رواه الترمذي في سننه ، والبيهقى فى شعب الإيمان ، والطبراني)

اب قبر کا یہ گھڑا جس میں انبیاء وصحابہ واولیاء اللہ وعلماء وصُلحاء مدفون ہیں ہمارا اعتقاد ہے کہ یہ جنت کے باغات ہے، جیساکہ حدیث میں بیان ہوا، اب جنت اللہ تعالی کے انعامات ورحمتوں وتجلیات کا مقام ہے تو صالحین کے قبور پر اللہ تعالی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، لہٰذا زیارت کرنے والا شخص اس رحمت سے محروم نہیں رہتا اگرچہ اس کو محسوس ہو یا نہ ہو، یہی سارا مفہوم ہے فیض وفائدہ کا، ایک لحظہ کے لیئے اس حدیث کو سامنے رکھ کر یہ دیکھیں کہ انبیاء وصحابہ وعلماء وصالحین کے قبور جنت کے باغ ہیں یقیناً اس بات میں کوئی شک نہیں کرسکتا، لہٰذا جنت کے ان باغات کی زیارت ونفع کا کون انکار کرسکتا ہے؟؟ باقی قبور کا طواف اور سجدے کرنا، وہاں چراغ جلانا، قبر پر اذان پڑہنا، وہاں عرس میلے قوالی کرنا، قبر کو بوس وکنار کرنا، ان سے حاجات طلب کرنا، ان کو متصرف سمجھنا وغیرہ سب بدعات وخرافات ہیں۔

صحیح البخاری میں امام البخاری نے ایک باب قائم کیا ہے

"باب ماجاء في قبر النبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما"

اس باب کے تحت امام البخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حجرۃ النبویہ میں دفن ہونے کی اجازت مانگی تھی انہوں نے کہا تھا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لیئے پسند کی تھی لیکن

میں آج یہ جگہ ان کو دیتی ہوں۔الحدیث

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

وفيه الحرص على مجاورة الصالحين في القبور طمعا في إصابة الرحمة إذا نزلت عليهم وفي دعاء من يزورهم من أهل الخير "

یعنی اس حدیث میں ثبوت ہے اس بات کا کہ صالحین کے ساتھ قبور میں پڑوسی ہونے کا حرص کرنا چاہیئے اس امید ونیت سے کہ صالحین پر نازل ہونے والی رحمت اس کو بھی پہنچے گی اور نیک صالح لوگ جب ان کی زیارت کریں گے اور دعا کریں گے تو اس کو بھی حصہ ملے گا۔

اسی طرح ایک حدیث حسن میں ہے کہ

بعض صحابہ نے کسی قبر پر اپنا خیمہ نصب کیا اور اس معلوم نہیں تھا کہ یہ قبر ہے، پس اس قبر میں ایک انسان سورۃ { تبارک الذی بیدہ الملک } پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ سورۃ ختم کردی، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنا خیمہ ایک قبر پر نصب کیا اور مجھے معلوم نہیں تہا کہ وہ قبر ہے، پس اس قبر میں ایک انسان سورۃ { تبارک الذی بیدہ الملک } پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ سورۃ ختم کردی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ سورۃ عذاب قبر کو روکتی ہے عذاب قبر سے نجات دیتی ہے اس (صاحب قبر) کو عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔

وقال الإمام الترمذي بسنده عن ابن عباس قال:

ضرب رجل من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم خباءه على قبر وهو لا يحسب أنه قبر ، فإذا قبر إنسان يقرأ سورة " الملك " حتى ختمها ، فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال : يا رسول الله ، ضربت خبائي على قبر وأنا لا أحسب أنه قبر ، فإذا قبر إنسان يقرأ سورة " الملك " حتى ختمها ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " هي المانعة ، هي المنجية تنجيه من عذاب القبر " . **قال : حديث حسن غريب.**

(ورواه الطبراني في الكبير، وأبونعيم في الحلية ، والبيهقي في إثبات عذاب القبر)

قبور اولیاء سے فیض کا مطلب استمداد واستغاثه نہیں ھے

سوال = مردوں سے بطریق دعا، مدد چاہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب = مدد چاہنا تین قسم کا ہے ۔

1. ایک یہ کہ اہل قبور سے مدد چاہے اسی کو سب فقہاء نے ناجائز لکھا ہے۔
2. دوسرے یہ کہ کہے اے فلاں خدا تعالی سے دعا کر کہ فلاں کام میرا پورا ہو جائے یہ مبنی ہے اس بات پر کہ مردے سنتے ہیں کہ نہیں، جو سماع موتی کے قائل ہیں ان کے نزدیک درست، دوسروں کے نزدیک ناجائز۔ (سماع موتی کے مسئلہ میں صحابہ کے زمانہ سے اختلاف ہے دونوں طرف اکابر ودلائل ہیں لہٰذا ایسے اختلافی امر کا فیصلہ کون کرسکتا ہے، لیکن بہتر یہ ہے اس دوسری قسم پر بھی عمل نہ کرے)۔

3. تیسرے یہ کہ دعا مانگے الہی بحرمت فلاں میرا کام پورا کردے یہ بالاتفاق جائز ہے (فتاوی رشیدیہ ص 57) حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی یہ فتوی بالکل واضح ہے کہ مردوں سے مدد طلب کرنا تمام فقہاء کے نزدیک ناجائز ہے، اور یہی فیصلہ وفتوی تمام اکابر علماء دیوبند کا بھی ہے، لہٰذا جو لوگ فیض عن القبور کا مطلب استعانت واستمداد وغیرہ بیان کرکے اس کو اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ قرار دیتے ہیں، یہ سب دجل وفریب ہے، هداهم الله

قبور اور أهل قبور کے متعلق فرقہ جدید اہل حدیث کے اکابرکا مذہب

جیساکہ میں گذشتہ سطور میں عرض کرچکاکہ اس فرقہ جدیدکے اکابراورآج کل کے اس فرقہ جدیدکے ہم نواوں میں بہت سخت اختلاف ہے، مثلاًاسی مذکورہ مسئلہ میں اس فرقہ جدید اہل حدیث کے بانی ومُوجد نواب صدیق حسن خان صاحب کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں اپنی کتاب (اِلتاجُ المُکلل) میں اپنے والد ابواحمد حسن بن علی الحُسینی البخاری القنوجی کے تذکرہ میں لکھاکہ

لایَزال یُری النورعَلی قبره الشریف والناسُ یَتَبَرَّكُون به ۔

آپ کی قبر شریف پرہمیشہ نور رہتا ہےاورلوگ آپ کی قبر سے تَبَرُّكْ حاصل کرتے ہیں۔

(ألتاجُ المُكلل صفحه 543 ، مكتبة دارالسلام)

اسی طرح فرقہ جدید اہل حدیث کے بانی علامہ وحیدالزمان صاحب بھی یہی فرماتے ہیں کہ

ولازال السلف والخلف يَتَبَرَّكُون بآثارالصلحاء ومشاهدهم ومقاماتهم وآبارهم وعيونهم۔

یعنی سلف وخلف سب صالحین کے آثار، اوران کی قبروں سے، اوران کے مقامات، اوران کے کنوؤں سے، اوران کے چشموں سے تَبَرُّكْ حاصل کرتے تھے۔

آگے علامہ وحیدالزمان صاحب فرماتے ہیں کہ

ولم یقل احد ان التبرك بمثل هذه الاشياء شرك

یعنی کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہاکہ اس قسم کی اشیاء سے تَبَرُّكْ حاصل کرنا شرک ہے۔

آگے علامہ وحیدالزمان صاحب فرماتے ہیں کہ

ترجى سرعة الإجابة عند قبرالنبي صلى الله عليه وسلم أوغيره من المواضع المتبركة قال الشافعي قبرموسى الكاظم ترياق مجرب وروى الشيخ ابن حجرالمكي في القلائد عن الشافعي قال إني أستبرك بقبرأبي حنيفة واذا عرضت لي حاجة أجيئ عند قبره وأصلي ركعتين وأدعوالله عنده فتقضي حاجتي .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک اور اس کے علاوہ مقامات متبرکۃ میں دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ موسی کاظم کی قبر تریاق مجرب ہے، اور الشیخ ابن حجر المکی نے اپنی کتاب " القلائد " میں امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، فرمایا کہ میں ابو حنیفہ کے قبر سے تبرک حاصل کرتا ہوں، اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں ابو حنیفہ کے قبر کے پاس آتا ہوں اور دو رکعت نماز پڑھتا ہوں، اور اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں پس میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

علامہ وحیدالزمان صاحب نے ایک فصل قائم کیا ہے " مَقرارواح " کے متعلق اور آٹھ مذاہب نقل کیئے ہیں، اسی فصل میں فرماتے ہیں کہ

وقال شيخنا ابن القيم فثبت بهذا انه لامنافات بين كون الروح في عليين أوفي الجنة أوفي السماء وبين اتصاله بالبدن بحيث تدرك وتسمع وتصلي وتقرأ ،

اور ہمارے شیخ ابن القیم نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ اس میں کوئی منافات نہیں ہے کہ روح علیین میں ہو یا جنت میں ہو یا آسمان میں ہو اور اس کا تعلق بدن کے ساتھ ہو اس طور پر کہ وہ ادراک بھی کرے اور سماع بھی کرے اور نماز بھی پڑھے اور قرآءت بھی کرے۔

قلت بهذا يدفع الشبهة التي أوردها القاصرون انه كيف يمكن استحصال الفيوض والبركات وبرد القلب والأنوارمن أرواح الصلحاء بزيارة قبورهم ٠

میں (علامہ وحیدالزمان صاحب) کہتا ہوں کہ اس سے وہ شبہ بھی دور ہو جائے گا جو بعض کوتاہ عقل لوگ پیش کرتے ہیں کہ صلحاء کی قبور کی زیارت کرکے ان کی ارواح سے فيوض وبركات وأنوارات کا حصول کیسے ممکن ہے۔

((دیکھیئے هدية المهدي ص 32 ، 33 ، 34 ، 62 ،23))

اسی طرح علامہ وحیدالزمان صاحب نے قبروں کی مُجاوری کو بھی جائز قرار دیا ہے ۔

((دیکھیئے هدية المهدي ص 34 ، نزل الأبرار ج 1 ص 241))

یہ چند حوالے اختصار کے ساتھ فرقہ جدید اہل حدیث کے اکابر کے حوالہ سے آپ نے ملاحظہ کیئے، جب کہ آج کل فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل چند لوگ ان سب امور کو شرک وبدعت کہتے ہیں، میرے علم میں نہیں ہے کہ فرقہ جدید اہل حدیث کی آج کل کی ایڈیشن میں شامل توحید وسنت کے علمبرداروں نے فرقہ جدید اہل حدیث کے بانیان نواب صدیق حسن خان اور علامہ وحیدالزمان صاحب کے ان نظریات کی تردید کی ہو، کوئی کتاب ورسالہ لکھا ہو یا کوئی بیانات اس سلسلہ میں کیئے ہوں ؟؟ واللہ اعلم

مزارات اولیاء سے فیض بطریق خاص صرف کاملین کے لیئے ھے

سوال = مزارات اولیاء رحمہم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟؟ اگر ہوتا ہے تو کس صورت سے؟؟

جواب = مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہر گز جائز نہیں ہے، اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے، جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسب استعداد فیضان ہوتا ہے، مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا دروازہ کھولنا ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص 104)

اب یہاں چند باتیں قابل غور ہیں

1. تقریبا اسی طرح کی بات (المہند علی المفند) اور دیگر کتب مشائخ میں بھی موجود ہے، اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور دیگر تمام اکابر علماء دیوبند کا اجماعی فتوی یہ ہے کہ اہل قبور سے استمداد واستعانت جائز نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ اس فیض سے مراد اہل قبور سے استمداد واستعانت وغیرہ نہیں ہے۔
2. پھر قبور اولیاء سے فیض سے متعلق جو طرق وتفصیلات ہیں یہ صرف علماء کاملین کے لیئے ہیں نہ کہ عوام کے لیئے اور پھر عوام میں ہر وہ شخص داخل ہے جو اس طریق سے نابلد ہو چاہے کسی اور فن میں معلومات رکھتا ہے۔
   عربی کا مشہور مقولہ ہے (لِكُلِّ فَنٍّ رِجَال) ہر فن کے اپنے ماہر لوگ ہوتے ہیں، لہٰذا اس وجہ سے اس میدان کے کامل وماہر لوگوں کو اجازت ہے۔
3. کچھ لوگ اس قول پر اعتراض کرتے ہیں کہ عوام کو اس کی اجازت دینی کیوں جائز نہیں ہے؟؟ اور عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا دروازہ کھولنے کے مترادف کیوں ہے؟؟
   خوب یاد رکھیں الحمد للہ حضرات اکابر علماء دیوبند کا یہ قول بھی احادیث نبویہ وتعلیمات سلف کے بالکل موافق ہے، کیونکہ لوگوں کے سامنے ایسی باتیں بیان کرنا ممنوع ہے جہاں تک ان کے عقول ومعرفت نہ پہنچ سکیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ

جب تو کسی قوم کو کوئی حدیث بیان کرتا ہے جس تک ان کے عقول نہیں پہنچتے تو وہ اس قوم میں سے بعض کے لیئے فتنہ کا باعث بن جاتا ہے۔

قال ابن مسعود رضى الله عنه :

" ما أنت بمحدث قوما حديثا لا تبلغه عقولهم ، إلا كان لبعضهم فتنة "

[(أخرجه مسلم في " مقدمة صحيحه " (1 / 108 - نووي) ، وعبدالرزاق في " مصنفه " (11 / 286) - ومن طريقه الطبراني في " المعجم الكبير " (9 / 151 / 8850) ، والخطيب في "الجامع لأخلاق الراوي / 108 / 2) " 1321)، والسمعاني في " أدب الإملاء والاستملاء " (ص 60) - ، والرامهرمزي في " المحدث الفاصل " (ص 577) ، وابن عبدالبر في " جامع بيان العلم " (1 / 539 و 541 / 888 و 892) ، والبيهقي في " المدخل " (611)).]

اللہ تعالی کی بے شمار رحمتیں ہوں ان اکابر اعلام کے قبور مبارکہ پر کہ دین میں کوئی بات بلادلیل وثبوت نہیں کہی، مجھے

ازخود اکابر کے اس قول پر کئی ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں کچھ کھٹک سی رہتی ہے کہ یہ کیوں کہا کہ کاملین کے لیئے جائز اور عوام کے لیئے ناجائز؟ لہٰذا اس باب میں تھوڑی سی تحقیق و تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ ان اکابر اعلام کا یہ فرمان احادیث نبویہ واقوال و تعلیمات سلف کے بالکل مطابق و موافق ہے، حتی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری (کتاب العلم) میں ایک باب قائم کیا ہے، جس میں اتنی واضح طور پر اکابر اعلام کے اس قول کی تائید و تصدیق موجود ہے،

باب من ترك بعض الاختيار مخافة أن يقصر فهم بعض الناس عنه فيقعوا في أشد منه

یعنی یہ باب ہے اس شخص کے بارے میں جس نے بعض جائز چیزوں کو اس ڈر سے چھوڑ دیا کہ بعض کم فہم لوگ اس سے سخت بات میں مبتلا نہ ہو جائیں، اور اس باب و ترجمہ کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے

حدثنا عبيد الله بن موسى عن إسرائيل عن أبي إسحاق عن الأسود قال: قال لي ابن الزبير كانت عائشة تسر إليك كثيرا فما حدثتك في الكعبة قلت: قالت لي قال النبي يا عائشة لولا قومك حديث عهدهم قال ابن الزبير بكفر لنقضت الكعبة فجعلت لها بابين باب يدخل الناس وباب يخرجون ففعله بن الزبير ۰

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری (کتاب العلم) میں ایک اور اس طرح باب قائم کیا ہے

باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية أن لا يفهموا

یعنی جس نے بعض قوم کو علم کے ساتھ خاص کیا اور بعض کو اس ڈر سے نہیں پڑھایا کہ وہ اس کو نہیں سمجھیں گے۔

اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا

وقال علي حدثوا الناس بما يعرفون أتحبون أن يكذب الله ورسوله

حضرت علی نے فرمایا کہ لوگوں کو بیان کرو جو وہ سمجھتے ہوں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ و رسول کی تکذیب کی جائے؟ یعنی کوئی بھی غامض و دقیق و باریک بات جو عوام کے سمجھ و فہم سے باہر ہو تو ان کو وہ بیان نہ کی جائے۔

اور اسی کو حضرت الامام گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

(مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا دروازہ کھولنا ہے۔)

اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے،

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا معاذ بن جبل۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ وسعدیک۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا معاذ بن جبل۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ وسعدیک، تین مرتبہ فرمایا یعنی یہ ندا اور جواب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بھی صدق دل سے یہ گواہی دے کہ لاإلہ إلا اللہ وإن محمدا رسول اللہ تو اللہ تعالی اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیں گے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دوں پس وہ بھی خوشخبری حاصل کر لیں؟؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (إذا یتکلوا) یعنی اگر تو ان کو خبر دے گا تو وہ اسی پر اکتفاء کرلیں گے، یعنی عمل نہیں کریں گے اسی حکم کے ظاہر پر اعتماد کرلیں گے، اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت اس حدیث کی خبر دی تاکہ (کتمان علم) کا گناہ نہ ہو۔

حدثنا إسحاق بن إبراهيم قال: حدثنا معاذ بن هشام قال: حدثني أبي عن قتادة قال: حدثنا أنس بن مالك أن النبي ومعاذ رديفه على الرحل قال: يا معاذ بن جبل قال لبيك يا رسول الله وسعديك قال: يا معاذ قال لبيك يا رسول الله وسعديك ثلاثا قال: ما من أحد يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله صدقا من قلبه إلا حرمه الله على النار قال: يا رسول الله أفلا أخبر به الناس فيستبشروا قال إذا يتكلوا وأخبر بها معاذ عند موته تأثما •

حدثنا مسد د قال: حدثنا معتمر قال: سمعت أبي قال: سمعت أنسا قال: ذكر لي أن النبي قال لمعاذ من لقي الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة قال ألا أبشر الناس قال لا إني أخاف أن يتكلوا •

اور اسی مضمون کو بیان کرنے والی بعض دیگر روایات ملاحظہ کریں

أُمِرْنا أن نُكلِّمَ الناسَ على قدْرِ عقولِهم.

(رواه الديلمي عن ابن عباس مرفوعا،)

وقال في المقاصد وعزاه الحافظ ابن حجر لمسند الحسن بن سفيان عن ابن عباس بلفظ

أمرت أن أخاطب الناس على قدر عقولهم ،

ورواه أبو الحسن التميمي من الحنابلة في العقل له عن ابن عباس من طريق أبي عبد الرحمن السُلَمي أيضا بلفظ بُعْثِنا معاشر الأنبياء نخاطب الناس على قدر عقولهم، وله شاهد عن سعيد بن المسيب مرسلا بلفظ إنا معشر الأنبياء أمرنا وذكره،

ورواه في الغنية للشيخ عبد القادر قدس سره بلفظ أمرنا معاشر الأنبياء أن نحدث الناس على قدر عقولهم

وروى البيهقي في الشعبعن المقدام بن معدي كرب مرفوعا إذا حدثتم الناس عن ربهم فلا تحدثوهم بما يعزب عنهم ويشق عليهم،

وصح عن أبي هريرة حفظت عن النبي صلي الله عليه وسلم وعاءَيْنِ:

فأما أحدهما فَبَثثْتُهُ، وأما الآخر فلو بثثتُه لقُطع هذا البلعوم،

وروى الديلمي عن ابن عباس مرفوعا عاقبوا أرقاءكم على قدر عقولهم، وأخرجه الدارقطني عن عائشة مثله، وروى الحاكم وقال صحيح على شرط الشيخين عن أبي ذر مرفوعا خالقوا الناس

بأخلاقهم،

وأخرج الطبراني وأبو الشيخ عن ابن مسعود خالط الناس بما يشتهون، ودينك فلا تَكْلِمْهُ، ونحوه عن علي رفعه، خالق الفاجر مخالقة، وخالص المؤمن مخالصة، ودينك لا تسلمه لأحد، وفي حديث أوله خالطوا الناس علي قدر إيمانهم (راجع كشف الخفاء للعجلوني)

اس باب میں دیگر اقوال وروایات بھی ہیں ، لیکن حق وہدایت کے طالبین کے لیئے اس قدر میں کفایت ہے۔

وسوسه = علماء دیوبند وحدتُ الوجود کا عقیده رکھتے هیں جوکه ایک کفریه شرکیه عقیده هے ۔

جواب = یہ وسوسہ فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل چند جہلاء نے پھیلایا ہوا ہے اور اپنی طرف سے عوام کو اس مطلب بتلاتے ہیں پھر ان سے کہتے ہیں یہ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے، اس باب میں ایک مختصر مگر جامع مضمون اس سے قبل میں لکھ چکا ہوں، لہٰذا اسی کا اعادہ کرتا ہوں۔

1. علماء حق علماء دیوبند پر ایک بہتان چند جہلاء و نام نہاد اہل حدیث کی طرف سے یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کے لیئے حُلول واتحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں جس کو " وحدتُ الوجود " کہا جاتا ہے اور اس کا مطلب ومفہوم یہ لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ (معاذاللہ) اللہ تعالی تمام کائنات کے اجزا مثلا حیوانات جمادات نباتات وغیرہ ہر چیز میں حلول کیا ہوا ہے یعنی مخلوق بعینہٖ خالق بن گیا اور جتنی بھی مشاہدات ومحسوسات ہیں وہ بعینہٖ اللہ تعالی کی ذات ہے ۔(معاذالله ثم معاذالله وتعالى الله عن ذالک علوا کبيرا)

بلاشک " وحدتُ الوجود " کا یہ معنی ومفہوم صریح کفر وضلال ہے جس کا ایک ادنی مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا چہ جائیکہ علماء حق علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہو ۔(سبحانک هذا بهتان عظيم)

ناحق بہتان والزام لگانے والے جہال ومتعصبین کا منہ کوئی بند نہیں کرسکتا اور نہ کوئی مقرب جماعت علماء اس سے محفوظ رہ سکتی ہے اور ہر زمانے میں کمینے اور جاہل لوگوں نے علماء ربانیین کی مخالفت وعداوت کی ہے، لہٰذا جو لوگ اپنی طرف سے " وحدتُ الوجود " کا یہ معنی کرکے اس کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں اور عوام الناس کو گمراہ کرتے ہیں یقینا ایسے لوگ اللہ تعالی کے پکڑ سے نہیں بچ سکیں گے علماء دیوبند اور دیگر صوفیہ کرام " وحدتُ الوجود " کے اس کفریہ معنی ومفہوم

سے بری ہیں۔

واضح رہے کہ کچھ بدبخت لوگ اس بیان وتصریح کے بعد بھی یہ بہتان لگاتے رہیں گے کیونکہ ان کا مقصد حق بات کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد وحید تو ابلیس کی پیروی کرتے ہوئے علماء حق علماء دیوبند کی مخالفت وعداوت ہی ہے چاہے علماء دیوبند ہزار بار یہ کہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے ہماری نصیحت تو ایسے عام ناواقف لوگوں کے لیئے ہے جو ایسے جھوٹے اور جاہل لوگوں کی سنی سنائی باتوں کی اندھی تقلید کرکے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

اور اس بارے میں امام شعرانی شافعی رحمہ اللہ کے یہ نصیحت آمیز کلمات ذہن میں رکھیں

قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ جب بتوں کے پجاریوں کو یہ جراءت نہیں ہوئی کہ اپنے معبودان باطلہ کو عین اللہ تعالی کی ذات تصور کریں بلکہ انہوں نے بھی یہ کہا جیسا کہ قرآن میں ہے

مآ نعبُدُھُم الا لِیُقَرّبُونَا الی اللہ یعنی ہم ان بتوں کی عبادت اس لیئے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں تو اولیاء اللہ کے متعلق یہ بہتان لگانا کہ وہ، حلول واتحاد، کا عقیدہ رکھتے تھے سراسر بہتان اور جھوٹ ہے اور ان کے حق میں ایک محال وناممکن دعوی ہے جس کو جاہل واحمق ہی قبول کریگا۔

2. جن صوفیہ کرام اور بزرگان دین کے کلام میں " وحدتُ الوجود " کا کلمہ موجود ہے اور ایسے لوگوں کی فضل وعلم تقوی و ورع کی شہادت کے ساتھ ان کی پوری زندگی اتباع شرع میں گذری ہے تو اس حالت میں ان کے اس کلام کی اچھی تاویل کی جائے گی جیسا کہ علماء محققین کا طریقہ ہے اس قسم کے امور میں۔ اور وہ تاویل اس طرح کہ ایسے حضرات کی مراد " وحدتُ الوجود " سے وہ نہیں ہے جو ملحد وزندیق لوگوں نے مراد لیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔

اس کلمہ اور اس طرح کے دیگر کلمات جو صوفیہ کرام کی کتب میں وارد ہوئے ہیں جو بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں ان کی مثال اس اعرابی کی طرح ہے جس کی دفاع خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے (صحیح بخاری ومسلم) کی روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جنگل بیابان میں اپنی سواری پر سفر کر رہا تھا اس پر اس کا کھانا پینا بھی تھا لہٰذا وہ تھکاوٹ کی وجہ سے آرام کے کے لیئے ایک درخت کے سایہ میں لیٹ گیا جب اٹھا تو دیکھا کہ سواری سامان سمیت غائب ہے وہ اس کو تلاش کرنے کے لیئے گیا لیکن اس کو نہیں ملا لہٰذا پھر اس درخت کے نیچے مایوس ہو کر لوٹ آیا اور موت کے انتظار میں سو گیا پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری بھی موجود ہے اور کھانا پینا بھی وہ اتنا خوش ہوا بلکہ خوشی وفرحت کے اس انتہا پہنچا کہ اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ اللہم انتَ عبدی وانا ربُک۔ یعنی اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب، اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی بندہ کی توبہ سے اِس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں،

جاء في الحديث الذي رواه الإمام مسلم" لله أشد فرحاً بتوبة عبده حين يتوب إليه من أحدكم كان على راحلته بأرض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه فأيس منها فأتى شجرة فاضطجع في ظلها وقد أيس

من راحلته فبينما هو كذلك إذ هو بها قائمة عنده بخطامها ، ثم قال من شدة الفرح: اللهم أنت عبدي وأنا ربك! أخطأ من شدة الفرح". اوکما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اب اس حدیث میں اس آدمی کا قول اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب کیا ان ظاہری الفاظ کو دیکھ کر نام نہاد اہل حدیث وہی حکم لگائیں گے جو دیگر اولیاء وعلماء کے ظاہری الفاظ کو لے کر اپنی طرف سے معنی کرکے حکم لگاتے ہیں؟

یا حدیث کے ان ظاہری الفاظ کی تاویل کریں گے؟ خوب یاد رکھیں کہ " وحدتُ الوجود " کا مسئلہ نہ ہمارے عقائد میں سے ہے نہ ضروریات دین میں سے ہے، نہ ضروریات اہل سنت میں سے، نہ احکام کا مسئلہ ہے کہ فرض واجب سنت مستحب مباح کہا جائے بلکہ صوفیہ کرام کے یہاں یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے اور یہ صوفیہ کرام کے یہاں محض احوال کا مسئلہ ہے فقط اور اس سے وہ صحیح معنی ومفہوم مراد لیتے ہیں۔

سوال = کیا " وحدتُ الوجود " کی اصطلاح قرآن و حدیث میں ھے ؟؟

جواب = قرآن وحدیث میں کسی بھی فن کی اصطلاحات نہیں ہیں حتی کہ اور تواور احادیث کے اقسام مثلا صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ کی جو اصطلاحات ہیں یہ بھی قرآن وحدیث میں نہیں ہیں بلکہ محدثین نے اپنے اجتہاد سے یہ اصطلاحات وضع کیئے ہیں اور پوری امت ان ہی کی تقلید میں یہ اصطلاحات استعمال کرتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی اصطلاح کے غلط ہونے کی یہ دلیل ہے کہ وہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے توسب اصطلاحات چاہے جس فن کی بھی ہوں' غلط ہو جائیں گی لہٰذا یہ قاعدہ ہی غلط ہے اور ہر فن کی اصطلاحی الفاظ اس لیئے استعمال کیئے جاتے ہیں تاکہ بڑے مطلب کو سمیٹا جاسکے اور بات آسانی سے سمجھ آئے۔

خلاصہ وحاصل پوری بات یہ ہے کہ نام نہاد اہل حدیث اور نفس وشیطان کے مقلد " وحدتُ الوجود " کا غلط مطلب ومفہوم لے کر علماء دیوبند اور صوفیہ کرام پر تبرا کرتے ہیں بہتان باندھتے ہیں یہ ان کی جہالت یا عداوت وخیانت ہے کیونکہ تمام علماء دیوبند اور تمام صوفیہ (اتحاد وحلول) کے عقیدہ کو الحاد زندقہ اور گمراہی قرار دیتے ہیں البتہ ناحق تہمت کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔ هدانا الله واياهم الى السواء السبيل

وسوسه =علماء دیوبند " تَصَوُّر شَیخ " کا عقیدہ رکھتے ھیں جوکہ ایک گمراہ کن اور شرکیہ عقیدہ ھے ۔

جواب = یہ وسوسہ بھی گذشتہ وساوس کی طرح محض کذب وفریب ہے۔ یہ لوگ عوام الناس کو ورغلانے کے لیئے ہر بات کا نام عقیدہ رکھ دیتے ہیں اور اس کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کردیتے ہیں، اب عوام کی اتنی ذہنی وفکری صلاحیت تو ہوتی نہیں کہ ان

جہلاء سے پوچھ سکیں کہ علماء دیوبند نے کہاں اور کس کتاب میں لکھا ہے کہ "تَصَوُّر شَيْخ " ہمارا بنیادی عقیدہ ہے؟؟ بس ان جہلاء کے پھیلائے ہوئے وساوس کو یاد کرکے ہانکتے رہتے ہیں، ضد وتعصب وجہالت وعداوت کے مریض اسی طرح کے کام کرتے ہیں ، حتی کہ " تَصَوُّر شَيْخ " کا شغل صوفیہ ومشائخ کے یہاں بھی زوائد (غیر ضروری) مسائل میں ہے، لیکن ان جہلاء نے اس کو علماء دیوبند کا عقیدہ قرار دیا۔

خوب یاد رکھیں کہ " تَصَوُّر شَيْخ " مشائخ تصوف کے یہاں محض ایک غیر ضروری شغل کا نام ہے، لہٰذا اس کو علماء دیوبند کا عقیدہ کہنا خالص جھوٹ ودھوکہ وفریب کے سوا کچھ نہیں ہے، حتی کہ اس کو بھی اکابر علماء دیوبند نے عوام کے لیئے سخت مضر قرار دیا ہے، اور شیخ العرب والعجم حضرت حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

اس شغل " تَصَوُّر شَيْخ " میں متاخرین صوفیہ نے بہت غلو (حد سے تجاوز) کیا اور شرک تک نوبت پہنچی، لہٰذا متاخرین علماء نے اس کو منع فرمایا، اب متاخرین علماء کے قول پر عمل کرنا چاہیئے، اس شغل " تَصَوُّر شَيْخ " کی کوئی ضرورت نہیں ۔

(منتخب مکتوبات شیخ الاسلام ص 323)

اور یہی بات دیگر اکابر نے بھی کہی ہے، لیکن فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل چند جہلاء کی اداکاری کو داد دیجیئے کہ جس شغل " تَصَوُّر شَيْخ " کو اکابر علماء دیوبند مضر وممنوع وغیر ضروری قرار دے رہے، یہ لوگ اس کو اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ ونظریہ کہ کران پر شرک وضلالت کے فتوے جھاڑ رہے ہیں، اب اس طرز عمل کو کیا کہیں جھوٹ وجہالت یا عداوت وتعصب؟؟ اللہ تعالی عوام الناس کو ان وساوس سے محفوظ رکھے ۔

تبلیغی جماعت کے خلاف فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے وساوس

تبلیغی جماعت ایک خالص دینی واصلاحی ودعوتی جماعت ہے، اور دعوت وتبلیغ وامر بالمعروف ونہی عن المنکر امۃ اسلامیہ کا ایک اہم فریضہ ہے، اور اسی اہم فریضہ کی انجام دہی کے لیئے اس تبلیغی تحریک کا اجراء کیا، اسی فریضہ کی طرف یہ آیت مبارکہ انتہائی واضح تعلیم دے رہی ہے،

فقَال تَعالى [كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله]

»كنتم « يا أمة محمد في علم الله تعالى « خير أمة أخرجت » أظهرت «للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله ولو آمن أهل الكتاب لكان» الإيمان « خيرا لهم منهم المؤمنون » كعبد الله بن سلام رضي الله عنه وأصحابه « وأكثرهم الفاسقون » الكافرون [. تفسير الجلالين]

قال العلامة الشوكاني رحمه الله) :وفيه دليل على أن هذه الأمة الإسلامية خير الأمم على الإطلاق، وأن هذه

الخيرية مشتركة ما بين أول هذه الأمة وآخرها بالنسبة إلى غيرها من الأمم، وإن كانت متفاضلة في ذات بينها، كما ورد في فضل الصحابة على غيرهم .

قوله: {أخرجت للناس } أي: أظهرت لهم .

وقوله: { تأمرون بالمعروف } إلخ؛ كلام مُستأنف يتضمن بيان كونهم خير أمة مع ما يشتمل عليه من أنهم خير أمة ما أقاموا على ذلك واتصفوا به، فإذا تركوا الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر زال عنهم ذلك؛ ولهذا قال مجاهد : إنهم خير أمة على الشرائط المذكورة في الآية .

وهذا يقتضي أن يكون (تأمرون) وما بعده في محل نصب على الحال؛ أي: كنتم خير أمة حال كونكم آمرين ناهين مؤمنين بالله وبما يجب عليكم الإيمان به من كتابه ورسوله؛ وما شرعه لعباده؛ فإنه لا يتم الإيمان بالله سبحانه إلا بالإيمان بهذه الأمور } .[...فتح القدير]

اس میں بتایا گیا کہ أمة الإسلام دوسری امتوں کے لیئے باہر لائی گئی ہے، اس امت مُسلمہ پیدائش کا مقصد ہی یہ ہے کہ اُمَم عالم کی خدمت وراہنمائی کرے، اوران میں خیر کی دعوت اور معروف (نیک کاموں) کی اشاعت اور منکر (بُرے اور غیر شرع) کی ممانعت کرے، اور اگر یہ امت اس فریضہ سے غفلت برتے تو وہ اپنی زندگی کے مقصد سے غافل ہے۔

اس آیت مبارکہ سے چند آیات قبل یہ حکم ربانی ہے

[ولتكن منكم أمة يدعون الى الخيرو يأمرون بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ]

امت مُسلمہ پر ہر زمانہ میں یہ فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت امت مُسلمہ میں سے دعوت الی الخیر وامر بالمعروف ونہی عن المنکر کے کام میں مستقل مصروف عمل رہے، اور اگر تمام اہل اسلام نے اس فریضہ سے روگردانی وغفلت اختیار کی تو سب امت گناہگار ٹھہرے گی، اور اگر کچھ جماعات نے اس فرض کوانجام دیا تو پوری امت کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا، مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں

جاء في كتب ورسائل ابن تيمية في التفسير":الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر فرض كفاية إذا قام به طائفة منهم سقط عن الباقين فالأمة كلها مخاطبة بفعل ذلك ولكن إذا قامت به طائفة سقط عن الباقين."

وقد أورد ابن كثير رحمه الله في تفسيره" والمقصود من هذه الآية أن تكون فرقة من هذه الأمة متصدية لهذا الشأن ."

ويقول الطبري رحمه الله في تفسيره"ولتكن منكم أيها المؤمنون أمة يقول جماعة يدعون الناس إلى الخير يعني إلى الإسلام وشرائعه التي شرعها الله لعباده ."

وجاء في روح المعاني"والأمة الجماعة التي تؤم أي تقصد لأمر ما وتطلق على أتباع الأنبياء لاجتماعهم على مقصد واحد وعلى القدوة."

وجاء في المحلى ج: 9 ص: 361 " عن أبي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن عبد الله بن مسعود حدثه أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ما من نبي بعثه الله في أمة قبلي إلا كان له من أمته حواريون

وأصحاب يأخذون بسنته ويقتدون بأمره ثم يحدث من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن ليس وراء ذلك من الأيمان حبة خردل "

پوری امت کی صلاح وفلاح وارشاد کے لیئے یہی جماعت ذمہ دار ٹھہرائی گئی، اور اس کے تین (3) فرائض قرار دیئے گئے ۔

1. پوری امت مسلمہ بلکہ ساری انسانیت کو خیر کی دعوت دینا
2. معروف کی اشاعت ودعوت دینا
3. مُنکر کی ممانعت وروک تھام کرنا

جب تک اور جس نسبت سے امت میں اس جماعت کے افراد رہے یہ فریضہ پورا ہوتا رہا، اور حدیث خیر القرون کے مطابق جماعت صحابہ، جماعت تابعین، جماعت تبع تابعین، کے بعد جماعت گھٹ کر افراد رہ گئے، حتی کہ ہندوستان میں اللہ تعالی نے دین حنیف کی حفاظت وصیانت وحمایت واشاعت واحیاء کے لیئے علماء حق علماء دیوبند کو منتخب کیا، جنھوں نے دین متین کے تمام شعبوں میں تجدیدی وہمہ گیر وہمہ نوع وفقیدُالمثال وعدیمُ النظیر خدمات وکارنامے انجام دیئے جن کا احاطہ واحصاء بلا مبالغہ ناممکن ہے۔

دارُالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزندان ذی وقار میں سے ایک فرزند ارجمند حضرتُ العلامہ مُحمد الیاس کاندہلوی رحمہ اللہ بھی ہیں، جنھوں نے دین متین کے ایک اہم شعبہ دعوت وتبلیغ کا اجراء واحیاء کیا، اور پھر ان کے نامور فرزند نسبتی حضرت العلامہ الشیخ المُحدث محمد یوسف کاندہلوی رحمہ اللہ نے دعوت وتبلیغ کے اس تحریک کو جس عروج تک پہنچایا وہ کسی تعارف وتبصرہ وتائید کا محتاج نہیں ہے، اور شروع دن سے لے کر آج تک انتہائی خاموشی اور اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اشاعت دین وتبلیغ اسلام میں مصروف ہیں، اور انتہائی حیران کن بات تو یہ ہے کہ روز اول سے لے کر آج تک ذرائع ابلاغ ونشرواشاعت کے ذریعہ جماعت تبلیغ کی کوئی تشہیر نہیں کرائی گئی، جماعت کا کوئی اخبار نہیں نکلا، کوئی ماہنامہ جاری نہیں ہوا، کوئی دفتر وآفس نہیں بنایا گیا، کوئی ممبر سازی نہیں کی گئی، کوئی چندہ نہیں کیا گیا، کوئی جھنڈا نہیں بنایا گیا، شہرت وریا ونام نمود کے تمام دروازے شروع دن بند کردیئے گئے، اور اخلاص وللّٰہیت وعبودیت کو جماعت کا بنیادی واساسی شرط واصول قرار دیا گیا، اور آج تک اور آئندہ بھی جماعت تبلیغ کا یہی اصول رہے گا۔

ایک ضروری وضاحت

جماعت تبلیغ اہل حق کی جماعت ہے، اور مجموعی طور پر جماعت پر خیر غالب ہے، اور ہر زمانہ میں اہل حق کی مخالفت کی گئی ہے، ایسا ہی تبلیغی جماعت کے ساتھ ہوا، ہم یہ دعوی ہرگز نہیں کرتے کہ تبلیغی جماعت معصوم فرشتوں کی جماعت ہے جن سے کوئی غلطی وکوتاہی نہیں ہوسکتی، بلکہ گناہ وخطا ہر انسان سے سرزد ہوتا ہے، لیکن اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تبلیغی جماعت کی یہ تحریک اور چلت پھرت بڑی مبارک ہے، کتنے لوگوں کی زندگیاں اس جماعت کی برکت سے سنور گئیں، کتنے کفروشرک کی ظلمات میں ڈوبے لوگ نور ایمان وتوحید کی دولت سے مالامال ہوگئے، کتنے فاسق وفاجر لوگ نیک صالح بن گئے، کتنے بے نمازی نماز کے پابند ہوگئے، کتنے بدعقیدہ خوش عقیدہ بن گئے، کتنے بے داڑھی لوگوں کے چہرے داڑھی کے نور سے چمک گئے، کتنے بدعات وخرافات میں مبتلا لوگ سنت کے نور سے منور ہوگئے، کتنے ہی معاصی وگناہوں کی ظلمات سے نکل کر طاعات وعبادات کے خوگر ہوگئے، کتنے والدین کے نافرمان اولاد اپنے والدین کے فرماں بردار بن گئے، کتنے غافل لوگ عابد وزاہد بن گئے، حاصل یہ کہ تبلیغی

جماعت کی جدو جہد کے یہ وہ عمومی ثمرات ہیں جس کا کوئی جاہل و معاند ہی انکار کر سکتا ہے، یقیناً اتنے سارے فوائد کے ساتھ جماعت کے کچھ افراد سے کوئی غلطی و کوتاہی و بے ضابطگی بھی ہو سکتی ہے، لیکن اس کی وجہ سے پوری جماعت کو لعنت ملامت کرنا کہاں جائز ہے؟؟
اور پھر تبلیغی جماعت کے افراد کی کسی بھی غلطی کی نشاندہی واصلاح سب سے پہلے علماء حق علماء دیوبند ہی کرتے ہیں اوران شاء اللہ کرتے رہیں گے ، کیونکہ علماء حق کاایک خاص وامتیازیہ ہوتا ہے کہ وہ حق بات کے معاملہ میں کسی رشتے ناطے کسی دوستی ونسبت کا کوئی لحاظ نہیں کرتے ، اور حق بات اور دین کے معاملہ میں علماء حق علماء دیوبند کی یہی شان ہے۔

فكثرالله أمثالهم فی البلاد والعباد ،

باقی بعض افراد تبلیغی جماعت کے خلاف بڑی ایڑی چوٹی کازور لگا رہے ہیں ، اور تبلیغی جماعت کے خلاف تحریر و تقریر وغیرہ تمام ذرائع استعمال کر رہے ہیں ، کبھی جہالت وضلالت کی تہمت لگاتے ہیں ، کبھی شرک وبدعت کا لیبل لگاتے ہیں ، کبھی توحید وسنت کا دشمن بتلاتے ہیں ، کبھی قبوری وخرافی ہونے کاالزام لگاتے ہیں ، غرض بہت سارے اعتراضات کرتے ہیں اور وساوس وشکوک پھیلاتے ہیں ، اور تبلیغی جماعت کے خلاف یہ سارے اوہام وشکوک ووساوس تقریبا تمام فرق مُبتدعہ وضالہ کی طرف سے پھیلائے جاتے ہیں ، اوراس سلسلہ میں تبلیغی جماعت کی مخالفت وعداوت میں پیش پیش آج کل کے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے کچھ جہلاء بھی ہیں ، اور اکثر ناواقف اوران پڑھ مسلمان ان شکوک ووساوس سے متاثر ہو جاتے ہیں ، اوراسی طرح تبلیغی جماعت کے کچھ مخالف وہ بھی ہیں جو جماعۃالتبلیغ سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں ، نہ توانہوں نے جماعۃالتبلیغ کے ساتھ کچھ وقت لگایااور نہ جماعت کے اصول وعزائم سے باخبر ہوتے ہیں ، اور نہ جماعت کے ذمہ دارافراد وعلماء کی صحبت میسر ہوئی ، ایسے لوگوں سے جماعۃالتبلیغ کی مخالفت کی وجہ جب پوچھی جاتی ہے تو وہ جوابا کہتے ہیں کہ فلاں شیخ کا بیان سنا یا تحریر دیکھی ہے وہ تبلیغی جماعت کو بدعتی وقبوری جماعت کہتا ہے۔اس لیئے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں جماعۃالتبلیغ کے خلاف چند مشہور وساوس باطلہ واوہام کاذبہ کا مختصر ذکر کردوں ، ممکن ہے کہ جماعۃالتبلیغ کے کسی ناواقف مُخالف کے لیئے ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔
باقی مُعاند ومُتعصب لوگوں کے طعن و تشنیع وتعریض وتشکیک کاعلاج اللہ تعالی ہی کے پاس ہے ان کو سمجھانا بندہ کی بس سے خارج ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت کا جو طریقہ تبلیغ ہے یہ حضورصلے اللہ علیہ وسلم اورخیرُالقرون کے زمانہ میں نہیں ملتا لہذا یہ مُروجہ تبلیغی طریقہ بدعت ہے ۔

جواب = کتاب وسنت کی تبلیغ اور کلمتہ الحق کی دعوت کی اشاعت کرنافرض کفایہ ہے ، اور پھر کتاب وسنت اور دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کا کوئی متعین ومخصوص طریقہ شریعت نے مقرر نہیں کیاکہ اس خاص طریقہ کے علاوہ دعوت و تبلیغ جائز نہ ہو ، بلکہ حالات وزمانہ وماحول کے لحاظ سے تبلیغ دین کے طریقے مختلف ہوتے رہے ہیں ، لہٰذا کسی بھی زمانہ میں بھی تبلیغ شریعت کا کوئی متعین وخاص طریقہ ووسیلہ نہیں رہا ، بلکہ علماء دین وصُلحاء امت نے اپنے زمانہ وحالات وماحول کے جو طریقہ ووسیلہ مناسب سمجھااس کو اختیار کیا ، کیونکہ شریعت نے تبلیغ کے لیئے جائز ذرائع ووسائل کے استعمال پر کوئی پابندی نہیں لگائی ، لہٰذا یہ کہناکہ تبلیغ کافلاں طریقہ سنت ہے فلاں طریقہ بدعت ہے ، فلاں طریقہ جائز ہے فلاں ناجائز ہے ، یہ اعتراض ایک جاہل آدمی ہی کر سکتا ہے جس کو تاریخ اسلام اوراسلاف کی سیرت کا کچھ علم نہیں ہے چہ جائیکہ قرآن وحدیث کا کچھ علم رکھتا ہو ، لہٰذا یہ وسوسہ واشکال محض باطل اور جاہلانہ سوچ کا نتیجہ ہے۔

وسوسه = تبلیغی جماعت والے صرف { تبلیغی نصاب } پڑھتے پڑھاتے ہیں کسی دوسری کتاب کے پڑھنے کو منع کرتے ہیں ۰

جواب = یہ وسوسہ بھی کاذب ہے، کہ تبلیغی جماعت والے علماء حق کی کسی دینی کتاب کے پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ کرنے سے روکتے ہیں، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ایک خاص نظام وانتظام کے تحت تبلیغی جماعت کے لیئے [تبلیغی نصاب] مقرر کیا گیا ہے، جس پر اعتراض وطعن ایک جاہل یا معاند ومتعصب شخص ہی کرسکتا ہے، اور { تبلیغی نصاب } پر یہ اعتراض تب صحیح ہے جب کہ اس میں کتاب وسنت کے خلاف کوئی بات موجود ہو، لیکن یہ بات مُحقق ومُسلم ہے کہ { تبلیغی نصاب } میں کوئی خلاف شرع مواد نہیں ہے، اس لیئے بفضل اللہ اس کا نفع ہر خاص وعام کو مل رہا ہے۔

وسوسه = تبلیغی جماعت والے کتاب { فضائل اعمال } کی جگہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درس کیوں نہیں دیتے جو کہ صحیح ترین کتب ہیں ؟؟

جواب = یہ وسوسہ پیش کرنے والا یا تو تبلیغی جماعت کے اصول سے جاہل ہے یا محض مُتعصب ومعاند ہے، کیونکہ تبلیغی جماعت کی نقل وحرکت کا اولین مقصد یہ ہے کہ غفلت وجہالت کے اندھیروں میں پڑے لوگ دین کا ضروری علم سیکھنے اور پھر اس پر عمل کرنے والے بن جائیں، اور تبلیغی جماعت کے لیئے { فضائل اعمال } پر مبنی کتاب مرتب کرنے اور اس کی تعلیم دینے کا اصل یہ حکم نبوی ہے کہ

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم:

يَسِّروا ولا تُعَسِّروا وبَشِّروا ولا تنَفّروا ،

(رواه البخاري ومسلم وأحمد والنسائي وغيرهم)

یہ ارشاد نبوی کے دو جملے ہیں مگر ان میں طریق دعوت و تبلیغ کا ایک دفتر بند ہے، داعی اور مُبلغ کو چاہیئے کہ جب کسی فرد وجماعت کو دعوت دے تو اس میں آسان سے آسان طریقے پیش کرے، اور سختی نہ کرے بلکہ ان کو خوشخبری اور اعمال کی بشارت اور فضائل اعمال اور رحمت ومغفرت الہی کا بکثرت اور وسعت سے تذکرہ کرے، ان کو دین کی طرف راغب ومائل ہونے کا شوق وحوصلہ دلائے، لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ عقائد وفرائض غفلت برتی جائے، یہ تو کسی حال میں جائز نہیں ہے،

باقی رہی یہ بات صحیح بخاری و صحیح مسلم کا درس کیوں نہیں دیتے؟؟

تو عرض ہے کہ اہل علم وبزرگان دین نے { فضائل اعمال } پر مبنی احادیث کو بمع تشریح وفوائد کے اور اسی طرح آیات قرآنیہ بمع ترجمہ وتفسیر کے جمع کیئے ہیں، اور بخاری ومسلم وغیرہ تمام کتب سے احادیث کو جمع کیا گیا ہے، تو اس اعتبار سے بخاری ومسلم کا درس ہی ہو گیا، اور { فضائل اعمال } میں ہر حدیث کو بحوالہ مع اقوال محدثین کے ذکر کیا گیا ہے، اور اسی کی تعلیم وقرآت جماعت تبلیغ کے نصاب میں شامل ہے، لہٰذا کتاب { فضائل اعمال } اور اس میں موجود احادیث پر طعن و تشنیع در حقیقت ان کتب احادیث پر طعن و تشنیع ہے جن کتب سے ان احادیث کو لیا گیا ہے، اور اگر کچھ جُہلاء کو { فضائل اعمال } میں موجود کرامات اولیاء پر مبنی چند واقعات سے تکلیف ہے، تو ہم کہتے ہیں ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ ہو، کیونکہ جمیع اہل سنت کا یہ

عقیدہ ہے کہ { کَرَامَاتُ الأولیاء حَق } ، اور ایسے جاہل لوگوں سے میری درخواست ہے کہ تمہیں اگر { فضائل اعمال } میں موجود کرامات اولیاء سے بڑی چڑ ہے، تو ذرا شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب [ألفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطن] پڑھ لیں، توان شاء اللہ { فضائل اعمال } میں چند کرامات تم بھول جاوگے، یا پھر اس کتاب { اِلفرقان } کا انکار ہی کروگے، اور پھر یہ تاثر دینا کہ احادیث صرف بخاری ومسلم کی قابل اعتبار ہیں باقی کتب احادیث میں صحیح احادیث نہیں ہیں، یہ ایک جاہلانہ سوچ ہے جس کو فرقہ جدید اہل حدیث نے اپنی جہالت کی بناپر عوام میں مشہور کیا ہے۔

باقی بخاری ومسلم ودیگر علوم شرعیہ کی باقاعدہ تحصیل وتعلیم کا اگر کسی کو شوق ہو تو اس کے لیئے اہل حق کے مُستقل مدارس وادارے موجود ہیں، تبلیغی تحریک تو دین سے بے خبر وغافل لوگوں کو جگانے کے لیئے ہیں، مساجد سے دور لوگوں کو مسجد سے قریب کرنے کے لیئے ہے، مسلمانوں کی وہ کثیر تعداد جو دین سے بے بہرہ ہے ان کو دین کی بنیادی تعلیم دینے کے لیئے ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت نے جو چھ نمبر { صفات } بنائے ہیں ، ان کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہاں ہے ؟؟

جواب = اللہ تعالی نے جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام صفات حمیدۃ وخصال عظیمۃ واوصاف کریمۃ سے نوازا تھا، اور پھر اللہ تعالی نے اِصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صفات عالیۃ کثیرۃ کے ساتھ متصف کیا، اور تبلیغی جماعت میں جن چھ صفات حمیدۃ کی تعلیم وتحصیل کی کوشش ومحنت کی جاتی ہے، یہ صفات حمیدۃ صحابۃ الکرام رضی اللہ عنہم میں بکمال موجود تھیں، اور ساتھ ہی تبلیغی جماعت کا یہ دعوی نہیں ہے کہ صرف ان صفات کی تحصیل ضروری ہے باقی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان چھ صفات کی حیثیت اُمُّ الصفات کی طرح ہے۔ لہٰذا تبلیغی جماعت کا مقصد یہ ہے کہ سب سے پہلے ان صفات حمیدۃ وخصال مجیدۃ کی تحصیل بوجہ ان کی اہمیت کے ضروری ہے، جب یہ صفات کامل ہوجائیں تو بقیہ خصال وصفات کی تحصیل میں آسانی ہوجاتی ہے، اور تبلیغی جماعت کا یہ دعوی بھی نہیں ہے کہ اصول دعوت صرف ان چھ صفات میں منحصر ہیں،
مختصر طور پر ان صفات کو ملاحظہ کریں، کیونکہ اکثر جاہل لوگ بس سنی سنائی باتوں کو اچھالتے رہتے ہیں، باقی حقائق کا ان کو کچھ علم نہیں ہوتا۔

1. الكلمة الطيبة : لا إله إلا الله ، محمد رسول الله ۔
2. الصلاة ذات الخشوع والخضوع ۔
3. العلم مع الذكر ۔
4. محبة المسلين وإكرامهم ۔
5. تصحيح النية وإخلاصها لله تعالى ۔
6. الدعوة إلى الله والنفر في سبيل الله

اب یہ چھ نمبر و صفات جن کی دعوت و تحصیل کا تبلیغی جماعت میں مذاکرہ کیا جاتا ہے، یعنی کلمہ طیبہ کا حقیقی معنی و مفہوم واہمیت سمجھنا، اور پھر نماز کو سنت کے مطابق صحیح کرنا، خشوع و خضوع جیسے عظیم صفات پیدا کرنا، فرض اور ضروری علم سیکھنا، اور ذکر اللہ کی پابندی اور عادت بنانا، تمام مسلمانوں کو اپنے سے بہتر وافضل سمجھنا اور ہر حال میں ان کا احترام واکرام کرنا، اور اپنی نیت کو درست کرنا، ہر نیک عمل خالص اللہ تعالی رضا کے لیئے کرنا، اور لوگوں کو اللہ تعالی کے دین کی طرف بطریق احسن دعوت دینا۔

یہ ہے چھ نمبر و صفات کا خلاصہ وحاصل، اور بقول حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ یہ چھ نمبر و صفات ہماری دعوت (وجماعت) میں الف، باء، ہیں۔

پس یہ چھ نمبر و صفات تبلیغی جماعت کے نزدیک وسیلہ وذریعہ ہیں مقصد عظیم کے حاصل کرنے کا، اور وہ مقصد عظیم یہ ہے کہ ہماری زندگی میں کامل دین آجائے اور ہمارے دلوں میں کامل ایمان راسخ ہو جائے، لہٰذا یہ چھ نمبر وسائل ہیں، اب یہ چھ نمبر و صفات آپ نے مختصر املاحظہ کیئے، میرے خیال میں کوئی بہت بڑا جاہل و مجہول وبے وقوف اور دین سے بالکل بے خبر شخص ہی یہ مطالبہ کرے گا کہ ان چھ صفات کے ثبوت پر قرآن وحدیث سے دلائل دو، حاصل کلام یہ ہے کہ یہ چھ صفات ایک مشق و تمرین ہے اور ابتدائی سبق ہے اپنی زندگیوں میں دین کو کامل کرنے کے لیئے، اور یہ اسلوب ایک وسیلہ ہے عظیم مقصد شرعی کو حاصل کرنے کے لیئے۔

وسوسہ = **تبلیغی جماعت نے جو یہ چھه نمبر {صفات} خاص کیئے ہیں ، اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا لہٰذا یہ بدعت ہیں ۔**

جواب = یہ وسوسہ بھی گذشتہ وسوسہ سے ملتا جلتا ہے، یہ وسوسہ بھی بالکل باطل ہے، کیونکہ جن چھ صفات کی تحصیل وتعلیم کو تبلیغی جماعت نے اس زمانہ میں لوگوں کے عمومی حالات کو سامنے رکھ کر خاص کیا ہے، خاص اس طرز کا ثبوت احادیث میں ثابت ہے، دیکھئے جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ احادیث سے ثابت ہے کہ مثلاً ایک صحابی نے سوال کیا کون سا عمل زیادہ اِفضل ہے؟ تو آپ نے ایک عمل کی نشاندہی وراہنمائی فرمائی، دوسرے وقت میں کسی صحابی نے یہی سوال کیا تو آپ نے کسی دوسرے عمل کی اِفضیلت کی نشاندہی وراہنمائی فرمائی، چند احادیث اس باب میں ملاحظہ کریں

ففي الصحيح أنه صلى الله عليه وسلم سئل: "أي الأعمال أفضل؟ فقال: إيمان بالله. قال: ثم ماذا؟ قال: الجهاد في سبيل الله. قال: ثم ماذا؟ قال: حج مبرور ."

وفي النسائي عن أبي أمامة قال أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت : مرني بأمر آخذه عنك فقال: "عليك بالصوم فإنه لا مثل له

وفي الترمذي: أي الأعمال أفضل درجة عند الله يوم القيامة؟ قال: "الذاكرين الله كثيراً والذاكرات "

إلى أن قال الشاطبي: وفي مسلم : أي المسلمين خير؟؟ قال: "من سلم المسلمون من لسانه ويده. "

وفيه سئل: أي الإسلام خير؟؟ قال: "تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف."

وفي الصحيح: "وما أعطي أحد عطاءً هو خير وأوسع من الصبر."

وفي الترمذي: " خيركم من تعلمالقرآن وعلمه."

وفيه: " أفضل العبادة انتظار الفرج "

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے وقت کی مناسبت اور سائل کی حالت کے موافق ایک ہی سوال کے مختلف جوابات ارشاد فرمائے، لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں حالات واوقات کی مناسبت سے اصلاح وترتیبت کے لیئے مختلف وسائل واعمال کو اختیار کیا جاسکتا ہے، اور اس کا مقصد یہ نہیں کہ سارا دین انہی چھ صفات میں بند ہے اور اس کے اختیار کرنے میں دیگر صفات وخصال کی نفی لازم آتی ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نوجوان کے لیئے

ایک وقت میں اس طرح راہنمائی فرمائی " فعليه الصوم " اسی طرح بعض صحابہ کو ذکرُاللہ، اور تلاوت قرآن، اورإطعامُ الطعام اورإقراءُ السلام وغیرہ اعمال کی طرف راہنمائی فرمائی، لہٰذا انہیں احادیث مُبارکہ کی روشنی میں تبلیغی جماعت کے اہل العلم نے اولاان چھ صفات حمیدہ کی تحصیل کو خاص کیا، اور یہ وسائل شرعیۃ ہیں اور تربیۃ وتعلیم ہے مقصد شرعی کو حاصل کرنے کے لیئے فقط، لہٰذا حضرت الامام العلامۃ محمد الیاس الکاندہلوی رحمہ اللہ نے اپنی جماعت میں ان چھ صفات کی تعلیم وتحصیل وتذکیر کو خاص کیا کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں کے احوال کا تقاضہ وضرورت اسی میں ہے،

اور یہ چھ صفات عبودیت اور بندگی کو کامل کرنے اور تعلق مع اللہ کی عظیم دولت کو حاصل کرنے کے لیے ہیں،

[لا إله إلا الله] اللہ تعالی کی سچی عبودیۃ اور بندگی میں داخل ہونے کے لیئے، عبودیۃ اور بندگی میں داخل ہونے کے بعد اس کے صحیح راستے پر چلنے کے لیئے طریقُ العبودیۃ حاصل کرنا ہے (محمد رسول الله) سے، پھر عبودیۃ اور بندگی کا صحیح طریقہ معلوم کرنے کے بعد اس کی تطبیق ضروری ہے عملی طور پر اس کا اظہار لازمی ہے، لہٰذا نماز خشوع وخضوع وغیرہ تمام صفات وشرائط کے ساتھ اس عبودیت اور بندگی کی عملی تطبیق ہے، پھر یہ بھی ضروری ہے کہ یہ عبودیت اور بندگی صحیح شکل میں اور سنت کے مطابق پیدا ہو لہٰذا اس کے لیئے **علم** ضروری ہے اور یہ علم عبودیت اور بندگی کی تصحیح کرتا ہے، اسی یہ بھی ضروری ہے کہ اس عبودیت اور بندگی میں تقویت اور دوام رہے، تو **ذکرُاللہ** اس عبودیت اور بندگی کی تقویت وپختگی کے لیئے ہے، اسی طرح بندہ مومن پر لازم ہے کہ اس عبودیت اور بندگی کے ثواب کی حفاظت بھی کرے پس **إكرامُ المسلمين** اور ان کے حقوق کی ادائیگی اس عبودیت اور بندگی کی حفاظت کے لیئے ہے، اور پھر جب انسان کو عُبودیۃ کاملۃ اور دیگر اِعمال کثیرۃ کی توفیق ہو جائے تو یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ ان تمام اعمال کی روح **اخلاص** ہے جس کے بغیر کوئی نیک عمل مقبول نہیں ہے لہٰذا اخلاص اور تصحیح نیت عبودیت اور بندگی کی قبولیت کے لیئے ہے، پس جب یہ عبودیت اور بندگی بندہ میں پیدا ہو جائے تو دیگر تمام دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے، یہ ہے اصل حقیقت ان چھ صفات کی جن کی تحصیل وتعلیم کی تبلیغی جماعت میں کوشش ومحنت وجدوجہد کی جاتی ہے

وسوسه = تبلیغی جماعت والوں نے جماعت میں جانے کے لیئے جو چالیس دن مقرر کیئے هیں ، اس کی کوئ اصلیت نہیں هے لهذا یه بدعت هے جس کو تبلیغی جماعت نے لوگوں میں رائج کردیا هے ۔

جواب = یہ وسوسہ بھی باطل وفاسد ہے، چالیس دن تک لگاتار عمل کرنے سے انسان کے روح وباطن میں بہت برکت وتاثیر ہوتی ہے، اور

ساتھ ہی نصوص شرعیہ سے اس عدد { 40 } کی اہمیت ورعایت بھی ثابت ہے،
لہٰذا مجاہدہ وریاضت میں اس عدد کو خصوصیت حاصل ہے، چند نصوص اس بارے میں درج ذیل ہیں

1. فطرت وخلقت کی ابتداء بھی چالیس { 40 } دن سے ہوتی ہے ۔

عن ابن مسعود (رضي الله عنه) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) : " إن أحدكم ليجمع خلقه في بطن أمه أربعين يوما نطفة، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم ليرسل إليه الملك فينفخ فيه الروح، ويؤمر بأربع كلمات : رزقه وأجله وعمله وهل هو شقي أو سعيد -

اس حدیث میں انسان کی خلقت کے اطوار ومراحل کا ذکر ہے، انسان کی خلقت رحم میں تین مراحل سے گذرتی ہے، اور تینوں مراحل میں چالیس، چالیس دن لگتے ہیں، اس عدد کی حکمت اور اصلی راز اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

(رواه البخاري و مسلم والترمذي و الإمام احمد ، وغيرهم.) وروى الإمام مسلم في صحيحة كما أخرج الإمام أحمد في مسندة حديثا عن حذيفة ابن أسيد الغفاري قال : سمعت رسول الله (صلى الله عليه وسلم) " يدخل الملك على النطفة بعدما تستقر في الرحم بأربعين ليلة فيقول : يارب ماذا، شقي أم سعيد ؟ وذكر أم أنثى ؟ فيقول الله، ويكتبان، ويكتب عمله وأثره، ومصيبته، ورزقه، ثم تطوى الصحيفة، فلا يزاد على ما فيها ولا ينقص ،

(رواه مسلم والإمام احمد والطبراني فی المعجم الكبير)

2. اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے چالیس راتوں کا عہد ووعدہ لیا۔

وإذ واعدنا موسى أربعين ليلة ثم اتخذتم العجل من بعده وأنتم ظالمون -

امام قرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وبهذا استدل الصوفية على الوصال وان أفضله أربعون يوما الخ

(تفسيرالقرطبي ج ١ ص ٣٩٦)

3. حدیث حسن میں ہے کہ جس نے چالیس دن تک مسجد میں جماعت کے ساتھ تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے لیئے دو" براءة " پروانے لکھ دیئے جاتے ہیں، ایک پروانہ جہنم سے براءت کا اور دوسرا انفاق سے براءت کا،

عن أنس بن مالك قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) : " من صلى أربعين يوما في جماعة يدرك التكبيرة الأولى كتب له براءتان : براءة من النار، وبراءة من النفاق (" حديث حسن رواه الترمذي سنن الترمذي ، وبمعناه في الترغيب والترهيب للمنذرى)

ایسا ہی ترمذی وابن ماجہ وغیرہ میں ایک دوسری روایت ہے کہ

كما روى ابن ماجه والترمذي عن عمر عن النبي (صلى الله عليه وسلم) قال : " من صلى في مسجد جماعة أربعين ليلة لا تفوته الركعة الأولى من صلاة العشاء كتب الله له عتقا من النار "
(ابن ماجه ، الترغيب والترهيب ،إتحاف المتقين للزبيدى ،كنز العمال)

اب اسی حدیث حسن کی روشنی میں تبلیغی جماعت والے چالیس دن کے لیئے نکلنے کی تاکید کرتے ہیں، تاکہ دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ ایک یہ عظیم فائدہ بھی حاصل ہو یعنی چالیس دن تک مسجد میں جماعت کے ساتھ تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھنا، اور پھر اس کے نتیجہ میں دو عظیم فوائد کا حاصل ہونا یعنی جہنم اور نفاق سے براءت کا لکھا جانا، اور عمومی طور پر اپنے گھر میں ہی رہ اس پر عمل نہیں ہوتا، جیسا کہ ہماری حالت بالکل واضح ہے، لہٰذا جماعت میں جانے کے لیئے چالیس دن مقرر کرنا ایک وسیلہ ہے اور شریعت نے جائز وسائل کو مشروع قرار دیا ہے۔

وسوسه = تبلیغی جماعت والوں نے جماعت میں نکلنے کے لیئے جومعروف ترتیب بنائ ھے ، کیا نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اس معروف ترتیب کے ساتھ نکلنا ثابت ھے ؟؟

جواب = یہ معروف ترتیب ایک وسیلہ وذریعہ ہے مقصود ومطلوب کو حاصل کرنے کے لیئے، اور یہ ترتیب از خود مقصود وغایت نہیں ہے ، اور اسلام میں میں عبادت کے وسائل محدود نہیں ہیں، لیکن شریعت نے یہ قاعدہ وضع کیا ہے کہ ہر وہ چیز جو مقصود تک پہنچائے پس وہ بھی مقصود ہے بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو ،

(كل ما يؤدي الى المقصود فهو مقصود اذا لم يخالف الشرع)

لہٰذا اگر مقصد اِفضل ہے تو وسیلہ بھی اِفضل ہوگا اور اگر مقصد بُرا اور ناجائز ہے تو وسیلہ وذریعہ بھی ناجائز ہوگا، لہٰذا کسی بھی مقصود چیز کا وسیلہ مقصود کے تابع ہے، علماء امت نے بھی اس بارے میں یہی تصریح کی ہے۔

وقد ذكر الشيخ العز بن عبد السلام في) قواعد الأحكام في مصالح الأنام" (إن الواجبات والمندوبات ضربان: أحدهما مقاصد والثاني وسائل، وكذلك المكروهات والمحرمات ضربان: أحدهما مقاصد والثاني وسائل، وللوسائل أحكام المقاصد. فالوسيلة إلى أفضل المقاصد هي أفضل الوسائل، والوسيلة إلى أرذل المقاصد هي أرذل الوسائل ثم ـرتب الوسائل بترتب المصالح والمفاسد". ويقرُ في موضع آخر أن الوسائل هي أخفض رتبة من المقاصد إجماعاً.

ويقرر الإمام القرافي في" الفروق "الفرق الثامن والخمسون بين قاعدة المقاصد وقاعدة الوسائل فيقول: "موارد الأحكام على قسمين: مقاصد وهي المتضمنة للمصالح والمفاسد في أنفسها، ووسائل وهي الطرق المفضية إليها وحكمها حكم ما أفضت إليه من تحريم وتحليل. غير أنها أخفض رتبة من المقاصد في

حكمها. والوسيلة إلى أفضل المقاصد أفضل الوسائل وإلى أقبح المقاصد أقبح الوسائل. وكلما سقط اعتبار المقصد سقط اعتبار الوسيلة فإنها تبع له في الحكم."

اگر تبلیغی جماعت کے اس معروف ترتیب یعنی { تین دن یا چالیس دن یا چار مہینہ وغیرہ } جماعت میں نکلنے پر اگر بدعت کا حکم لگایا جائے، تو پھر اس طرح بہت ساری چیزوں پر بدعت کا حکم لگانا پڑے گا، مثلا فی زمانہ علوم دینیہ کے مراکز وجامعات ومعاہد ومدارس اور ان کے خاص ترتیبات نصاب تعلیم وغیرہ سب بدعت ہو جائیں گی، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین کے زمانہ میں یہ ترتیبات موجود نہیں تھیں، اور اس طرح کئی اور بہت ساری چیزوں کو بدعت کہنا پڑے گا، لہٰذا تبلیغی جماعت میں { تین دن یا چالیس دن یا چار مہینہ وغیرہ } کا خروج فقط تعلیم وتدریب کے لیئے ہے ۔ یہ ترتیب واجب یا مسنون نہیں ہے

وسوسه = تبلیغی جماعت کی کتاب { فضائل اعمال } ضعیف احادیث پرمبنی هے لہذا اس کتاب سے بچنا بہت ضروری هے ۔

جواب = کتاب [فضائل اعمال] وغیرہ کے خلاف نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء بہت سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں، اور اسے امت میں گمراہی وتباہی کا سبب قرار دیتے ہیں۔

یہ وسوسہ بھی بہت سارے ناواقف لوگوں پر استعمال کیا جاتا ہے، کہ [فضائل اعمال] میں ضعیف احادیث ہیں، لہٰذا جہاں اس تبلیغی جماعت کو چھوڑنا ضروری ہے، وہاں ان کی [فضائل اعمال] سے بھی بچنا بہت ضروری ہے، اب ایک عام آدمی " ضعیف حدیث " کا معنی وحکم کیا جانے۔ خود فرقہ جدید اہل حدیث کے جہلاء کو پتہ نہیں ہے، یہ جاہل ٹولہ لفظ " ضعیف " سے اردو والا معنی مراد لیتے ہیں، بلکہ جو فرقہ یہ دعوی کرے کہ ہمارے دو ہی اصول أطيعوا الله وأطيعوا الرسول ، تو ان کے لیئے تو کسی حدیث کو ضعیف کسی کو صحیح کسی کو غریب وغیرہ امتیوں کے بنائے نام بولنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ قرآن وذخیرہ حدیث میں کہیں بھی یہ نام واصطلاحات وارد نہیں ہوئے بلکہ بہت بعد امتیوں نے بنائے ہیں، یہ خالص اندھی تقلید ہے، نہ معلوم کس مجبوری کی وجہ سے یہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث اپنے اس اصول [أطيعوا الله وأطيعوا الرسول] کو توڑ دیتے ہے، خیر میں " ضعیف حدیث " کے حوالے سے مختصرا کچھ عرض کرتا ہوں، کیونکہ اس وسوسہ کے ذریعہ یہ فرقہ جدید عوام کو بہت جلد بے راہ کرلیتا ہے، اور یہ بھی یاد رہے کہ کتاب [فضائل اعمال] میں سب احادیث ضعیف نہیں ہیں، بلکہ صحیح، حسن، وضعیف وغیرہ سب ہیں،

ضعیف حدیث " پرعمل کا حکم

الإمام مُحي الدين النووي الشافعي رحمه الله نے اپنی بہت ساری کتب میں تمام محدثین وفقہاء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ " فضائل الأعمال وترغیب وترہیب " میں " ضعیف حدیث " کو لینا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے، الإمام النووی الشافعی رحمہ اللہ نے یہ بات اپنی

کتب [الروضه] اور [الإرشاد والتقريب] اور[الأذكار] وغیرہ میں نقل کی ہے، اور یہی الإمام النووی رحمہ اللہ کا مذہب ہے، اور اسی طرح کی تصریح دیگر کبار ائمہ حدیث نے بھی کی ہے ،مثلا الحافظ إبن حجر العسقلاني ، والإمام النووي ، والإمام إبن جماعة ، والإمام الطيبي ، والإمام سراج الدين البلقيني ، والحافظ زين الدين أبو الفضل العراقي ، والإمام إبن دقيق العيد ، والحافظ إبن حجر الهيتمي ، والإمام إبن الهمام ، والإمام إبن علان ، والإمام الصنعاني ، وغيرهم

اور حتی کہ آج کل کے عرب کے سلفی علماء میں سے الشيخ بن باز ، والشيخ صالح اللحيدان ، والشيخ صالح الفوزان ، والشيخ عبدالعزيز آل الشيخ ، والشيخ صالح آل الشيخ ، والشيخ علي حسن الحلبي ، وغیرہم بھی یہی کہتے ہیں،ان علماء امت کی چند تصریحات ملاحظہ کریں

وقال الحافظ السخاوي " ومن اختاروا ذالك أيضاً إبن عبدالسلام وإبن دقيق العيد "القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع [ص195].

وقال الحافظ إبن حجر العسقلاني " تجوز رواية الحديث الضعيف إن كان بهذا الشرطين : ألا يكون فيه حكم ، وأن تشهد له الأصول- [الإصابة في تميز الصحابة (690/5)].

وقال الإمام إبن علان " ويبقى للعمل بالضعيف شرطان : أن يكون له أصل شاهد لذالك كاندراجه في عموم أو قاعدة كلية ، وأن لا يُعتقد عند العمل به ثبوته بل يُعتقد الاحتياط "[الفتوحات الربانية [84/1]].

وقال الحافظ إبن حجر العسقلاني " ولا فرق في العمل بالحديث الضعيف في الأحكام أو الفضائل إذ الكُّل شُرع "[تبين العجب [ص04]].

وقال الإمام الصنعاني " الأحاديث الواهية جوزوا أي أئمة الحديث التساهل فيه ، وروايته من غير بيان لِضعفه إذا كان وارداً في غير الأحكام وذالك كالفضائل والقصص والوعظ وسائر فنون الترغيب والترهيب "[توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار (238/2)].

وقال العلامة إبراهيم بن موسى الأبناسي " الأحاديث الضعيفة التي يُحتمل صِدقها في الباطن حيث جاز روايتها في الترغيب والترهيب "[الشذ الفياح من علوم إبن صلاح (223/1)].

وقال العلامة طاهر الجزائري الدمشقي " الظاهر أنه يلزم بيان ضِعف الضعيف الوارد في الفضائل ونحوها كي لا يُعتقد ثبوته في نفس الأمر ، مع أنه رُبما كان غير ثابت في نفس الأمر "[توجيه النظر إلى أصول الأثر (238/2)].

وقال العلامة علي القاري " الأعمال التي تثبت مشروعيتها بما تقوم الحجة به شرعاً ، ويكون معه حديث ضعيف ففي مثل هذا يُعمل به في فضائل الأعمال ؛ لأنه ليس فيه تشريع ذالك العمل به ، وإنما فيه بيان فضل خاص يُرجى أن يناله العامل به[المرقاة (381/2)].

وقال العلامة حبيب الرحمن الأعظمي " والضعيف من الحديث وإن كان قبولاً في فضائل الأعمال ، ولابأس بإيراده

فيها عند العلماء[مقدمة مختصر الترغيب والترهيب (ص06)].

وقال الإمام إبن الهمام في كتاب الجنائز من فتح القدير "الاستحباب يثبت بالضعيف غير الموضوع"

وقال الإمام إبن حجر الهيتمي في الفتح المبين "أتفق العلماء على جواز العمل بالحديث الضعيف في فضائل الأعمال لأنه إن كان صحيحاً في نفس الأمر فقد أعطي حقه من العمل به"

وقال الشيخ صالح بن عبدالعزيز آل الشيخ "أما في فضائل الأعمال فيجوز أن يستشهد بالحديث الضعيف في فضائل الأعمال وأن يذكر لأجل ترغيب الناس في الخير، وهذا هو المنقول عن أئمة الحديث وأئمة السلف"[محاضرة بعنوان وصايا عامة (الوجه الثاني)].

وقال الشيخ محمود الطحان "يجوز عند أهل الحديث وغيرهم رواية الأحاديث الضعيفة والتساهل في أسانيدها من غير بيان لِضعفها في مثل المواعظ والترغيب والترهيب والقصص وما أشبه ذالك[تيسير مصطلح الحديث (ص65)].

ضعیف حدیث "کی تعریف

یاد رکھیں کہ مُحدثین کرام کے " حدیث ضعیف " کی اصطلاحی تعریف میں مختلف اقوال وآراء ہیں، تین اِقوال بطور خلاصہ وبغرض فائدہ نقل کرتا ہوں۔

1. كل حديث لم تجتمع فيه صفات الحديث الصحيح ولا صفات الحديث الحسن

ہر وہ حدیث جس میں "حدیث صحیح اور حدیث حسن" کے صفات وشرائط موجود نہ ہوں تو وہ "حدیث ضعیف" ہے۔

یہ مشہور مُحدث امام ابن الصلاح الشافعی رحمہ اللہ کا قول ہے، اور اسی تعریف کو ان کے بعد حافظ ابن جماعة اورحافظ ابن كثيراورحافظ نووي اورحافظ جرجاني وغيرهم رحمهم الله نے ذکر کیا ہے، اور پھر اسی تعریف پر دیگر مُحدثین کے کچھ تعقیبات بھی ہیں، جس کی تفصیل اصول حدیث کی کتب میں موجود ہے۔

2. كل حديث لم تجتمع فيه صفات القبول ۔

ہر وہ حدیث جس میں صفات قبول موجود نہ ہوں۔

یہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کا قول ہے، اور بعض دیگر مُحدثین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، اعتراضات وتعقیبات اس پر بھی ہیں ۔

3. ما قصر عن درجة الحسن قليلا

ہر وہ حدیث جو درجہ میں "حدیث حسن" سے کم ہو۔

حافظ الذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب [الموقظة] میں یہ تعریف کی ہے، اور اصل اس تعریف کا امام ابن دقیق العید اور علامہ عراقی کا کلام ہے، اور اعتراضات وتعقیبات اس پر بھی ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حافظ ابنُ الصَلاح الشافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب[مقدمة ابنُ الصلاح] میں فرماتے ہیں کہ وہ حدیث جس میں چھ شرائط پائے جائیں تو وہ " صحیح " ہے، اور وہ چھ شرائط یہ ہیں۔

1. اتصال سند
2. عدالة الرُّواة
3. ضبط الرواة
4. السلامة من الشذوذ
5. السلامة من العلة
6. وجود العاضد

اور جمہور متأخرین مُحدثین کے نزدیک " حدیث حسن " کی تعریف بھی یہی ہے جس میں شروط سابقہ پائی جائیں، مگر " حدیث حسن " کا راوی اگرچہ حافظ ہوتا ہے لیکن حفظ میں " حدیث صحیح " کے راوی سے کم ہوتا ہے،
اور پھر " حدیث ضعیف " بھی اسی کے ساتھ مُلحق ہے، لہٰذا متأخرین مُحدثین کے نزدیک " حدیث ضعیف " کی تعریف یہ ہے کہ جس میں ان شروط مذکورۃ بالا میں سے کوئی ایک شرط یا اکثر مفقود ہوں، پھر اس کے بعد " حدیث ضعیف " کے اِنواع واقسام کی ایک طویل بحث ہے
۔

[من شاء المزيد فليراجع الى المطولات]

فحاصل الكلام انهم عرفوا الحديث الضعيف بأنه :هو ما فقد شرطا من شروط الحديث المقبول وهي ستة:

1. ألعدالة: أي الصدق والتقوى والالتزام الظاهر بأحكام الإسلام.
2. ألضبط: هو الدقة في الحفظ والإتقان ثم الاستحضار عند الأداء.
3. ألاتصال: أي كل واحد من الرواة قد تلقاه من رواة الحديث حتى النهاية دون إرسال أو انقطاع.
4. عدم الشذوذ: وهو مخالفة الراوي الثقة لمن هو أثق منه.
5. عدم وجود العلة القادحة: أي سلامة الحديث من وصف خفي قادح في صحة الحديث والظاهر السلامة منه.
6. ألعاضدُ عند الاحتياج إليه .

راجع : مقدمة ابن الصلاح(ج 1 / ص 6)، والباعث الحثيث في اختصار علوم الحديث(ج 1 / ص 5)، وتدريب الراوي في شرح تقريب النواوي(ج 1 / ص 73)، والتقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير النذير في أصول الحديث(ج 1 / ص 2)، وتدريب الراوي في شرح تقريب النواوي (ج 1 / ص 120.)

اس مختصر بحث اور ائمہ حدیث کی تصریحات سے یہ واضح ہوا، کہ حدیث کی تعریف و تقسیم وغیرہ سب مُحدثین کے اجتہاد کا ثمرہ ہے، اس لیئے اس باب میں مُحدثین کے اقوال وآراء اختلاف بھی پایا جاتا ہے، اور حدیث کا ہر طالب ان سب تعریفات واصطلاحات خالص تقلید میں پڑھتا ہے اور استعمال کرتا ہے۔ سمجھ نہیں آتا کہ وہی تقلید فقہاء کرام کے اجتہادات کی ہو تو فرقہ جدیدہ کے نزدیک شرک وبدعت وجہالت بن جائے ، اور وہی خالص تقلید مُحدثین کی ہو تو کچھ فرق نہ پڑے، حالانکہ فقہاء کرام ومُجتہدین عظام کے تمام اجتہادات دلائل کے ساتھ موجود ہیں، جب کہ مُحدثین کے ان اجتہادات کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے، ہر مُحدث نے اپنی ذوق وفہم وبصیرت سے یہ تعریفات واصطلاحات وضع کی ہیں۔

اللہ تعالی تمام اہل اسلام کو صحیح فہم وبصیرت عطا فرمائے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے جو گشت کرتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے ۰

جواب = یہ وسوسہ بھی جہالت پر مبنی ہے، گشت کا مقصد دعوت الی اللہ دعوت الی الخیر ہے ۔

بدليل قول الله تعالى : ((ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير))

وقوله تعالى: ((يا أيها المدثر قم فأنذر، وربك فكبر))،

وقوله تعالى: ((وأنذر عشيرتك الأقربين))

وقوله تعالى: ((فاصدع بما تؤمر))

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس دعوت الی اللہ کے لیئے طائف جانا، اور قبائل مختلفۃ کا گشت کرنا، اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ان کے اجتماعات ومجامع میں اور اسی طرح حج کے موسم میں خصوصی دعوت دیتے، اور ہر آزاد وغلام وضعیف وقوی وغنی وفقیر کو آپ دعوت دیتے، اور اسی طرح مختلف بازاروں میں جاکر (سوق ذي المجاز، وعكاظ) آپ دعوت دیتے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء تشریف لے جاتے تھے۔

بدليل: عن ابن عمر (رضي الله عنهما) قال: " كان النبي (صلى الله عليه وسلم) يزور قباء أو يأتي قباء راكبا وماشيا زاد في رواية فيصلي فيه ركعتين " (رواه البخاري ومسلم)

(وفي رواية للبخاري والنسائي) : أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) كان يأتي مسجد قباء كل سبت راكباً وماشياً، وكان عبد الله يفعله.

وعن عبد الله بن دينار؛ أن ابن عمر كان يأتي قباء كل سبت، وكان يقول: رأيت النبي (صلى الله عليه وسلم) يأتيه كل سبت.(رواه مسلم)

اور پھر آپ نے صرف اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ صحابہ کرام کو بھی یہ اہم عمل سکھایا ان کی تعلیم وتربیت کی اور پھر دعوۃ و تبلیغ کے لیئے صحابہ کرام کو مختلف اطراف واکناف میں بھیجا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بھی صحابہ کرام کا اصلی راِسُ المال دعوۃ و تبلیغ ہی تھا ۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے صرف مسلمانوں کے پاس جاتے ھیں کفارکوکیوں تبلیغ نہیں کرتے ؟ ۔

جواب = تبلیغی جماعت کا یہ عظیم کام صرف مسلمانوں کے لیئے خاص نہیں ہے، بلکہ دعوۃ و تبلیغ کی اس بابرکت تحریک سے اللہ تعالی نے بے شمار غیر مسلموں کو بھی دولت ایمان سے سرفراز فرمایا ہے، اور اگر بالفرض ہم یہ تسلیم کرلیں کہ تبلیغی جماعت والے کفار کو دعوت نہیں دیتے تو اس میں کوئی خلاف شرع بات نہیں ہے، بلکہ اس عمل کے ثبوت میں بھی احادیث کثیرہ موجود ہیں، مثلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جماعت صحابہ کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا، حضرت مُعقِل بن یسار، حضرت عبداللہ بن مُغفل، حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف تشریف لے گئے ۔ اور حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے ۔ وغیر ذالک اور یہ سب اسفار اہل اسلام کو دعوت کے لیئے تھے۔

آج مسلمانوں کا کیاحال ہے ؟ ہر عام وخاص جانتا ہے ۔ اس لیئے سب سے پہلے تو مسلمانوں کی اصلاح وارشاد ضروری ہے ، پہلے مسلمان تو مکمل دین پر عمل کرنے والے بن جائیں ، کیاآج سب مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوہ حسنہ کا کامل نمونہ ہیں ؟ کتنے مسلمان ہیں جو اور تو اور نماز جیسا اہم فریضہ اور دین اسلام کے اس بنیادی رکن سے بھی بے خبر وغافل ہیں ، اور حتی کہ ایسے مسلمانوں کی بھی کثرت ہے جو کلمہ طیبہ صحیح طور پرپڑھ بھی نہیں سکتے ۔ توایسے مسلمانوں کا فکر کون کرے گا ؟؟

اسی طرح مسلمانوں میں دعوت قبول کرنے کی امید بھی زیادہ ہے ، لہٰذا جو غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کریں ، لیکن تبلیغی جماعت پر محض اعتراض کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے " جهاد فی سبیل الله ، یامطلق فی سبیل الله " کی احادیث وآیات کو دعوة وتبلیغ پرمحمول کرتے ھیں ۔

جواب = تبلیغی جماعت کا " جہاد فی سبیل اللہ ، یا مطلق فی سبیل اللہ " کی احادیث وآیات کو دعوۃ و تبلیغ کے کام پر محمول کرنا صحیح اور درست ہے، اس لیئے محدثین کرام نے بھی اس قسم روایات واحادیث کو کار خیر پر محمول کیا ہے ، ہاں یہ بات ضرور ہے جہاد بمعنی قتال کی نفی کرنا جائز نہیں ہے ، کیونکہ وہ بھی إعلاء کلمتہ اللہ کے لیئے ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے " صحیح بخاری " میں ایک باب قائم کیا ہے

[باب المشي إلى الجمعة]

اوراس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے " فی سبیل اللہ " والی روایت نقل کی ہے، جو عام طور طور پر " کتاب الجہاد " میں مُحدثین ذکر کرتے ہیں،

حدثنا علي بن عبد الله قال: حدثنا الوليد بن مسلم قال: حدثنا يزيد بن أبي مريم قال: حدثنا عباية بن رفاعة قال أدركني أبو عبس وأنا أذهب إلى الجمعة، فقال: سمعت النبي يقول: من اغبرت قدماه في سبيل الله حرمه الله على النار ۰

[صحيح البخاري ، كتاب الجمعة]

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ " سعی الی الجمعة " جمعہ کی نماز وخطبہ سننے کے لیئے جانا بھی " فی سبیل اللہ " میں داخل ہے۔اوراسی طرح دیگر محدثین وفقہاء وعلماء امت نے لفظ " فی سبیل اللہ " کو تمام خیر کے کاموں میں استعمال کیا ہے، لہذا تبلیغی جماعت والے حضرات اگر "فی سبیل اللہ " کی نصوص کو دعوۃ وتبلیغ کے کام پر محمول کریں تواس میں کوئی حرج نہیں ہے بالکل صحیح ہے، کیونکہ دعوۃ وتبلیغ کااہم ترین کام بھی " فی سبیل اللہ " کے مفہوم میں داخل وشامل ہے۔

علماء امت کی چند تصریحات اس بارے میں درج ذیل ہیں۔

قال ابن كثير رحمه الله :

"وأما في سبيل الله فمنهم الغزاة الذين لا حق لهم في الديوان، وعند الإمام أحمد والحسن وإسحاق والحج من سبيل الله للحديث" أ.هـ .[تفسير القرآن العظيم:ج2،ص366.]

وقال الخازن في تفسيره قوله تعالى "وفي سبيل الله ":

"وقال قوم: يجوز أن يصرف سهم سبيل الله إلى الحج يروى ذلك عن ابن عباس وهو قول الحسن وإليه ذهب أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه" أ.هـ .[لباب التأويل في معاني التنزيل:ج3،ص92.]

وقال الشوكاني في تفسيره قوله تعالى "وفي سبيل الله ".

"وقال ابن عمر هم الحجاج، والعمار، وروي عن أحمد وإسحاق أنهما جعلا الحج من سبيل الله" أ.هـ .

[فتح القدير: ج2،ص373.]

وقال الإمام القرطبي

"الثانية والعشرون قوله تعالى: "وفي سبيل الله" هم الغزاة وموضع الرباط –إلى أن قال وقال ابن عمر: الحجاج والعمار. ويؤثر عن أحمد وإسحاق رحمهما الله أنهما قال: سبيل الله الحج.

[الجامع لأحكام القرآن: ج8،ص185.]

قال الإمام الجصاص

"وإن أعطى حاجا منقطعا به أجزأ أيضاً وقد روي عن ابن عمر أن رجلاً أوصى بماله في سبيل الله فقال ابن عمر: إن الحج في سبيل الله فاجعله فيه وقال محمد بن الحسن في السير الكبير في رجل أوصى بثلث ماله في سبيل الله أنه يجوز أن يجعل في الحاج المنقطع به وهذا يدل على أن قوله تعالى "وفي سبيل الله" قد أريد به عند محمد الحاج المنقطع به وقد روي عن النبي –صلى الله عليه وسلم– أنه قال: الحج والعمرة من سبيل الله" أ.هـ .[أحكام القرآن: ج3،ص156 .]

وقال الإمام البخاري

باب قوله تعالى: "وفي الرقاب وفي سبيل الله" ويذكر عن ابن عباس رضي الله عنهما: يعتق من زكاة ماله ويعطى في الحج. وقال الحسن: إن اشترى أباه من الزكاة جاز ويعطي في المجاهدين والذي لم يحج، ثم تلا "إنما الصدقات للفقراء" الآية في أيهما أعطيت أجزأت. وقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن خالداً احتبس أدرعه في سبيل الله ويذكر عن أبي لاس: حملنا النبي –صلى الله عليه وسلم– على إبل الصدقة للحج" أ.هـ .[صحيح البخاري: ج2،ص104 .]

وقال الإمام الكاساني في معرض كلامه عن المراد من قوله تعالى: "وفي سبيل الله "

"وقال محمد: المراد منه الحاج المنقطع لما روي أن رجلا جعل بعيراً له في سبيل الله فأمر النبي –صلى الله عليه وسلم– أن يحمل عليه الحاج" أ.هـ .[بدائع الصنائع: ج2،ص45.]

وقال أبو الفرج بن قدامة في معرض كلامه عن المراد بقوله تعالى: "وفي سبيل الله ":

"وروي عنه أن الفقير يعطى قدر ما يحج به الفرض أو يستعين به فيه. يروى إعطاء الزكاة في الحج عن ابن عباس وعن ابن عمر الحج من سبيل الله وهو قول إسحاق لما روي أن رجلاً جعل ناقة له في سبيل الله فأرادت امرأته الحج فقال لها النبي –صلى الله عليه وسلم–: "اركبيها فإن الحج من سبيل الله" أ.هـ .[الشرح الكبير: ج2،ص702 .]

وقال الإمام البهوتي

"والحج من السبيل أيضاً روي عن ابن عباس وابن عمر لما روى أبو داود أن رجلا جعل ناقته في سبيل الله فأرادت امرأته الحج فقال لها النبي –صلى الله عليه وسلم–: "اركبيها فإن الحج من سبيل الله". فيأخذ إن كان فقيراً من الزكاة ما يؤدي به فرض حج أو فرض عمرة، أو يستعين به في أي فرض، الحج والعمرة لأنه يحتاج إلى إسقاط الفرض، وأما التطوع فله عنه مندوحة. وذكر القاضي جوازه في النفل كالفرض وهو ظاهر كلام أحمد والخرقي وصححه بعضهم لأن كلا من سبيل الله والفقير لا فرض عليه فهو منه كالتطوع" أ.هـ .[كشاف القناع: ج2،ص256 .]

وقال الإمام النووي ناسبًا القول بكون الحج من سبيل الله إلى الإمام أحمد ما نصه :

"وقال أحمد رحمه الله تعالى في أصح الروايتين عنه: يجوز صرفه إلى مريد الحج .

[المجموع: ج6،ص212، 213 .]

وقال الإمام الخازن في تفسيره

"وقال بعضهم إن اللفظ عام ولا يجوز قصره على الغزاة فقط ولهذا أجاز بعض الفقهاء صرف سهم سبيل الله إلى جميع وجوه الخير من تكفين الموتى وبناء الجسور والحصون وعمارة المساجد وغير ذلك قال لأن قوله: "وفي سبيل الله" عام فلا يختص بصنف دون غيره" أ.هـ .

[لباب التأويل: ج3،ص92 .]

وقال العلامة محمد جمال الدين القاسمي

"ثم ذكر تعالى الإعانة على الجهاد بقوله: "وفي سبيل الله" فيصرف على المتطوعة في الجهاد ويشترى لهم الكراع والسلاح .

قال الرازي: لا يوجب قوله: "وفي سبيل الله" القصر على الغزاة. ولذا نقل القفال في تفسيره عن بعض الفقهاء جواز صرف الصدقات إلى جميع وجوه الخير من تكفين الموتى وبناء الحصون وعمارة المساجد لأن قوله: "وفي سبيل الله" عام في الكل. انتهى .

ولذا ذهب الحسن وأحد وإسحاق إلى أن الحج من سبيل الله فيصرف للحجاج منه. قال في الإقناع وشرحه: والحج من سبيل الله نصا. وروي عن ابن عباس وابن عمر. لما روى أبو داود: أن رجلا جعل ناقة في سبيل الله. فأرادت امرأته الحج فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم "اركبيها فإن الحج من سبيل الله" فيأخذ إن كان فقيراً من الزكاة ما يؤدي به فرض حج أو عمرة، أو يستعين به فيه، وكذا في نافلتهما لأن كلا من سبيل الله. انتهى .

قال ابن الأثير: وسبيل الله عام يقع على كل عمل خالص سلك به طريق التقرب إلى الله تعالى بأداء الفرائض والنوافل وأنواع التطوعات وإذا أطلق فهو في الغالب واقع على الجهاد حتى صار لكثرة الاستعمال كأنه مقصور عليه. أنتهى .

وقال في التاج: كل سبيل أريد به الله عز وجل وهو بر داخل في سبيل الله" أ.ه

[محاسن التأويل: ج8،ص3181.]

مُحدثین کرام و مفسرین عظام و فقہاء امت و علماء کبار کی تصریحات سے واضح ہوا کہ " فی سبیل اللہ " سے کبھی حج و عمرہ بھی مراد ہوتا ہے، جیسا کہ اس حدیث میں فرمایا" الحج والعمرة في سبيل الله " رواه أحمد، اور کبھی والدین کی خدمت کو بھی " جہاد فی سبیل اللہ " کہا گیا، جیسا کہ اس روایت میں ہے عن عبدالله بن عمرو قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فاستأذنه فى الجهاد فقال أحَي والداك قال نعم قال ففيهما فجاهد ، رواه البخاري -

لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہے " فی سبیل اللہ " کا لفظ ہر کارِ خیر کو شامل ہے اور دعوت و تبلیغ کا اہم و عظیم عمل بھی اس میں بطریق اولی داخل ہے۔

وسوسہ = حیاۃ الصحابۃ ، خرافات اور جھوٹے قصوں اورموضوع اورجھوٹی وضعیف احادیث سے بھری ہے۔

جواب :

کتاب حَیاۃُ الصَّحابَۃ کا مختصرتعارف

[illegible] نے اس عظیم وضخیم کتاب کو تالیف کیا ہے جیسا کہ گذشتہ سطور میں آپ نے جماعت تبلیغ کے خلاف چند مشہور وساوس کو ملاحظہ کیا، اوران وساوس واکاذیب کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے چند جُہلاء بوجہ ضد وتعصب وعداوت وجہالت کے پھیلایا ہے، اگرچہ ان کے وساوس کو چند ناواقف جہلاء نے ہی قبول کیا ہے، اسی طرح ان وساوس واکاذیب کو فرقہ جدید کے کچھ جہلاء وحاسدین نے عرب میں تقریر وتحریر کی صورت میں پھیلایا، اگرچہ عرب میں بھی ان کے وساوس واکاذیب کو کوئی خاص ترقی نہیں ملی لیکن کچھ ناواقف لوگوں نے ان وساوس کو قبول بھی کیا، من جملہ ایسے لوگوں کے جنہوں نے تبلیغی جماعت کے خلاف خوب زہر اگلا۔
ایک سلفی شیخ جو عرب میں حمود بن عبداللہ التویجری کے نام سے معروف ہیں، اس شیخ نے { القول البليغ } کے نام سے ایک کتاب لکھی، اس کتاب میں یہ شیخ تبلیغی جماعت کے خلاف اپنے ایک شیخ سیف الرحمٰن الدہلوی نامی شخص سے تبلیغی جماعت کے خلاف جھوٹ وکذب نقل کرتا ہے، اور جماعۃ التبلیغ کو ایک گمراہ وشر وفتنہ وشرک وفسوق وعصیان والی جماعت قرار دیتا ہے، اور جماعۃ التبلیغ کو خیر وصلاح وفلاح وکتاب وسُنت سے کوسوں دور اور کتاب وسُنت کا دشمن کہتا ہے،، غرض ساری کتاب اس قسم کے اکاذیب وافترآت واتہامات سے بھری ہے، اسی کتاب (القول البلیغ) میں یہ شخص حمود بن عبداللہ التویجری کہتا ہے کہ

"وللتبليغيين كتاب أخر يعتمدون عليه ويجعلونه من مراجع أتباعهم من الأعاجم من الهنود وغيرهم ، وهو المسمى (حياة الصحابة) لمحمد يوسف الكاندهلوي ، وهو مملوء بالخرافات والقصص المكذوبة والأحاديث الموضوعة والضعيفة ، وهو من كتب الشر والضلال والفتنة " –[انتهى من منشورات دار الصميعي للنشر والتوزيع الرياض الطبعة الثانية1418هـ]

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ تبلیغیوں کی ایک دوسری کتاب بھی ہے جس پر وہ اعتماد کرتے ہیں، جس کو وہ ہند وغیرہ کے اپنے عجمی پیروکاروں کا مَرجع بناتے ہیں، جس کا نام (حیاۃ الصحابۃ) ہے جو محمد یوسف الکاندہلوی کی کتاب ہے، اور یہ کتاب (حیاۃ الصحابۃ) خرافات اور جھوٹے قصوں اور موضوع اور جھوٹی وضعیف احادیث سے بھری ہے، اور یہ کتاب (حیاۃ الصحابۃ) شر وضلال وفتنہ کی کتب میں سے ہے۔ (معاذاللہ)
یہ مختصر سی جھلک بُغض وحسد وحقد سے بھرپور آپ نے ملاحظہ کی، اس شخص نے اپنی کتاب میں تبلیغی جماعت کے خلاف بہت سی اکاذیب

واتہامات کو لکھا ہے، لیکن اس کی یہ عظیم تہمت و جھوٹ وافتراء کہ { کتاب " حیاۃالصحابۃ" شر وضلال وفتنۃ کی کتاب ہے } نے مجھے یہ تفصیل لکھنے پر مجبور کیا، اور عربی میں بھی بغرض اتمام حجت اہل علم اس کا جواب دے چکے ہیں۔

کتاب حَیاۃُ الصَّحَابَۃ کے مَصَادِر ومَراجِع

اسم الكتاب/المصنف

1. القرآن المجيد
2. تفسير القرآن---- إسماعيل بن عمر إبن كثير
3. ألدرُالمنثور في التفسير بالمأثور-- عبد الرحمن بن ابي بكرجلال الدين السيوطي
4. تفسير الطبري--- محمد بن جرير ابو جعفر الطبري
5. الجامع الصحيح-- محمد بن إسماعيل البخاري
6. التاريخ الكبير---- محمد بن إسماعيل البخاري
7. الأدب المفرد---- محمد بن إسماعيل البخاري
8. كتاب الضعفاء---- محمد بن إسماعيل البخاري
9. عمدة القاري في شرح البخاري---- محمود بن احمد بن موسى بدر الدين العيني
10. الجامع الصحيح ،للإمام مسلم--- مسلم بن حجاج بن مسلم النيسابوري ابي الحسين
11. الجماع الكبير، للترمذي--- محمد بن عيسى بن سورة ابي عيسى الترمذي
12. الشمائل النبوية---- محمد بن عيسى بن سورة ابي عيسى الترمذي
13. سنن ابن ماجة---- محمد بن يزيد الربعي القزويني إبن ماجة
14. المسند الصحيح ،لابن حبان--- يقال انه اصح من ابن ماجة، محمد بن حبان بن احمد بن حبان ولد في بست من بلاد سجستان
15. المسند--- لأحمد بن حنبل
16. الزهد----- لأحمد بن حنبل
17. فضائل الصحابة-- لأحمد بن حنبل
18. سنن المجتبى----- احمد بن علي النسائي
19. السنن الكبرى ----- احمد بن حسين البيهقي
20. السنن الصغرى----- احمد بن حسين البيهقي
21. دلائل النبوة----- احمد بن حسين البيهقي
22. الجامع المصنف في شعب الإيمان--- احمد بن حسين البيهقي
23. البعث والنشور---- احمد بن حسين البيهقي
24. البداية والنهاية--- إسماعيل إبن عمر إبن كثير
25. الآحاد والمثاني--- احمد إبن عمر الضحاك (ابن النبيل)
26. المسند------------- احمد إبن موسى (إبن مردوية)
27. الفوائد المنتخبة------ احمد إبن علي الخطيب البغدادي
28. المسند---------------- احمد إبن علي إبن مثنى (أبي يعلى)
29. المختصر في التاريخ--- احمد إبن داود الدينوري
30. الإصابة في تمييز أسماء الصحابة--احمد إبن علي بن حجر
31. لسان الميزان- احمد إبن علي بن حجر العسقلاني
32. فتح الباري شرح صحيح البخاري-- احمد إبن علي بن حجر
33. شرح معاني الآثار-- احمد إبن محمد إبن سلمه الطحاوي
34. التاريخ الكبير-- احمد إبن زهير بن خيثمة
35. حلية الأولياء وطبقة الأصفياء-- احمد إبن عبد الله بن نعيم
36. معرفة الصحابة-- احمد بن عبد الله إبن نعيم الاصبهاني
37. دلائل النبوة----- احمد بن عبد الله إبن نعيم الاصبهاني
38. فضائل الإعمال-- احمد بن محمد إبن إسحاق الدينوري المشهور بابن السني من تلامذة الإمام الشافعي

.39عمل اليوم والليلة-- لابن السني
.40البداية من الكفاية-- احمد بن محمود إبن ابي بكر نور الدين الصابوني الحنفي
.41مسند إبن راهوية-- إسحاق إبن إبراهيم إبن مخلد المروزي ابي يعقوب إبن راهوية
.42المجالسة وجواهر العلم -- احمد إبن مروان الدينوري المالكي ابي بكر القاضي
.43المؤتلف والمختلف-- احمد إبن مروان الدينوري المالكي ابي بكر القاضي
.44الفوائد--- تمام إبن محمد إبن عبد الله إبن جعفر ابي القاسم البجلي الرازي الدمشقي محدث دمشق في عصره
.45دلائل النبوة-- جعفر إبن محمد بن الحسن بن المستفاض ابي بكر الفرياني ، تركي الأصل استقبل في بغداد بالطبول يقال مجلسه كان يضم عشرة ألف نسمة
.46المسند في الحديث-- الحسن إبن سفيان بن عامر الشيباني النسوي ابي العباس محدث خرسان في عصره
.47شرح السنة-- حسين بن مسعود بن محمد الفراء أو ابن الفراء محي السنة البغوي
.48الأموال-- حميد بن مخلد (زنجوية) بن قتيبة الازدي النسائي ،اظهر الحديث بنسا.
.49الحكم والأمثال-- حسن إبن عبد الله إبن سعيد العسكري ابي احمد
.50فضائل الصحابة-- خيثمة بن سليمان إبن حيدرة القرشي الطرابلسي حافظ زمانه محدث الشام
.51بذل المجهود في حل ابي داؤد-- محي السنة في بلاد الهند الشيخ خليل احمد الايوبي ابي إبراهيم الهندي مدفون بالبقيع، شيخ محمد الياس الكاندهلوي
.52التاريخ للعصفري-- خليفة بن الخياط بن خليفة العصفري البصري ابي عمرو ويعرف (بشباب)
.53الطبقات للعصفري—العصفري
.54التجريد للصحاح السته-- رزين بن معاوية إبن عمار السرقطي الأندلسي إمام الحرمين توفي بمكة
.55صحيح المنتقى-- سعيد إبن عثمان إبن سعيد ابن السكن البغدادي ابي علي
.56السنن، احد الكتب الستة--- لابي داؤد سليمان إبن الاشعث السجستاني إمام اهل الحديث في زمانه انتخب 480 حديث من نصف مليون حديث.
.57المراسيل--- لابي داؤد سليمان إبن الاشعث السجستاني إمام اهل الحديث
.58المعجم الصغير-- سليمان إبن احمد بن أيوب الطبري
.59المعجم الأوسط--- سليمان إبن احمد بن أيوب الطبري
.60المعجم الكبير----- سليمان إبن احمد بن أيوب الطبري
.61دلائل النبوة--- سليمان إبن احمد بن أيوب الطبري
.62المسند، للطيالسي--- سليمان بن داؤد الجارود (ابي داؤد الطيالسي) فارسي الاصل سكن البصرة ، قال اسرد 30 ألف حديث ولا فخر
.63الفتح الكبير-- سيف إبن عمر الاسدي التميمي من أصحاب السير كوفي الأصل
.64المسند-- عبد الله عبد الرحمن إبن فضل الدرامي السمرقندي ابي محمد
.65المسند--- عبد إبن حميد بن نصر الكسي ابي محمد قيل اسمه عبد الحميد
.66المنتقى لابن الجارود--- عبد الله إبن الجارود ابي محمد النيسابوري توفي بمكة
.67الرقائق-- عبد الله بن المبارك إبن وضاح الحنظلي ، شيخ الاسلام المجاهد
.68المعرفة، لعبدان---- عبد الله بن عيسى المروزي ابي محمد المعروف بعبدان
.69كتاب الجوع ، ابن ابي الدنيا-- عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان ، ابن ابي الدنيا القرشي الاموي
.70دلائل النبوية ابن ابي الدنيا-- عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان ، ابن ابي الدنيا القرشي الاموي
.71المسند، لابي بكر بن شيبة--- عبد الله بن محمد بن ابي شيبة العبسي
.72المصنف في الأحاديث والآثار---- عبد الله بن محمد بن ابي شيبة العبسي
.73أخلاق النبي وآدابه--- عبد الله بن محمد بن جعفر ابن حبان الاصبهاني ابي محمد يقال له ابو الشيخ
.74نصب الراية في تخريج احاديث الهداية --- عبد الله بن يوسف بن محمد الزيلعي ابي محمد جمال الدين
.75المسند لابن ابي حاتم---- عبد الرحمن بن محمد بن ابي حاتم بن إدريس بن المنذر التميمي الحنظلي الرازي
.76المصنف في الحديث----- عبد الرزاق ين همام بن نافع الحميري ،ابي بكر الصنعاني
.77المستخرج من كتب (الحديث للتذكرة والمستطرف من احوال الرجال للمعرفة) لابن مندة----- عبد الرحمن بن محمد بن إسحاق ابن مندة العبدي الاصبهاني ابي القاسم حافظ مؤرخ جليل القدر واسع الرؤية.
.78شرف المصطفى---- عبد الرحمن بن الحسن الاصبهاني النيسابوري ابي سعد
.79السنن للدار قطني----- علي بن عمر بن احمد بن مهدي الدارقطني الشافعي---
.80مجمع الزوائد ومنبع الفوائد------ علي بن ابي بكر بن سليمان الهيثمي نور الدين ابي الحسن المصري
.81كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال----- علي بن عبد الملك حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي المشهور

بالمتقي
.82مختصر كنز العمال ----- علي بن عبد الملك حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي المشهور بالمتقي
.83السيرة النبوية للمدائني--- علي بن محمد بن عبد الله ابي الحسن المدائني
.84ناسخ الحديث ومنسوخة لابن شاهين---- عمر بن احمد بن عمر بن شاهين له 300مصنف
.85السنة----- عمر بن احمد بن عمر بن شاهين له 300مصنف
.86الترغيب والترهيب---- عبد الملك بن هشام الحميري المعافري
.87السيرة لابن هشام-- عبد الملك بن هشام الحميري المعافري
.88فتوحات مصر والمغرب والأندلس--- عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الحكم ابي القاسم مؤرخ من أصحاب الحديث مصري الولادة والوفاة
.89(الكامل في معرفة الضعفاء والمتروكين) لابن القطان أو ابن عدي----- عبد الله بن عدي بن عبد الله بن محمد بن المبارك ابن القطان الجرجاني أو ابن عدي
.90المسند لأبي زرعه الرازي----- عبد الله بن عبد الكريم بن يزيد ابي زرعه بن فروخ الرازي جالس احمد بن حنبل يحفظ مائة ألف حديث
.91التاريخ وعلل الرجال----- عبد الرحمن بن عمرو بن عبد الله بن صفوان النصري ابي زرعه الدمشقي من أئمة الحديث في زمانه
.92الجماع في الحديث لابن وهب----- عبد الله بن وهب بن مسلم الفهري المصري من أصحاب الإمام مالك
.93 (الابانة عن اصول الديانة) للسجري--- عبيد الله بن سعيد بن حاتم السجري الوائلي اصله من سجستان ونسبته اليها من غير قياس
.94الزوائد----- عبد الله بن الإمام احمد بن حنبل
.95زوائد المسند---- عبد الله بن الإمام احمد بن حنبل
.96 (الجامع المستفيض في فضائل الاقصى) لابن عساكر--- القاسم بن علي بن الحسن ابن هبة الله ابي محمد المعروف بابن عساكر الدمشقي
.97الغريب المصنف في غريب الحديث والآثار ، للهروي--- القاسم بن سلام الهروب ابي عبيد من أهل هرة مكث في تاليف مصنفه 40 عام وأول من ألف في هذا الفن
.98الأموال----- القاسم بن سلام الهروب ابي عبيد من أهل هرة
.99الموطأ---لإمام مالك إمام دار الهجرة
.100السيرة النبوية،لابن إسحاق---- محمد بن إسحاق بن بشار المطلبي من اقدم المؤرخين من اهل المدينة
.101تاريخ الإسلام الكبير ، للذهبي---- محمد بن احمد بن عثمان بن قيماز الذهبي شمس الدين
.102المسند للفرياني ---- محمد بن يوسف بن واقد الضبي ، تركي الاصل ابي عبد الله الفرياني
.103المسند، لمسدد------ مسدد بن سرهد بن سربل الاسدي أول من صنف المسند بالبصرة
.104المغازي----- محمد بن عائذ بن احمد الدمشقي
.105مسند الشافعي-- محمد بن إدريس الشافعي
.106تاريخ الأمم والملوك، تاريخ الطبري-- محمد بن جرير ابو جعفر الطبري
.107مسند الروياني---- محمد بن هارون الروياني
.108جمع الفوائد من (جامع الاصول ومجمع الزوائد) ----- محمد بن سليمان ابن الفاسي بن طاهر الروداني السوسي المكي شمس الدين محدث المغرب مالكي ولد بسوس
.109نوادر الاصول في أحاديث الرسول ----- محمد بن علي بن الحسن بن بشر من أهل ترمذ
.110الطبقات الكبرى--- محمد بن سعد بن منيع الزهري سكن بغداد عدل عند الخطيب البغدادي
.111الإشراف على مذهب أهل العلم لابن المنذر---- محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري توفي بمكة
.112السنن، للدولابي---- محمد بن المصباح ابي جعفر المزني الدولابي البزار روى عنه الإمام البخاري 12 حديث ومسلم 20 حديث واخذ منه احمد بن حنبل
.113مختصر المختصر ، لابن خزيمة----- المسمى بصحيح ابن خزيمة، محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي إمام نيسابور لقبه السبكي بإمام الأئمة
.114كتاب المغازي--- موسى بن عقبة بن عياش الاسدي من اهل المدينة قال احمد عليكم بمغازي ابن عقبة
.115 (ذيل تاريخ بغداد) لابن الخطيب----- محمد بن محمود بن الحسن بن هبة الله بن محاسن ، محي الدين بن النجار مؤرخ من اهل بغداد
.116التاريخ، للسراج--- محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن مهران الثقفي نسب لعمل السروج
.117مسند، السراج--- محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن مهران الثقفي نسب لعمل السروج

118.مشكاة المصابيح---- محمد بن عبد الله العمري ابن عبد الله ولي الدين التبريزي
119.المستدرك على الصحيحين---- محمد بن عبد الله بن حمدوية المشهور بالحاكم يعرف بابن البيع ابي عبد الله
120.المغازي النبوية ، للواقدي--- محمد بن عمر بن واقد السهمي من الحفاظ
121.الكنى ، للكرابيسي ---- محمد بن محمد بن احمد ابي احمد النيسابوري الكرابيسي القزويني ، الحاكم الكبير ويعرف بابي احمد الحاكم
122.المسند،للداوردي العدني ----- محمد بن يحيى بن ابي عمر ابي عبد الله العدني الداوردي يقال له ابي عمر، قاضي عدن
123.المسند الكبير، للشاشي--- هيثم بن كليب بن سريع الشاشي ابي سعيد محدث من وراء النهر
124.شرح السنة، اللانكائي---- هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللنكائي
125.كتاب الزهد،لابن السري----- هناد بن السري بن مصعب الدرامي شيخ الكوفة وزاهدها
126.مسند ابي عوانة---- يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري ابي عوانة،احد حفاظ الدنيا عند ياقوت
127.المغازي--- يحيى بن سعيد بن فروخ القطان التميمي ابي سعيد من اقران الامام مالك قال عنه شعبة من اهل الصدق
128.الاسيعاب في تراجم الصحابة---- يوسف بن عبد الله بن عبد البر القرطبي حافظ المغرب)
129.جامع بيان العلم وفضله-----يوسف بن عبد الله بن عبد البر القرطبي حافظ المغرب)
130.الفتن والملاحم ------ نعيم بن حماد بن معاوية المروزي
131.المغازي ،للوليد بن مسلم--- الوليد بن مسلم الموي الدمشقي ابي العباس عالم الشام في عصره من الحفاظ لہ 70 مصنف في الحديث

یہ ہے وہ عظیم ولازوال کتب کا خزانہ جن کو سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی گئی

چند ضروری ملاحظات

1. حضرت العلامہ الشیخ محمد یوسف الکاندھلوی رحمہ اللہ نے اپنی اس عظیم کتاب میں ہر حدیث اور قصہ کا انتہائی کامل امانت ودیانت کے ساتھ حوالہ لکھا ہے، اور اوپر فہرست میں جن کتابوں کا نام ذکر ہوا، انہی کتابوں سے حضرت الشیخ اخذ کرتے ہیں۔
2. حضرت العلامہ الشیخ محمد یوسف الکاندھلوی رحمہ اللہ نے اپنی اس عظیم کتاب میں علمی امانت کا بھرپور حق ادا کیا، کہ بوقت ضرورت ہر حدیث یا اثر یا قصہ کے بعد صحۃ وضُعف کے اعتبار سے اہل علم کی آراء واقوال بھی نقل کرتے ہیں، جو کہ حضرت الشیخ علمی تبحر ودقت وامانت کی واضح دلیل ہے۔
3. حضرت العلامہ الشیخ محمد یوسف الکاندھلوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے علم وبصیرت وفراست ایمانی سے نوازا تھا، اس لیئے اِمراض روحانی کو وہ جانتے تھے، اور وہ جانتے تھے کہ بصر وبصیرت کے اندھے اور حسد وعداوت وجہالت میں ڈوبے لوگ اس کتاب پر طعن وتشنیع کریں گے، اس لیئے صحابہ کرام کے واقعات وقصص کو اپنی اسلوب وشخصی ذوق کے مطابق نقل نہیں کیا، بلکہ ایک مستقل عنوانات کے تحت ابواب لکھے، پھر ان عنوانات کے تحت انتہائی امانت کے ساتھ قصہ اور واقعہ باحوالہ لکھا۔
4. لیکن حضرت العلامہ الشیخ محمد یوسف الکاندھلوی رحمہ اللہ کو علم نہیں تھا کہ کتاب (حیاۃ الصحابۃ) میں اس انتہاء درجہ امانت وصدق واخلاص کے بعد بھی کچھ لوگ ایسے آئیں گے جن کو حسد وحقد وبغض وعداوت نے اندھا کردیا وہ لوگ اس کتاب کو شر وضلال وفتنۃ کی کتاب کہیں گے (معاذاللہ)
5. اس شخص نے اپنی باطل وکاذب تہمت سے صرف کتاب (حیاۃ الصحابۃ) کو متہم نہیں کیا بلکہ اس تہمت شنیعہ کا نشانہ وہ (131 کتب بھی بنتے ہیں، جن کو سامنے رکھ اس کتاب عظیم کو تالیف کیا گیا ہے۔

6. اس کتاب عظیم مرجع یہی (131) کتب ہیں، اور کوئی کتاب نہیں ہے۔
7. اور جب اس کتاب کے مراجع و مآخذ یہ (131) کتب ہیں، اور یہ کتب تمام امت مسلمہ اور جمیع علماء اہل سنت کے مراجع ہیں، لہٰذا یہ کہنا کہ یہ جماعۃ التبلیغ کا مرجع ہیں، محض حسد و بغض و تعصب و جہالت ہے۔
8. دین الاِسلام ایک عالمگیر دین ہے، عرب و عجم سب کے لیئے ہے، اور اس دین متین کی خدمت و نصرت عرب و عجم سب نے کی ہے، حتی علمی میدان میں عجم کی خدمات عرب سے زیادہ ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا (131) کتب کی فہرست میں واضح ہے، حتی کہ ارباب صحاح ستہ بھی عجمی ہیں، لہٰذا یہ کہنا کہ کتاب (حیاۃ الصحابۃ) تبلیغی جماعت کے عجمی پیروکاروں کا مرجع ہے، محض جھوٹ وحسد و تعصب پر مبنی ہے۔
9. کتاب (حیاۃ الصحابۃ) پوری امت مسلمہ کی کتاب ہے، صرف تبلیغی جماعت کے ساتھ خاص نہیں، کیونکہ کتاب کے مراجع و مصادر پوری امت مسلمہ کے ہیں۔
10. آخری اور اہم بات کتاب (حیاۃ الصحابۃ) پر طعن و تشنیع دراصل اس کتاب کے مذکورہ بالا (131) مراجع پر طعن و تشنیع ہے، کیونکہ کتاب کا سارا مواد انہیں کتب سے ماخوذ ہے، اور جو شخص ان مصادر پر طعن کرے اس کا کیا حکم ہے؟؟ اس کا جواب اِہل العلم ہی دے سکتے ہیں اور میں یہ بات انتہائی یقین سے کہتا ہوں کہ وہ شخص جس نے کتاب (حیاۃ الصحابۃ) کو شر وضلال و فتنہ کی کتاب کہا اور اس کی تقلید میں کئی اور لوگوں نے بھی کہا یہ شخص اگر بغض وحسد و تعصب کی عینک اتار کر کتاب (حیاۃ الصحابۃ) کو پڑھتا اور اس کے مصادر و مراجع کو دیکھتا تو کبھی یہ تہمت شنیعہ و مقولہ کاذبہ نہ بولتا، باقی سب کچھ جاننے کے بعد اگر کوئی یہ طعن و تشنیع کرے تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے ہرجمعہ کی رات کواجتماع کرتے ہیں۔ یعنی شب جمعہ کواجتماع ہوتا ہے جس میں بیانات ہوتے ہیں ، سب تبلیغی اس میں جمع ہوتے ہیں ، یہ بھی بدعت ہے اس کا کوئ ثبوت نہیں ہے ۔

جواب = یہ وسوسہ بھی جہالت پر مبنی ہے، کیونکہ لوگوں کی تعلیم وتدریس اور وعظ و نصیحت کے لیئے کوئی دن مقرر کرنا بالکل جائز اور نصوص سے ثابت ہے، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہر جمعرات کے دن وعظ و نصیحت وبیان کرتے تھے، ایک آدمی نے کہا اے اِبا عبدالرحمٰن ہم آپ کے بیان ووعظ کو بہت پسند کرتے ہیں، اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہر دن ہمیں بیان ووعظ کیا کریں، توحضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے توکوئی مانع نہیں کہ میں ہر دن تم لوگوں کو بیان اور وعظ کروں لیکن یہ

خوف ہے تم تنگ نہ ہو جاو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمیں وعظ اس طرح کرتے یعنی ہمیں وعظ وبیان کرنے میں ہمارے اوقات کی رعایت کرتے تھے، ہر دن نہیں کرتے تھے تاکہ ہم تنگ نہ ہو جائیں۔

یہ صحیحین کی حدیث کا مفہوم ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر اس طرح باب قائم کیا ہے

(من جعل لأهل العلم أياما معلومة)

اور دوسرا باب اس طرح باب قائم کیا ہے

{،باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولهم بالموعظة والعلم كي لا ينفروا} ۔

باب: من جعل لأهل العلم أياما معلومة.

حدثنا عثمان بن أبي شيبة قال: حدثنا جرير، عن منصور، عن أبي وائل قال:
كان عبد الله يذكر الناس في كل خميس، فقال له رجل: يا أبا عبد الرحمن، لوددت أنك ذكرتنا كل يوم؟
قال: أما إنه يمنعني من ذلك أني أكره أن أملكم، وإني أتخولكم بالموعظة، كما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولنا بها، مخافة السآمة علينا (.كتاب العلم للبخارى)

باب: ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولهم بالموعظة والعلم كي لا ينفروا.

حدثنا محمد بن يوسف قال: أخبرنا سفيان، عن الأعمش،عن أبي وائل، عن ابن مسعود قال:كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولنا بالموعظة في الأيام كراهة السآمة علينا.

حدثنا محمد بن بشار قال: حدثنا يحيى بن سعيد قال: حدثنا شعبة قال: حدثني أبو التياح، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال(يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا)۔

اور صحیح مسلم میں (باب الاقتصاد في الموعظة) کے تحت یہ حدیث موجود ہے۔

باب الاقتصاد في الموعظة

حدثنا أبو بكر ابن أبي شيبة حدثنا وكيع وأبو معاوية ح وحدثنا ابن نمير واللفظ له حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن شقيق قال كنا جلوسا عند باب عبد الله ننتظره فمر بنا يزيد بن معاوية النخعي فقلنا أعلمه بمكاننا فدخل عليه فلم يلبث أن خرج علينا عبد الله، فقال إني أخبر بمكانكم فما يمنعني أن أخرج إليكم إلا كراهية أن أملكم إن رسول الله كان يتخولنا بالموعظة في الأيام مخافة السآمة علينا ۔

وحدثنا إسحاق بن إبراهيم أخبرنا جرير عن منصور ح وحدثنا ابن أبي عمر واللفظ له حدثنا فضيل بن عياض عن

منصور عن شقيق أبي وائل قال: كان عبد الله يذكرنا كل يوم خميس، فقال له رجل يا أبا عبد الرحمن إنا نحب حديثك ونشتهيه ولوددنا أنك حدثتنا كل يوم، فقال: ما يمنعني أن أحدثكم إلا كراهية أن أملكم إن رسول الله كان يتخولنا بالموعظة في الأيام كراهية السآمة علينا ٠

٠قال النووي في شرح مسلم " :ومعنى يتخولنا يتعاهدنا هذا هو المشهور فى تفسيرها قال القاضي وقيل يصلحنا وقال بن الأعرابى معناه يتخذنا خولا وقيل يفاجئنا بها وقال أبو عبيد يدللنا وقيل يحبسنا كما يحبس الانسان خوله وهو يتخولنا بالخاء المعجمة عند جميعهم إلا أبا عمرو فقال هي بالمهملة أى يطلب حالاتهم واوقات نشاطهم وفى هذا الحديث الاقتصاد فى الموعظة لئلا تملها القلوب فيفوت مقصودها " انتهى.

وقال ابن حجر في الفتح " : وفيه رفق النبي صلى الله عليه و سلم بأصحابه وحسن التوصل إلى تعليمهم وتفهيمهم ليأخذوا عنه بنشاط لا عن ضجر ولا ملل ويقتدي به في ذلك فان التعليم بالتدريج اخف مؤنة وادعى إلى الثبات من اخذه بالكد والمغالبة " بعض النصوص المبينة والضابطة لحكم توقيت الوعظ، وتعليق بعض العلماء عليها:قوله: (كان يتخولنا) بالخاء المعجمة وتشديد الواو، قال الخطابي: الخائل بالمعجمة هو القائم المتعهد للمال، يقال خال المال يخوله تخولا إذا تعهده وأصلحه.

والمعنى كان يراعي الأوقات في تذكيرنا، ولا يفعل ذلك كل يوم لئلا نمل.

حاصل کلام یہ کہ لوگوں کی وعظ ونصیحت وارشاد و تعلیم وتعلم کے لیئے کوئی دن متعین کرنا جائز ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ،اور تبلیغی جماعت کاشب جمعہ کااجتماع بھی اسی قبیل سے ہے،اور شب جمعہ کے اجتماع میں لوگوں کے حالات کی رعایت بھی ہے، جمعہ چھٹی کا دن ہوتا ہے، جس میں تمام یا اکثر احباب کی حاضری آسان ہوتی ہے،

اورساتھ ہی جمعہ اور شب جمعہ کی فضائل وبرکات کے حصول کاحرص بھی ہے، لہٰذا اس کو بدعت کہنا جہلاء کا کام ہے، اللہ تعالی عوام کو ان جہلاء کے وساوس سے محفوظ رکھے ۔

فضائل اعمال اور صدقات میں موجود اولیاء اللّٰہ اورصالحین کے واقعات واقوال وکرامات پر اعتراض

میری معلومات کے مطابق جماعۃ التبلیغ کے خلاف فرقہ جدید اہل حدیث کی طرف سے سب سے اِشد اور سخت ترین شبہ اور وسوسہ جو پیش کیا جاتا ہے، وہ (تبلیغی نصاب، فضائل اعمال، فضائل صدقات) وغیرہ کتب میں موجود اولیاء اللہ اور صالحین کے کچھ واقعات واقوال و کرامات ہیں، جن کو لے کر یہ لوگ شور مچاتے ہیں اور عوام کو گمراہ کرتے ہیں، اوراس بناپر ان کتب کو خرافات واکاذیب واساطیر والف لیلیٰ کی کہانیاں قرار دیتے ہیں، اور پھر عوام کو مزید گمراہ کرنے کے لیئے ان واقعات و کرامات پر مبنی عبارات کو اپنی خود ساختہ معنی ومفہوم کا جامہ پہناتے ہیں ،اوراپنی طرف سے اس عبارت پر عنوان لگاتے ہیں، اور پھر عوام کو باور کراتے ہیں کہ دیکھو یہ تبلیغی جماعت کااوران کے بڑوں کا عقیدہ ہے، اورکئی ناواقف لوگوں کو اسی انداز سے گمراہ کیا جاتا ہے، اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ (تبلیغی نصاب،) وغیرہ کتب میں موجود کرامات

وحکایات اولیاء وصالحین کو نہیں مانتے تو نہ مانو لیکن اس کی وجہ سے پوری جماعت کو ضال ومضل اور خیر وہدایت سے دور قرار دینا اور شرک وبدعت کے فضول فتوے جھاڑنا اور عوام کو گمراہ کرنا کہاں کا انصاف ہے ؟؟
اور پھر یہ کہ تمہارا یہ رویہ اور انداز صرف اور صرف (تبلیغی نصاب) یا علماء دیوبند کی دیگر کتب میں موجود کرامات اولیاء کے ساتھ ہی کیوں ہے ؟؟ اگر بالفرض تمہارا یہ اصول وموقف وعقیدہ ونظریہ ہے تو پھر انصاف ودیانت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس طرح کے کرامات وحکایات واقوال جس شخص کی کتاب میں بھی ہوں تو تم اس پر بھی وہی حکم وفتوی لگاؤ جو تبلیغی جماعت اور اس اور اس کے اکابر اور ان کی کتابوں پر لگاتے ہو، آپ یقین جانیں یہ کبھی بھی اپنے اس اصول پر قائم نہیں رہ سکتے، بس عوام کو بے راہ کرنے کے لیئے توحید وسنت کے ظاہری نعرے لگاتے رہتے ہیں۔
شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کو فرقہ جدید اہل حدیث کے سب اکابر خصوصا اور باقی بھی عموما اپنا شیخ وامام تسلیم کرتے ہیں، اور ان کے منہج وتعلیمات ونظریات وفتاوی جات کو قرآن وسنت کے عین مطابق سمجھتے ہیں، اور عرب کے تمام سلفی حضرات کا تو ان دونوں کی امامت وجلالت وثقاہت پر اجماع ہے، حتی کہ وہ تو سلفی منہج کی بنیاد ہی ان دو حضرات کی تعلیمات ونظریات پر رکھتے ہیں، اس لیئے شیخ الاسلام کی چند عبارات اس بارے میں ذکر کرتا ہوں، تصوف وصوفیہ وکرامات وغیرہ سے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن القیم کے آراء واقوال پر مبنی تفصیلی مضمون اس سے قبل اسی فورم پر میں لکھ چکا ہوں۔

1. شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ولي صالح جب کسی چیز کو کہتا ہے (کن فیکون} ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے، اور یہ استدلال ایک اثر سے کرتے ہیں۔

قال ابن تيمية في مجموع الفتاوى "376/4، 377"متحدثا عن الحديث القدسي فقال:

"وقد جاء فى الاثر " ياعبدى أنا أقول للشيء كن فيكون أطعنى أجعلك تقول للشيء كن فيكون يا عبدى انا الحى الذى لا يموت أطعنى أجعلك حيا لا تموت "وفي أثر أن المؤمن تأتيه التحف من الله من الحى الذى لا يموت الى الحى الذى لا يموت "فهذه غاية ليس وراءها مرمى كيف لا وهو بالله يسمع وبه يبصر وبه يبطش وبه يمشى فلا يقوم لقوته قوة " اهـ

اب آپ دیکھیں اس طرح کی بات علماء دیوبند کی کسی کتاب ورسالہ میں نظر آجائے، تو فورا فرقہ جدیدہ کے علمبردار شرک وبدعت کے تیر برسانے شروع کر دیتے ہیں، اب توحید وسنت کے ان متوالوں سے گذارش ہے کہ شیخ الاسلام کے بارے کیا حکم ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ولی صالح کو { کن فیکون } کی قدرت بھی حاصل ہو جاتی ہے ؟؟؟ اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ شیخ الاسلام یہ بات اپنی مجموع الفتاوی میں فرماتے ہیں کسی عام کتاب میں نہیں،
فرقہ جدیدہ کے علمبردار زہر کا پیالہ پي لیں گے لیکن شیخ الاسلام کی اس عبارت پر کبھی بھی وہ حکم نہیں لگائیں گے جو علماء دیوبند اور ان کی کتب پر لگاتے ہیں، اللہ تعالی عوام کو ان کی چالبازیاں سمجھنے کی توفیق دے۔

2. شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء مُردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

قال ابن تيمية في كتاب النبوات "ص 298".

"وقد يكون إحياء الموتى على يد أتباع الأنبياء كما وقع لطائفة من هذه الأمة"

3. مردہ گدھے کا زندہ کرنا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ نخع کا ایک آدمی تھا، اس کا گدھا راستے میں مر گیا، تو اس کے ساتھیوں نے اس کو کہا کہ آجاؤ ہم تیرا سامان اپنی سواریوں پر رکھتے ہیں، تو اس آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے چھوڑ دو تھوڑی دیر کے لیئے، پھر اس نے اچھے طریقے سے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی، اور اللہ تعالی سے دعا کی، پس اللہ تعالی نے اس گدہے کو زندہ کر دیا، پس اپنا سامان گدھے پر رکھ دیا۔

ويقول ايضا مجموع فتاوى ابن تيمية "ج11 ص 281"

:ورجل من النخع كان له حمار فمات في الطريق فقال له أصحابه:هلم نتوزع متاعك على رحالنا ، فقال لهم: أمهلوني هنيئة ، ثم توضأ فأحسن الوضوء وصلى ركعتين ودعا الله تعالى فأحيا حماره فحمل عليه متاعه.

4. مردہ گھوڑے کا زندہ کرنا

ويقول ابن تيمية أيضاً :مجموع الفتاوى ابن تيمية "ج11 ص 280"

وصلة بن أشيم مات فرسه وهو في الغزو ، فقال اللهم لا تجعل لمخلوق عليّ منة ودعا الله عز وجل فأحيا له فرسه ٠

5. حضرت سعید بن المسیب کا ایام حَرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے نمازوں کے اوقات میں اذان سنتے تھے۔

وكان سعيد ين المسيب في أيام الحرة يسمع الأذان من قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم في أوقات الصلوات، وكان المسجد قد خلا، فلم يبق غيره ٠

(الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان)

اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن القیم کے آراء واقوال بکثرت ہیں، بلکہ ان کی مستقل کتب ہیں، بطور مثال یہ عرض

کر دیا، اب فرقہ جدید میں شامل عوام سے درخواست سے ہے اپنے کسی شیخ کی سچائیٔ وانصاف جانچنے کے لیئے مذکورہ بالا کرامات میں سے کوئی ایک اس کو سناو، اور اس کو کہو کہ یہ میں نے علماء دیوبند کی کتاب میں پڑھا ہے، پھر دیکھنا کہ شیخ صاحب کیا حکم لگاتے ہیں ؟؟؟ اور اگر تم یہ کہہ دو کہ یہ تو شیخ الاسلام کی فتاوی میں لکھا ہے تو وہ یا تو انکار کر دے گا، یا پھر بات کو توڑ مروڑ کے ادھر ادھر کر دے گا اور تاویلیں کرنے لگے گا۔

هداهم الله وإيانا الى السواءالسبيل

کـرامـات الأولـيـاء

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی نئی ایڈیشن میں شامل کچھ جہلاء نے کرامات اولیاء کو لے کر اس کو عقیدہ علماء دیوبند کا نام دے کر ان پر شرک وبدعت کے فتوے لگائے اور اس طرح عوام الناس کو گمراہ کیا، اس باب میں بہت ساری مثالیں ہیں طریقہ کار ان کا یہ ہوتا ہے کہ کرامت پر مبنی کوئی واقعہ پڑھتے ہیں پھر عوام کو باور کراتے ہیں کہ یہ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے، حالانکہ کرامت کوئی عقیدہ نہیں ہوا کرتا بلکہ از خود صوفیہ کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ

"ألإستـقـامة فـوق الـكـرامة " شریعت پر استقامت اور عمل کرامت سے افضل ہے اور اصل کرامت اتباع سنت ہی ہے، اور کرامت ایک زائد چیز ہے۔

أهـل سـنـت والـجـمـاعـت اورکـرامـات الأولـيـاء

أهـل سنت والـجـمـاعـت اور عـلـمـاء أحـنـاف کا یہ معروف ومسلمہ عقیدہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالی وحی کے ذریعے اِنبیاء علیہم السلام کو بہت سے غیبی اور مخفی حقائق سے مطلع فرماتا ہے، اسی طرح اپنے سچے متبعین صالحین (اِولیاءِاللہ) بندوں کو کشف والہام اور رویاء صالحہ صادقہ وغیرہ پوشیدہ امور کی اطلاع کبھی کبھی من جانب اللہ تعالی ہو جاتی ہے لیکن یہ فرق ضرور ہے کہ اِنبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی جن حقائق ورموز سے آگاہ کیا جاتا ہے وہ مبنی بر حقیقت یقینی اور قطعی ہوتی ہیں لیکن اِولیاءِاللہ کا کشف والہام یقینی اور قطعی نہیں ہوتا بلکہ اس میں کبھی کبھی غلطی اور غلط فہمی ہو سکتی ہے اور حجت شرعی بھی نہیں ہے۔

تـعـریـف کـرامـت

جس طرح اِللہ تعالی اِنبیاء علیہم السلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لیئے ان کے ہاتھوں پر خوارق کا اظہار فرماتا ہے جن کو " مُـعـجِـزات " کہا جاتا ہے اسی طرح کبھی کبھار اپنے سچے متبعین صالحین اِولیاءِاللہ کی مقبولیت وقرب ظاہر کرنے کے لیئے ان کے

ہاتھوں پر خوارق کاظاہر فرماتا ہے جن کو کـــرامـات کہا جاتا ہے۔
اِہل باطل واِہل بدعت اگران خوارق کو علم غیب یااستمداد واستغاثہ عن غیر اللہ یاعقیدہ وغیرہ کا نام دیں توماسوائے جہالت وحماقت کے کیا کہا جاسکتا ہے، حالانکہ یہ بات روزروشن کی طرح ثابت وواضح ہے کہ کسی ولی کے ہاتھ پر جو کرامت ظاہر ہوتی ہے، وہ دراصل اس ولی کا فعل وتصرف نہیں ہوتا بلکہ قدرت وتصرف اللہ تعالی کی ہوتی ہے ہاتھ ولی کا ہوتا ہے ولی صرف مَظْہَر ہوتا ہے فقط۔

حقیقی ومعنوی کـرامـت

آدمی کا کوئی فعل کوئی عمل وحرکت وسکون خلاف شرع واقع نہ ہو، کبائر وصغائر حتی کہ لایعنی وفضول اعمال سے بھی اجتناب کرے، اوراتباع سنت وعشق رسالت کاکامل نمونہ ہو۔

حِسّی کـرامـت

مثال پانی پرچلنا، ہوامیں اڑنا، اشیاء خوردنی کابڑھنا، آوازکا دورتک پہنچنااورسننا وغیرہ عوام لوگ اسی کو کمال شمار کرتے ہیں، حالانکہ درحقیقت اصل کمال کـرامـت معنوی ہے، یعنی شریعت پرمستقیم رہنا، مکارم اخلاق کاخوگررہنا، اعمال صالحہ کی پابندی اوربے تکلفی سے ان کا صادر ہونا، اوراتباع سنت کاکامل اہتمام، غرض تمام اخلاق حمیدہ سے اپنے نفس وقلب کومزین کرنا اور تمام اخلاق رذیلہ واعمال سیئہ سے اپنے نفس وقلب کو پاک کرنا، یہی اصل وحقیقی کرامت ہے ۔

حَـد کـرامـت

بعض علماء نے کرامت کی قوت ایک خاص حدتک معین کی ہے، اورجوامورنہایت عظیم ہیں ان کا صدور کرامت سے ممتنع قراردیا ہے ، مگر محققین نے کے نزدیک کرامت کی کوئی حد نہیں، کیونکہ جو فعل بطور کرامت ولی کامل سے صادرہوتا ہے وہ مِن جانبِ اللہ ہوتا ہے ولی کامل صرف اس کام َظـْہـَر ہوتا ہے تاکہ ولی کاقرب اور مقبولیت عنداللہ معلوم ہو۔

سوال = اس طرح تو کرامت ومعجزہ میں مساوات لازم آئے گا ؟؟

جواب = صاحب کرامت خود یہ دعوی کرتا ہے کہ میں نبی کاغلام وخادم وامتی ومتبع ہوں اورکچھ نہیں ہوں اوراس خرق عادت وکرامت کا صدور بھی باذن اللہ وبہ تبعیت نبی کے ہے اس کا کوئی اپنا کمال وتصرف نہیں ہے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جس خرق عادت کی نسبت اللہ ورسول کا ارشاد ہو کہ اس کا صدور مُطلقاً مُحَال ہے تو وہ بطور کرامت بھی سرزد نہیں ہوسکتا۔

اظـہـارِکـرامـت

اکابرنے لکھا ہے کہ اپنی کـرامـت کااخفا (پوشیدہ رکھنا) واجب ہے، مگرجہاں اظہار کی ضرورت ہو یاحالت اس قدرغالب ہو کہ اس میں قصد واختیار باقی نہ رہے یا کسی طالب حق ومُرید کایقین قوی کرنا مقصود ہو تو پھر وہاں کرامت کااظہار جائز ہے، اوریہ بات یاد رکھیں کہ ولایت کے لیئے کرامت کا وجود وظُہور وصُدور کوئی ضروری نہیں ہے، اوراصل کرامت استقامت علی الشریعۃ ہے۔

علم کرامت

کرامت کے لیئے نہ اس ولی کو اس کا علم ہونا ضروری ہے، اور نہ اس کے قصد وارادہ کا متعلق ہونا ضروری ہے، کبھی علم ہوتا ہے اور قصد وارادہ نہیں، اور کبھی علم وقصد دونوں امر ہوتے ہیں،

اس اعتبار سے کرامت کی تین قسمیں ہوئی ہیں۔

1. جس کا علم بھی ہو اور قصد بھی ہو جیسے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حکم وفرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا۔
2. جس کا علم ہو اور قصد نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میوں اور پھلوں کا آنا۔
3. جہاں علم وقصد دونوں نہ ہوں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمانا اور کھاتے وقت کھانے کا زیادہ ہو جانا۔ چنانچہ خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا جس سے ان کے علم وقصد کا پہلے سے متعلق نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔(مقتبسا من افادات حكيم الأمة بتصرف واضافة يسيرة)

کرامات کا إثبات

کرامت کا ثبوت کتاب اللہ تعالی وسنۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وآثار الصحابۃ رضوان اللہ علیہم وتابعین وتبع تابعین سے ثابت ہے، اور جمہور علماء اہل السنۃ والجماعۃ فقہاء ومحدِّثین ومفسرین واصولیین ومشائخ الصوفیۃ وغیرہم سب اس کے ثبوت پر متفق ہیں، اور ان کی کتب وتصانیف اس پر شاہد ہیں، اور اہل سنت کی کتب عقائد میں کرامات اولیاء کے حق ہونے کا عقیدہ موجود ہے، بعض اہل البدع نے کرامات کا انکار کیا ہے۔

کرامت کا ثبوت کتاب اللّٰہ سے

1. اِصحاب الکہف کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ وہ تین سو نو (۳۰۹) برس تک غار میں رہے اور ہر قسم کے آفات سے اور سورج کی گرمی وحرارت سے محفوظ سوتے رہے۔

[وتَرى الشمسَ إذا طَلَعَتْ تَزاوَرُ عنْ كهفِهِم ذاتَ اليمينِ وإذا غَرَبَتْ تقرِضُهُم ذاتَ الشمالِ} [الكهف: 17].

إلى أن قال: {وتحسَبُهُم أيقاظاَ وهُمْ رُقودٌ ونُقلِّبُهُم ذات اليمين وذات الشمال وكلْبُهُم باسِطٌ ذراعيهِ بالوصيدِ} [الكهف: 18].

إلى أن قال: {ولَبِثوا في كَهْفِهِم ثلاثمئةٍ سنين وازدادوا تسعاً} [الكهف: 25]

الإمام فخر الدين الرازی رحمہ اللہ تعالی اپنی (تفسیر الکبیر) میں ان آیات کے تحت فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب صوفیہ نے اس آیت سے کرامات کے ثبوت پر دلیل پکڑی ہے اور یہ استدلال بالکل ظاہر ہے، پس ہم کہتے ہیں کہ کرامات الأولیاء کے جواز و ثبوت پر قرآن واخبار وآثار و معقول دلالت کرتا ہے الخ

قال الإمام فخر الدين الرازي رحمه الله تعالى في تفسيره الكبير عند قصة أصحاب الكهف: (احتج أصحابنا الصوفية بهذه الآية على صحة القول بالكرامات وهو استدلال ظاهر، فنقول: الذي يدل على جواز كرامات الأولياء القرآن والأخبار والآثار والمعقول..) انظره مفصلاً في التفسير الكبير للعلامة فخر الدين الرازي ج5 ص682].

2. حضرت مریم علیہا السلام کا کھجور کی خشک ٹہنی کو ہلانا اور اس کا سرسبز ہونا اور اس سے تازہ کھجوروں کا گرنا۔
قال تعالی: {وهُزِّي إليكِ بجذْعِ النَّخْلَةِ تُساقِطْ عليكِ رُطَباً جنيّاً} [مريم: 25]

3. حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کے رزق دیکھنا اور پھر یہ سوال کرنا کہ یہ کہاں سے آیا؟ اور ان کا جواب دینا کہ اللہ کی طرف سے، قال اللہ تعالی: {كلَّما دخَلَ عليها زكريا المحرابَ وَجَدَ عندَها رِزْقاً قال يا مريمُ أنَّى لكِ هذا قالَتْ هوَ مِنْ عندِ اللهِ} [آل عمران: 37]

4. حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ آصف بن برخیا کا قصہ جیسا کہ جمہور المفسرین نے فرمایا ہے کہ اس نے عرش بلقیس کو پلک جھپکنے سے قبل حاضر کردیا، قال اللہ تعالی: {قالَ الذي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الكِتابِ أنا آتيكَ بهِ قبْلَ أنْ يرتَدَّ إليكَ طرفُكَ} [النمل: 40]

کرامت کا ثبوت سنت صحیحة سے

1. بنی إسرائیل کے عابد زاہد شخص جُرَیْج کا قصہ کہ جس کے ساتھ گود میں بیٹھے بچے نے کلام کیا، جس کا پورا قصہ صحیحین میں موجود ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لم يتكلم في المهد إلا ثلاثة: عيسى، وكان في بني إسرائيل رجل يقال له جُرَيْج، كان يصلي فجاءته أمه، فدعتْه، فقال: أُجيبُها أوْ أصلي ؟ فقالت: اللهم لا تمتْه حتى تريه وجوه المومسات. وكان جريج في صومعته فتعرّضت له امرأةوكلمته ؛ فأبى. فأتت راعياً، فأمكنته من نفسها، فولدت غلاماً، فقالت: من جريج. فأتوه فكسروا صومعته، وأنزلوه وسبّوه، فتوضأ وصلّى، ثم أتى الغلام ؛ فقال: مَن أبوك يا غلام ؟ فقال: الراعي. قالوا: نبني صومعتك من ذهب ؟ قال: لا، إلا من طين"..]

2. .قصة الغلام الذي تكلم في المهد [وهذا تمام الحديث المذكور آنفاً: " وكانت امرأة ترضع ابناً لها من بني إِسرائيل، فمر بها رجل راكب ذو شارة، فقالت: اللهم اجعل ابني مثله، فترك ثديها وأقبل على الراكب، فقال: اللهم لا تجعلني مثله، ثم أقبل على ثديها يمصه". قال أبو هريرة: كأني أنظر إِلى النبي صلى الله عليه وسلم يمص إِصبعه. "ثم مرَّ بأَمَة، فقالت: اللهم لا تجعل ابني مثل هذه، فترك ثديها، فقال: اللهم اجعلني مثلها. فقالت: لِمَ ذاك ؟ فقال: الراكب جبار من الجبابرة، وهذه الأَمَة يقولون: سرقت، زنت، ولم تفعل "رواه البخاري في صحيحه في كتاب ذكر بني إِسرائيل، واللفظ له. ومسلم في كتاب بر الوالدين].

3. ان تین آدمیوں کا واقعہ جو ایک غار میں داخل ہوئے، اور ایک چٹان نے ان کے غار کو بند کر دیا، پھر انہوں نے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی، اور چٹان کا دور ہو جانا الخ یہ سارا واقعہ متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے۔

وعن أبي عبد الرحمن عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "انطلق ثلاثة رهط ممن كان قبلكم، حتى أووا المبيت إِلى غار، فدخلوه، فانحدرت صخرة من الجبل، فسدت عليهم الغار، فقالوا: إِنه لا ينجيكم من هذه الصخرة إِلا أن تدعوا الله بصالح أعمالكم، فقال رجل منهم: اللهم كان لي أبوان شيخان كبيران، وكنت لا أغبِق قبلهما أهلاً ولا مالاً، فنأى بي في طلب شيء يوماً، فلم أرح عليهما حتى ناما، فحلبْتُ لهما غبُوقهما، فوجدتهما نائمين، فكرهت أن أوقظهما وأن أغبق قبلهما أهلاً أو مالاً، فلبثْتُ والقدح على يدي أنتظر استيقاظهما حتى برِقَ الفجر، فاستيقظا، فشربا غبوقهما. اللهم إِن كنتُ فعلت ذلك ابتغاء وجهك فَفَرِّج عنا ما نحن فيه من هذه الصخرة. فانفرجت شيئاً لا يستطيعون الخروج". قال النبي صلى الله عليه وسلم: "وقال الآخر: اللهم إنه كانت لي بنتُ عم، كانت أحب الناس إِلي، فأردتها على نفسها، فامتنعت مني: حتى ألمَّتْ بها سنة من السنين فجاءتني، فأعطيتها عشرين ومائة دينار على أن تخلي بيني وبين نفسها، ففعلتْ، حتى إِذا قدرتُ عليها قالت: لا أحل لك أن تفضَّ الخاتم إِلا بحقه، فتحرَّجْتُ من الوقوع عليها فانصرفْتُ عنها وهي أحب الناس إِلي، وتركت الذهب الذي أعطيتها. اللهم إِن كنت فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرجْ عنا ما نحن فيه، فانفرجت الصخرة، غير أنهم لا يستطيعون الخروج منها". قال النبي صلى الله عليه وسلم: "وقال الثالث: اللهم استأجرت أجراء، فأعطيتهم أجرهم غير رجل واحد ترك الذي له وذهبَ، فثمَّرتُ أجرَه، حتى كثرت منه الأموال، فجاءني بعد حين، فقال: يا عبد الله! أدِّ إِليَّ أجري، فقلت له: كلُّ ما ترى من أجرك من الإِبل والبقر والغنم والرقيق فقال: يا عبد الله: لا تستهزئ بي. فقلت: إِني لا أستهزئ بك. فأخذه كله، فاستاقه، فلم يترك منه شيئاً. اللهم فإِن كنتُ فعلتُ ذلك ابتغاء وجهك فافرجْ عنا ما نحن فيه. فانفرجت

الصخرة، فخرجوا يمشون[."أخرجه البخاري في صحيحه في كتاب الإِجارة واللفظ له، ومسلم في كتاب الذكر]

4. اس بیل کا قصہ جس نے اپنے مالک سے کلام کیا، حدیث صحیح سے ثابت ہے ۔

5. روى سعيد بن المسيب عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: "بينما رجل راكب على بقرة قد حمل عليها، فالتفتت إِليه البقرة فقالت: إِني لم أُخلَق لهذا، وإِنما خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان الله بقرة تتكلم! فقال النبي صلى الله عليه وسلم: آمنْتُ بهذا أنا وأبو بكر وعمر ."رواه البخاري في صحيحه في كتاب المزارعة، ومسلم في كتاب فضائل الصحابة، والترمذي في كتاب المناقب].

کرامت کا ثبوت آثار الصحابة سے

اس باب میں کثیر کرامات منقول ہیں،

1. حضرت إبي بکر رضی اللہ عنہ کا قصہ مہمانوں کے ساتھ ، اور کھانے کا بڑھ جانا، حتی کہ کھانے کے بعد بھی پہلے سے زیادہ باقی رہ جانا۔

أن أبا بكر كان عنده أضياف، فقدم لهم الطعام فلما أكلوا منه ربا من أسفله حتى إِذا شبعوا قال لامرأته: (ياأخت بني فراس ما هذا ؟ قالت: وقرة عيني لهي [تعني القصعة] أكثر منها قبل أن يأكلوا.. إِلى آخر القصة].[حدیث صحیح اخرجہ البخاری]

2. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ مدینہ میں منبر پر کھڑے ہو کر یا ساریۃ الجبل کہا اور اس آواز کا ان تک پہنچ جانا، یہ حدیث حسن ہے، حتی کہ البانی نے بھی اس کو اپنی [السلسلۃ الصحیحۃ" 3 / 101] میں ذکر کیا ہے، اور اس جمیع طُرق کو حسن قرار دیا ہے۔

[قال السيوطي في الدرر المنتثرة عن الحديث : ألف القطب الحلبي في صحته جزأ.والقصة عند البيهقي في الدلائل واللألكائي في شرح السنة وابن الاعرابي في كرامات الأولياء ، وابن كثير البداية والنهاية فى الجزء السابع ، ورواه بطريق سيف وقال وهذا إسناد جيد حسن. وقال وقد رواه الحافظ أبو القاسم اللالكائي ، وقال الإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجرالعسقلانى فى الإصابة في تمييز الصحابة فى الجزء الثالث ، قلت هكذا أخرج القصة الواقدي عن أسامة بن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر وأخرجها سيف مطولة عن أبي عثمان وأبي عمرو بن العلاء عن رجل من بني مازن فذكرها مطولة وأخرجها البيهقي في الدلائل واللالكائي في شرح السنة والزين عاقولي في فوائده وابن

الأعرابي في كرمات الأولياء من طريق بن وهب الخ وقال بعد سطور وهكذا ذكره حرملة في جمعة لحديث بن وهب وهو إسناده حسن]

3. حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کا اللہ کا نام لے کر زہر پینے کا واقعہ اوران کو کچھ نقصان نہ ہونا باسناد صحیح ثابت ہے۔

4. حضرت حمزۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ کی انگلیوں کا اندھیری رات میں روشن ہونا۔

أخرج البخاري في التاريخ عن حمزة الأسلمي رضي الله عنه قال: (كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر، فتفرقنا في ليلة ظلماء، فأضاءت أصابعي حتى جمعوا ظهرهم وما هلك منهم وإن أصابعي لتنير .(انظر تهذيب التهذيب ج3. ص30]

5. بعض صحابہ کا قبر سے سورۃ الملک کی تلاوت سننا۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ضرب بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم خباءه على قبر وهو لا يحسب أنه قبر، فإذا فيه إنسان يقرأ سورة {تبارك الذي بيده الملك} حتى ختمها،فأتى النبيَّ صلى الله عليه وسلم. فقال يا رسول الله: إِني ضربت خبائي على قبر وأنا لا أحسب أنه قبر، فإذا فيه إِنسان يقرأ سورة تبارك الملك حتى ختمها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "هي المانعة، هي المنجية تنجيه من عذاب القبر."أخرجه الترمذي في كتاب فضائل القرآن، وقال: حديث حسن غريب]

6. اس برتن کا تسبیح پڑھنا جس سے حضرت سلمان الفارسی وابو الدرداء رضی اللہ عنہما نے کھانا کھایا اوران دونوں کا اس کی تسبیح کو سننا۔

أخرج البيهقي وأبو نعيم عن قيس قال) :بينما أبو الدرداء وسلمان يأكلان من صحفة إذا سبَّحتْ وما فيها]

7. حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کا اپنے گھوڑے پر سمندر کو عبور کرنا، الخ

كان أبو هريرة يقول: (رأيتُ من العلاء بن الحضرمي ثلاثةَ أشياء لا أزال أحبه أبداً، رأيته قطع البحر على فرسه يوم دارينَ. وقدم من المدينة يريد البحرين، فلما كانوا بالدهناء نفد ماؤهم، فدعا الله فنبع لهم من تحت رملة، فارتووا وارتحلوا، وأنسي رجل منهم بعض متاعه، فرجع فأخذه ولم يجد الماء. وخرجتُ معه من البحرين إِلى صف البصرة فلما كنا بِلياسٍ مات ونحن على غير ماء، فأبدى الله لنا سحابة فمُطرنا فغسلناه وحفرنا له بسيوفنا ولم نُلْحِدْ له، فرجعنا لنُلْحِدَ له فلم نجد موضع قبره .(الطبقات الكبرى لابن سعد. ج4. ص363]

8. حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو اِسیری (قید) کی حالت میں بے موسم انگوروں کا ملنا اور انگوروں کا کھانا الخ

أخرج البخاري في صحيحه في باب غزوة الرجيع عن أبي هريرة رضي الله عنه أن خبيباً كان أسيراً عند بني الحارث بمكة، في قصة طويلة، وفيها أن بنت الحارث كانت تقول: (ما رأيت أسيراً قط خيراً من خبيب، لقد رأيته يأكل من قطف عنب، وما بمكة يومئذ ثمرة وإنه لموثَق في الحديد، وما كان إلا رزق رزقه الله]

9. حضرت اِم اِیمن رضی اللہ عنہا کا حالت صوم میں مکۃ سے مدینۃ کی طرف ہجرت کا واقعہ، کہ شدت گرمی کی وجہ سے ان کو شدید پیاس لگی، قریب تھا کہ ان کا انتقال ہو جاتا، لہٰذا وہ " رَوحَاء " مقام میں تھی یا اس کے قریب تھیں کہ غروب شمس ہو گیا، اس دوران آسمان سے پانی کا بر تن کا نازل ہوا، جس سے انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا، اور اس کبھی ان کو پیاس نہیں لگی الخ۔

عن عثمان بن القاسم قال: (خرجت أم أيمن مهاجرة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة إلى المدينة وهي ماشية ليس معها زاد وهي صائمة في يوم شديد الحر، فأصابها عطش شديد حتى كادت أن تموت من شدة العطش، قال: وهي بالروحاء أو قريباً منها، فلما غابت الشمس قالت: إذا أنا بحفيف شيء فوق رأسي، فرفعتُ رأسي ؛ فإذا أنا بدلو من السماء مدلًى برشاء أبيض، قالت: فدنا مني حتى إذا كان حيث أستمكن منه تناولْتُه فشربت منه حتى رويت، قالت: فلقد كنت بعد ذلك اليوم الحار أطوف في الشمس كي أعطش، وما عطشْتُ بعدها .أخرجه أبو نعيم في الحلية ج2 ص67]

10. حضرت عبّاد بن بشر واِسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کا قصہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھنے کے بعد اندھیری رات میں ان دونوں میں سے ایک کا عَصَا (ڈنڈے) کا روشن ہونا الخ

أخرج الحاكم في كتاب معرفة الصحابة وصححه والبيهقي وأبو نعيم وابن سعد، وهو في البخاري من غير تسمية الرجلين " :أن أسيد بن حضير وعباد بن بشر رضي الله عنهما كانا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في حاجة حتى ذهب من الليل ساعة، وهي ليلة شديدة الظلمة، خرجا وبيد كل واحد منهما عصا فأضاءت لهما عصا أحدهما فمشيا في ضوئها، حتى إذا افترقت بهما الطريق أضاءت للآخر عصاه، فمشى كل واحد منهما في ضوء عصاه حتى بلغ أهله"].

یہ کرامات صحابہ بطور مثال عرض کر دیئے اور یہ کثیر میں سے قلیل بلکہ اقل ہیں، کتب مبسوطہ میں بہت کرامات صحابہ باسناد صحیح علماء امت نے نقل کیئے ہیں، اور اسی طرح اس کے بعد عہد التابعین و تبع التابعین اور ان کے بعد کے اولیاء اللہ کے کرامات بے شمار ہیں، اور علماء سلف نے اس پر مستقل کتب تصنیف کی ہیں، اور اکابر ائمۃ نے کراماتُ الاَولیاء کی اثبات میں مستقل تصنیفات لکھیں جن میں امام فخر الدین الرازی امام اِبو بکر الباقلانی، اور اِمام الحرمین،

امام ابو بکر بن فورک، اور حجۃالاسلام امام الغزالی، امام ناصر الدین البیضاوی، امام حافظ الدین النسفی، امام تاج الدین السبکی، امام ابو بکر الاشعری، امام ابو القاسم القشیری، امام النووی، وغیرہم بہت سارے علماء المحققین شامل ہیں جن سب کی تعداد وشمار مشکل ہے۔

کــرامت اوراســتــدراج مــیــں فــرق

اس بات پرتنبیہ ضروری ہے کہ کــرامت اوراســتــدراج میں فرق ہے، بعض فاسق وفاجر بے دین لوگوں کے ہاتھوں پر بھی بعض دفعہ خوارق العادات کا ظہور ہو جاتا ہے، اس کواســتِـدراَج کہاجاتا ہے،

اورجو شخص مُتبع سنت صاحب العقیدۃالصحیحۃ ہو اور تمام ماموارت کا پابند ہو اور تمام مَنہیات سے مجتنب ہو۔ تمام طاعات پر مواظبت رکھتا ہو، اور تمام معاصی سے اجتناب کرتا ہو، صغائر وکبائر سے دور ہو، شہوات ولذات میں منہمک نہ ہو، قال اللہ تعالی فیہ: {ألا إنَّ أولِياءَ اللهِ لا خوفٌ عليهِمْ ولا هُمْ يحزَنُونَ . الذينَ آمنوا وكانُوا يتَّقونَ} لہٰذاایسے شخص کے ہاتھ پر جو خرق عادت صادر ہوتی ہے اس کو کــرامت کہا جاتا ہے۔

اورپھر یہ بھی یادرہے کہ ولی اپنے کرامت پر فخر وبڑھائی ظاہر نہیں کرتا، علامہ فخر الدین الرازی رحمہ اللہ اپنی (تفسیرالکبیر) میں فرماتے ہیں کہ صاحب الکرامۃ اپنی کرامت سے مانوس نہیں ہوتا۔ بلکہ کرامت کی ظہور کے بعد اس کا خوف اللہ تعالی سے اورزیادہ ہو جاتا ہے، اور اللہ کے قہر سے اس خوف اور بڑھ جاتا ہے، اوراس کو خوف ہوتا ہے کہ کہیں یہ اســتــدراج نہ ہو، اسی لیئے محققین کرامات سے ڈرتے ہیں، جب کہ صاحب الاستدراج کا حال اس طرح نہیں ہوتا الخ [انظر للتفصيل " تفسير الرازي " ج5. ص692]

وصل اللهم وسلم وبارك على سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه أجمعين

شــریعــت مُطهــره کــا ایک بنیــادی وأســاســی قــاعده وأصــول

شریعت مطہرہ کے اساسی قواعد واصول میں سے ایک اہم ترین اصول کسی بھی خبر اور بات کی تحقیق وتبیین کرنا، کتاب وسنت کے نصوص میں اس امر کی بڑی تاکید ہے ،

قوله تعالى:{ يا أيها الذين آمنوا إن جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا أن تصيبوا قوماً بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم نادمين }،

وقوله تعالى : {يا أيها الذين آمنوا إذا ضربتم في سبيل الله فتبينوا}،

وكقوله صلى الله عليه وسلم :{كفى بالمرء كذباً أن يحدث بكل ما سمع } (في صحيح مسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه).

عام لوگ کوئی بات دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو اس بات وخبر کی صحت وسچائی میں کسی تحقیق کے بغیر اس کو قبول کر لیتے ہیں، اور بوجہ جہالت کے شریعت مطہرہ کے اس قاعدہ اساسیہ کو بھول جاتے ہیں، اسی قاعدہ اساسیہ قرآنیہ پر عمل نہ کرنے اور اس سے غفلت وجہالت کی بناپر اکثر لوگ حق کو چھوڑ کر باطل کو قبول کر لیتے ہیں، سچ وصحیح کو ترک کر کے جھوٹ وغلط کو قبول کر لیتے ہیں، اسی لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع (رواه مسلم)- وفى رواية (كفى بالمرء إثما أن يحدث بكل ما سمع)

یعنی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیئے (دوسری روایت میں ہے گناہگار ہونے کے لیئے) یہ کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو (بلا تحقیق) بیان کرے۔

اس ارشاد مبارک میں ایک زجر اور وعید ہے اس شخص کے لیئے جو ہر سنی سنائی بات کو بلا تحقیق صحت کے بیان کرے، لہٰذا اس بات اور خبر کو بیان کرنے اور پھیلانے سے پہلے اس کی صحت کا علم الیقین ہونا ضروری ہے۔

اس لیئے ہماری گذارش ونصیحت ہے کہ خصوصا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے کسی بھی فرد کی زبانی امام اعظم ابوحنیفہ یا فقہ حنفی یا علماء احناف یا علماء حق کے خلاف کوئی بات سنے یا ان کے کسی کتاب ورسالہ میں پڑھے، تو اس کو ہرگز قبول نہ کرے اس پر یقین نہ کرے تاوقتیکہ جن کے خلاف یہ بات یا وسوسہ پھیلایا گیا ہے ان سے تحقیق نہ کر لے، اگر اس قرآنی اصول پر لوگ عمل کریں تو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے تمام وساوس ماند پڑجائیں گے، ان کے جھوٹ وکذب کی تجارت بالکل بند ہو جائے گی۔

گذشتہ سطور میں تبلیغی جماعت کے خلاف فرقہ جدید اہل حدیث کے اڑائے ہوئے چند مشہور وساوس واکاذیب کا ذکر وجواب گذر گیا، جماعۃ التبلیغ کے خلاف بکثرت اعتراضات ووساوس پھیلائے گئے ہیں، آج کل کے فرقہ جدید اہل حدیث کا کردار ان وساوس کی تشہیر میں کچھ زیادہ ہے، اور میں یہ بات بھی عرض کر چکا ہوں کہ تبلیغی جماعت معصوم فرشتوں کی جماعت نہیں ہے کہ ان سے کسی خطاء وگناہ وغلطی کا صدور محال ہو، لیکن کسی فرد کی کوئی غلطی اور کوتاہی یا کوئی غیر شرع عمل کی وجہ سے پوری جماعت گمراہ قرار دینا از خود ایک ناجائز اور غیر شرع اقدام ہے۔ اور پھر یہ اعتراض کرنے والے کس حد تک مخلص اور صاف نیت ہیں، یہ تو اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہے، اور ان کا اعتراض وشبہ کس حد تک وزنی ہے، یہ تو اہل علم ہی خوب جانتے ہیں، اور جہاں تک فرقہ جدید اہل حدیث کے اعتراضات کا تعلق ہے تو وہ درحقیقت سب وساوس ہوتے ہیں اور محض تعصب وعداوت وجہالت پر مبنی ہوتے ہیں۔

(حافظ ایم خان صاحب کے تھریڈ کے صفحہ نمبر چھ پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے تذکرہ تک مکمل ہوا، مزید پر کام جاری ہے۔ آپ اپنے طور پر اسے اس لنک پر بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔)